بسم اللہ الرحمن الرحیم
شجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء
مسجد نور علی پور
سیداں شریف
برکاتِ علی پور
المعروف
خزانۂ تبراہ شریف
زیر اہتمام: یارانِ طریقت راولپنڈی
طبع ہوا

شجرۂ مبارک
عمدۃ الاماثل والافاضل قیوم جہاں مجددِ صدی امام زماں محبوب ربانی عاشقِ خیر البشر
غوثِ جہاں قطب الارشاد بحر العلوم الحاج قاری امیرِ ملت امیرِ دیں سید السادات پیر
حضرت جماعت علی شاہ صاحب رح محدث علیپوری ضلع سیالکوٹ۔
پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رح
شمس الملت الحاج حافظ علامہ پیر سید نور حسین شاہ صاحب تاریخی نام اعظم شاہ صاحب
سراج الملت الحاج حافظ بحر العلوم سید محمد حسین شاہ صاحب محدث رح
صاحبزادی
الحاج حافظ علامہ پیر سید خادم حسین شاہ صاحب رح
صاحبزادہ
صاحبزادی
گوہر ملت الحاج حافظ علامہ سید اختر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی
الحاج حافظ علامہ سید انور حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی
حافظ علامہ سید نذر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی
معین الملت الحاج حافظ سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ
حافظ علامہ سید افضل حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی
الحاج حافظ سید بشیر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی
حافظ علامہ سید اشرف حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی
صاحبزادی
صاحبزادہ منور حسین شاہ صاحب
صاحبزادہ مظفر حسین شاہ صاحب
صاحبزادہ ذاکر حسین شاہ صاحب
صاحبزادہ خورشید حسین شاہ صاحب

نعت شریف

۱- گردش میں ازل سے ہے پیمانہ محمدؐ کا
جاری ہے دو عالم میں میخانہ محمدؐ کا

۲- بہتر ہے دو عالم سے مستانہ محمدؐ کا
کم ظرف ہے نہیں پہنچتا پیمانہ محمدؐ کا

۳- اِک عارفِ کامل ہے مستانہ محمدؐ کا
ہے کفر کی ظلمت میں بیگانہ محمدؐ کا

۴- جانبازوں کا جمگھٹ ہے بازارِ محبت میں
اللہ بھی ہے محشر میں مستانہ محمدؐ کا

۵- طیبہ کا ہے میخانہ اور ساقی جماعتؒ ہیں
پُر ہے مئے وحدت سے پیمانہ محمدؐ کا

۶- ایماں کی رحمت ہے دربارِ نبوت میں
اللہ سے واصل ہے دیوانہ محمدؐ کا

۷- مومن ہے دل و جان سے صدقے رخِ روشن پر
ہنگامۂ محشر میں پروانہ محمدؐ کا

۸- اللہ کے بندوں کو محشر میں عجب سوجھی
پڑھتے چلے آئے ہیں افسانہ محمدؐ کا

۹- فیاضؔ کو محشر میں کھٹکا نہیں پرسش کا
شیدائے جماعت ہے پروانہ محمدؐ کا

نعت شریف

۱- زائروں کی بھیڑ ہو روضہ تیرا ہو میں نہ ہوں
وائے ناکامی کہ اک خلقِ خدا ہو میں نہ ہوں

۲- صدقے اس روضے کے جس پہ سر سے دل سے جان سے
اک جہاں اک خلق اک عالم فنا ہو میں نہ ہوں

۳- زندگی سے اس گھڑی ہے موت بہتر جس گھڑی
قافلہ ملکِ عرب کو جا رہا ہو میں نہ ہوں

۴- دل میں گھٹ گھٹ کر رہی جاتی ہیں دل کی حسرتیں
کوچۂ محبوب میں میلہ لگا ہو میں نہ ہوں

۵- میں وہاں ہوں وہ وہاں ہوں یا نہ ہو پر یہ نہ ہو
شاہ کے دربار میں چرچا میرا ہو میں نہ ہوں

۶- روتے دھوتے سر ٹپکتے روضے سے رخصت ہوں جب
اے اجل اس وقت کو تیرا بھلا ہو میں نہ ہوں

۷- میں وہ ردِ خلق ٹھیرا ہوں کہ بزمِ شاہ میں
انس ہو جن ہو فرشتہ ہو پری ہو میں نہ ہوں

۸- لطف شاہ و گدا پر ایک سا ہے پھر یہ کیا
شاہ ہو خواجہ ہو مفلس ہو گدا ہو میں نہ ہوں

۹- بس چلے تو نقشِ پائے شاہ پر مٹ جاؤں میں
سر تصدق دم تصدق نقشِ پا ہو میں نہ ہوں

شاہِ ماشاہِ جماعت آپ پہ لاکھوں سلام

۱۔شاہِ ماشاہِ جماعت آپ پر لاکھوں سلام — اے شہنشاہِ سیادت آپ پر لاکھوں سلام
۲۔منظہرِ نورِ رسالتؐ آپ پر لاکھوں سلام — مشعلِ راہِ ہدایت آپ پر لاکھوں سلام
۳۔رہبرِ اہلِ طریقت آپ پر لاکھوں سلام — رہبرِ اہلِ شریعت آپ پر لاکھوں سلام
۴۔آپ بزمِ اولیا میں ہیں مثالِ آفتاب — تاباں خورشیدِ ولایت آپ پر لاکھوں سلام
۵۔اس جہاں میں ہر جگہ ہیں آپکے لاکھوں مرید — آپ ہیں محبوبِ خلقت آپ پر لاکھوں سلام
۶۔آپ ہی کے فیض سے ہے ساری دنیا فیضیاب — رونقِ بزمِ خلافت آپ پر لاکھوں سلام
۷۔آپ ہیں سرشارِ عشقِ حضرت خیر الوریٰؐ — عاشقِ شاہِ رسالتؐ آپ پر لاکھوں سلام
۸۔آپ ہی کے نورِ ایماں کی جھلک ہر دل میں ہے — بانئ عشق و محبت آپ پر لاکھوں سلام
۹۔معدنِ انوارِ حق اے مخزنِ الطافِ حق — واقفِ ہر رمزِ وحدت آپ پر لاکھوں سلام
۱۰۔مخزنِ جود و سخاوت منبعِ حُسنِ عطا — دستگیرِ اہلِ حاجت آپ پر لاکھوں سلام
۱۱۔آپ ہیں حلم و حیا میں بے نظیر و بے مثال — گوہرِ بحرِ شرافت آپ پر لاکھوں سلام
۱۲۔اہلِ باطل کے بھی دل پرتو سے روشن کر دئے — آئینہ دارِ صداقت آپ پر لاکھوں سلام
۱۳۔یاں نہ تھا کوئی سیاست میں مقابل آپکے — ماہرِ رمزِ سیاست آپ پر لاکھوں سلام
۱۴۔تھی دلِ اعدا پر بھی چھائی ہوئی ہیبت مدام — اے بساشانِ شجاعت آپ پر لاکھوں سلام
۱۵۔دیجئے فیاضؔ کو غم ہائے فرقت سے نجات — مظہرِ لطف و عنایت آپ پر لاکھوں سلام

آہ فیاضؔ بھی اب اُٹھ گیا دنیا سے مگر
جاتے جاتے وہ نئی طرزِ فغاں چھوڑ گیا

شعر:
امداد کن امداد کن از بحرِ غم آزاد کن — در دین و دنیا شاد کن یا شاہِ جماعتؒ دستگیر

غزل

۱۔ تا حشر رہے منبع ایمان علی پور — جاری رہے عالم میں فیضانِ علی پور

۲۔ کھل جاتا ہے یاں راز ہر اک باطل و حق کا — ایمان کا میزان ہے میزانِ علی پور

۳۔ لٹتی ہے یہاں دولتِ دارین شب و روز — مہمان کریم[1] ہوتا ہے مہمان علی پور

۴۔ یارب رہے تا حشر تر و تازہ ہمیشہ — یہ غیرتِ فردوس گلستانِ علی پور

۵۔ علم و عمل و فضل میں یہ سارے جہاں سے — ٹکرلے ہر اک طفل دبستانِ[2] علی پور

۶۔ ہے واسطہ بالواسطہ شاہ جماعت رح — ہے سلسلہ یثرب سے یہ فیضان علی پور

۷۔ دربار میں فیاض بھی ہے نغمہ سرا آج — اک بلبل خوشخوان گلستان علی پور

فرقت

۱۔ طبیعت یہ کیوں آج گھبرا رہی ہے — یہ کیوں دل پہ غم کی گھٹا چھا رہی ہے

۲۔ تڑپتا ہے دل اور روتی ہیں آنکھیں — علی پور والے کی یاد آ رہی ہے

۳۔ میں بیتاب و بیکل ہوں سوزِ نہاں سے — ستم پر یہ لاکھوں ستم ڈھا رہی ہے

۴۔ محبت عطا کر کے انجان کیوں ہے — تری یاد میں جاں میری جا رہی ہے

۵۔ تمنا ہماری اے شاہِ جماعت رح — وہ سر "بابِ رحمت" سے ٹکرا رہی ہے

۶۔ شہا آپ کے جسمِ اطہر کی خوشبو — علی پور کو سارے مہکا رہی ہے

۷۔ سرِ طور چمکی جو برقِ تجلّیٰ — علی پور کو آج چمکا رہی ہے

۸۔ ہے خاکِ علی پور میں جلوۂ نور — چمک ماہ کو جس کی شرما رہی ہے

۹۔ ضیا مسجدِ نور کے وہ کلس کی — جھلک طور سینا کی دکھلا رہی ہے

۱۰۔ کرم سے ترے میری یہ چشم بینا — نہاں رازِ دل کو عیاں پا رہی ہے

۱۱۔ مبارک تمہیں مژدۂ وصل فیاض — قضا بن کے مشاطہ آج آ رہی ہے

[1] قلب الوقت بحر العلوم پیر سید کریم شاہ صاحب رح والد تھے حضور امیر ملت امیر دین رح کے۔ [2] مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف۔

غزل

۱۔ ہاتھ خالی کون جاتا ہے درِ گنجور سے
فیض پاتے ہیں علی پور آکے کیا کیا دور سے

۲۔ یہ مکان یار ہے وہ جلوہ گاہ یار ہے
افضلیت بابِ رحمت کو ہے کوہِ طُور سے

۳۔ آپ ہی کی ذات ہے وہ مرجعِ فضل و کمال
اکتسابِ فیض کرتے ہیں ہزاروں دور سے

۴۔ ہر ادا ہیں آپ کی ہے درسِ تعمیرِ حیات
پیرِ کامل فیض پاتے ہیں درِ پُر نُور سے

۵۔ قلب روشن پر توِ شاہِ جماعتؒ سے ہے اب
آگ لانے کون جائے آج کوہِ طور سے

۶۔ نورِ مطلق ہے تجلی بخش روئے پاک سے
کیوں نہ ہو روشن جبینِ کائنات اس نور سے

۷۔ ہر نظر برقِ تجلی ہر تبسم رشکِ طور
نورِ باطن ہے عیاں خود چہرہ پر نور سے

۸۔ حضرتِ شاہِ جماعتؒ رہنمائے راہِ حق
طالبِ عشقِ حقیقی آئے ہیں یاں دور سے

۹۔ آپ ہی دینِ الٰہی کے ہیں وہ روشن چراغ
ہو گئے روشن دل اہلِ حرم جس کے نور سے

۱۰۔ کارواں دل میرا لوٹا ادائے خاص نے
دے کے دل ہم نازنیں کو ہو گئے مجبور سے

۱۱۔ طاقتِ ضبطِ فغاں فرقت میں کچھ باقی نہیں
نالے اب رُکتے نہیں میرے دلِ رنجور سے

۱۲۔ موت پر گر وصل ہے موقوف تو یوں ہی سہی
ہے صدا ہر دم یہی میرے دلِ رنجور سے

۱۳۔ حُبِّ دنیا ٹھوکریں کھلواتی ہے مرنے کے بعد
ہے صدائے عبرت آگیں یہ سرِ فغفور سے

۱۴۔ نقد دل لے کر دئے جاتے ہیں یاں فرقت کے غم
ہم نہ تھے فیاضؔ واقف عشق کے دستور سے

شعر:۔

المدد پیر سید جماعت علیؒ
مشکلیں حل کروا اے خدا کے ولی

منقبت

پڑ رہا ہے میرے دل پر پرتوِ نورِ حسین
شر ہے ہر ایک لب پر مظہرِ نورِ حسین

ناز میں انداز میں شیرینیٔ گفتار میں
ثانیٔ شاہِ جماعتؓ ہیں مرے نورِ حسین

بخشش وجود و سخا میں آپ ہیں اپنی مثال
گویا ہیں شانِ سیاوت کی عطا نورِ حسین

علم دین کے آپ عالم حاجیٔ بیت الحرام
عارف اسرارِ حق ہیں برملا نورِ حسین

ہے متانت میں جو مضمر شوخیٔ گفتار بھی
دردمندوں کے دلوں کی ہیں دوا نورِ حسین

نور سے تیرے منور ہیں زمین و آسماں
نورِ حق نورِ نبیؐ نورِ علیؓ نورِ حسین

جب کہ قسامِ ازل نے خوبیاں تقسیم کیں
لکھ دیا قسمت میں میری مدحتِ نورِ حسین

تیرا دشمن ہے شریکِ لشکرِ ابنِ زیاد
قدسیوں کے صف میں ہر ہر حامیٔ نورِ حسین

جائے مدفن ہو علی پور آپ کے فیاض کی
وہ رہے تا حشر زیرِ سایۂ نورِ حسین

غزل

ساقی بھر بھر کے وہ مئے دے مرے پیمانے میں
جو کہ کھینچی ہے علی پور کے میخانے میں

ایسی کیا بات ہے ساقی ترے میخانے میں
حق سے لگ جاتی ہے لو ایک ہی پیمانے میں

کیا کمی ہے ترے دربار علی پور میں آج
لٹتی ہے دولتِ ایمان ترے کاشانے میں

سر جو رکھا تو جماعتؓ ہی کے در پر رکھا
ہوشیاری ہے کچھ ایسی ترے مستانے میں

جلوۂ حسنِ حقیقت سے ہے دل بقعۂ نور
شعلۂ طور ہے روشن مرے کاشانے میں

شانِ شاہانہ بھی جس شان پہ سو جاں سے نثار
ہے وہ انداز فقیری ترے دیوانے میں

بے خطر شمعِ رسالت پہ وہ جل مرتا ہے
سوزشِ عشقِ حقیقی ہو جو پروانے میں

اُٹھ گئی ایسی زمانے سے مروت ہمدم
فرق باقی رہا اپنے میں نہ بیگانے میں

تشنہ لب در پہ ترے آج ہے حاضر فیاضؔ
خیر میخانے کی کچھ ڈال دے پیمانے میں

لہ میرے حضور خواجہ دوجہاں امیرِ ملت رحمۃ اللہ کے مریدوں میں ہزاروں عالی مرتبہ گذرے ہیں۔ سب سے زیادہ مشہور حضرت قطب الوقت علامہ محمد حسین صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ فقیری کے ساتھ شاہانہ ٹھاٹھ تھے ہر سال چار شوال کو عرس ہوتا ہے

منقبت در شان حضور قبلۂ عالم محمد شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

(از مولانا عبدالمجید خاں قصوری رح)

۱۔ آج وہ بادۂ یک رنگ پلا دے ساقی
پیتے ہی جو مجھے سرشار بنا دے ساقی

۲۔ مینا بھر بھر کے علی پور کے میخانے سے
اپنے مستانوں پہ لا لا کے لنڈھا دے ساقی

۳۔ میخانہ آپ کا قائم رہے تا روزِ قیام
اپنے رندوں کو تو دے تجھ کو خدا دے ساقی

۴۔ تیرے میخوار تو پی پی کے ہوئے سب مدہوش
بختِ خوابیدہ ہمارا بھی جگا دے ساقی

۵۔ نالۂ نیم شب و آہِ سحر وقتِ خمار
تا بکے جامِ صبوحی تو پلا دے ساقی

۶۔ قلب ماہیتِ اعجاز ہے ساغر میں تیرے
اِک نظر میں تو ہنسا دے کہ رُلا دے ساقی

۷۔ جام بھرنے کی تکلیف اُٹھاتے کیوں ہو
میرے منہ سے تو صراحی ہی لگا دے ساقی

۸۔ تیرے پیمانے میں مخموری بھی ہے بیہوشی بھی
بے چھنی بے تُلی بِلّٰہِ پلا دے ساقی

۹۔ بس رہا جاتا ہے تیرا یہ قصوری ناکام
اِس کو بھی جام کوئی ہوش رُبا دے ساقی

ملنے کے پتے:۔

۱۔ معین الملت الحاج حافظ علامہ سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی۔

۲۔ الحاج حافظ علامہ سید بشیر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی۔

۳۔ حافظ علامہ سید نذر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی۔

۴۔ حافظ علامہ سید افضل حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی۔

۵۔ صوفی فرحت علی صاحب مکان نمبر آریہ محلہ راولپنڈی۔

التماس

تمام خُدّامِ شاہِ جماعت رحمتہ اللہ علیہ سے درخواست ہے کہ جو کتابیں پہلے ایک بار طبع ہوئی ہیں۔ مگر پھر دوبارہ طبع نہیں ہوئیں۔ جن کو عرصہ گذر چکا اب اس وقت نایاب ہیں۔

نیز اگر کسی صاحب کے پاس کسی نایاب کتاب کا کوئی نسخہ ہو تو وہ ہمیں اس طریقہ پر دیں کہ ہم چھپوانے کے بعد ان کو ایک نئی جلد ادا کر دینگے۔ آپ کو اِس طرح پر بھی ثواب ملے گا۔

ہمارا مقصد ان کتابوں کی طباعت واشاعت سے منافع خوری نہیں بلکہ محض تبلیغ ہے۔ اس لئے انشاء اللہ تمام نایاب کتب جو کہ عرصہ دراز سے طبع نہیں ہوئی ہیں ان کو شائع کرا کر عوام کو اور خصوصًا خدام شاہِ جماعتؒ کو فائدہ پہنچایا جائے۔ نیز ان کتابوں کا منافع جماعت منزل مدینہ منورہ اور مدرسہ نقشبندیہ دربار علی پور شریف میں دیگر جملہ خریداروں اور طباعت کے شوقینوں کو معمولی سے پیسوں اور خدمت کے عوض صدقہ جاریہ سے مستفیض ہونے کا موقع ملے۔

اُمید ہے کہ ہماری اس درخواست پر ذوق ومحبت خلوص وعقیدت سے تعاون کیا جائے گا۔

براہ کرم کتاب کا نسخہ پتہ ذیل پر ارسال فرما کر مشکور وممنون فرمائیں :۔

صوفی فرحت علی صاحب مکان نمبر H/538 آریہ محلہ نمبر 2 راولپنڈی۔

شَجَرَۃٌ طَیِّبَۃٌ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ ۵

الحمد للہ کہ رسالہ خیر مقالہ نورٌ علیٰ نور باعثِ فرحت و سرور المسمّٰی بہ

برکاتِ علی پور

المعروف

خزانہ تیراہ شریف

از تالیفات مولانا مولوی محبوب احمد المعروف خیر شاہ حنفی نقشبندی مجددی امرتسری

حسب فرمائش

عبد الاحد تاجر کتب امرتسر ہال بازار

بار اول :- در مطبع خادم پنجاب امرت سر مطبوع گردید

و باہتمام

منشی نبی بخش صاحب مالک مطبع ذیر طبع پوشید

بار دوم

باہتمام یارانِ طریقت راولپنڈی، اپریل ۱۹۶۷ء ملٹری پریس گوالمنڈی راولپنڈی طبع شد

تعداد :- ایک ہزار .... قیمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ اشاعتِ ثانی

برکاتِ علی پور المعروف خزانہ تیراہ شریف،

امرت سر ۱۹۰۷ء میں حسب فرمائش عبدالاحد صاحب تاجر کتب امرت سر ہال بازار پر جناب مولانا مولوی محبوب احمد صاحب مدظلہ العالی المعروف بخیر شاہ حنفی نقشبندی مجددی جماعتی نے تالیف کر کے ہم سب خدام درگاہ شاہ جماعت رضؓ کو اس نعمتِ عظمیٰ سے مستفیض ہونے کا موقع عطا فرمایا۔ ہر دو حضرات کے ذوق و محبت خلوص و عقیدت اور اس مرتبہ فضیلت کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔ مولا کریم رؤف الرحیم اپنے پیاروں کے طفیل آپ کی اس سعی کو قبول فرمائے اور ذریعہ بخشش بنائے۔ آمین۔ ثم آمین جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء

اب چونکہ برکات علی پور المعروف خزانہ تیراہ شریف کو طبع ہوتے عرصہ ہو چکا ہے۔ اور کتاب نایاب ہو گئی۔ اور اس کتاب کا ہر یارانِ طریقت کے پاس ہونا نہایت ضروری ہے جس کے چھپوانے کی اجازت قبلہ صاحبزادہ شمس الملت سجادہ نشین صاحب مدظلہ العالی سے لے کر یاران طریقت راولپنڈی نے چھپوائی جس کا منافع جماعت منزل و مدرسہ نقشبندیہ فنڈ میں دیا جائے گا

گر قبول افتد زہے عزو شرف

محتاجِ دعا

"عالمگیر"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم ونبارک علی سید البشر خیر الخلائق محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

ناظرین اہل دین خدام صوفیا سالکین وجان نثاران عاشقان سید المرسلین پر یہ بات اظہر من الشمس وابین من الامس ہے کہ ہر اک چیز کا ثبوت زیادہ تر تحریر و تقریر پر ہے۔ پھر وہ تحریر یا تقریر خواہ تقلیدی ہو یا تحقیقی۔ اور جس فرقہ کو شرافت و کرامت و نجابت کا فخر و دعویٰ ہو اسکو اپنی نسبت کسی ایسے فرقہ کیساتھ ضروری ہوتی ہے جسکو وہ اپنے خیال میں سب سے زیادہ شریف و نجیب سمجھتا ہے۔ مگر حضرات صوفیا کرام علیہ الرحمۃ والرضوان ایک ایسی شریف و نجیب جماعت اور ایسا مکرم و معظم گروہ ہے کہ اس کو ہر ایک اپنے نزدیک قابل فخر جانتا ہے اور اس پاک گروہ مقدس جماعت کیساتھ نسبت کرنا اپنے اعزاز و عظمت کا موجب سمجھتا ہے۔ بالخصوص اہل اسلام کے نزدیک تو یہ بہت ہی مقبول و مقدس جماعت ہے۔ کیونکہ جس قدر اسلام کو ترقی ہوئی اس کا پہلا باعث اسی پاک دل نیک خیال گروہ کی سعی بلیغ ہے اور انہی کی توجہات کا اثر و نتیجہ ہے۔ جسکا انکار کوئی عقلمند و دیندار نہیں کرسکتا۔ لیکن آدمی کو کسی چیز کی تحریص و ترغیب زیادہ تر جب ہی ہوتی ہے۔ کہ اس کا تذکرہ بار بار اسکے گوش گزار رہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہزارہا نہیں بلکہ لاکھہا کتابیں احوال انبیاء و اولیاء میں بطور سوانح عمریاں ہمیشہ چھپتی ہیں اور آئندہ بھی تحریر و تقریر کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمارا خاندان رحمو بابا جی تیراہی اور شاہصاحب علی پوری کے نام سے روشن و مشہور ہے اس وقت تمام انڈیا میں فیض و مفید تر ثابت ہوا۔ اور نفع پہنچا رہا ہے۔ اسکے حالات کا لکھنا اگرچہ میری لیاقت و ہمت سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ جس میں ہزارہا بلکہ لاکھہا علماء و سادات و امراء و عام اہل اسلام داخل ہو کر نجات و شفاعت کے حقدار اور عزت و عظمت کے تاج سر پر حاصل کر چکے ہیں۔ مگر چونکہ ہر ایک شخص کو اپنی اپنی قوت علمی و طاقت و فہم کے مطابق اپنے اپنے سلسلہ مقدسہ کی خدمت کرنا فرض منصبی ہے۔ لہٰذا احقر کا اس خاندان عالیہ کے ساتھ خاکسار کو نسبت غلامی ہے۔ اتنا ہی اظہار نعمت اور خدمت کرنا میرے لئے باعث عیب یا موجب ملامت و طعن نہ ہوگا۔ البتہ بفحوائے الانسان مرکب من الخطاء والنسیان۔ جس جگہ مجھ سے سہو و قصور صادر ہو تو اہل علم و عقل پر اسکا اظہار خاص مجھ پر بہتر ہے ورنہ اہل کرم پر لازم ہے کہ بذیل لطف و کرم عفو فرماویں ع "بر کریماں کارہا دشوار نیست"۔ اس کتاب میں چند مضامین مفیدہ مندرج ہیں (۱) تواریخی حالات سلسلہ

مشائخاں باباجی تیراہی نقشبندی مجددی (۲) شجرہ طیبہ عربی و اردو (۳) مسئلہ طریقہ نقشبندیہ کا اصلی مقصد (۴) مسئلہ حقہ نوشی (۵) نماز تہجد کے متعلق (۶) بیعت مستورات (۷) حالات سفر دکن و مدینہ جناب قبلہ عالم شیخ المشائخ زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین تاج العابدین فخر المتصوفین حضرت حاجی حافظ صوفی مولوی سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری مدظلہ (۸) چند آداب پیر و مرید وَ اِذَا شَرَعَ الْمَقْصُوْدُ اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ وَھُوَ حَسْبِیْ فِیْ جَمِیْعِ الْاَحْوَالِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ط

ذکرِ خیر حضرت محدث علی پوری مدظلہٗ

آپکا خاندان سادات شیراز سے ہے۔ آپکے آبا و اجداد بعہد جلال الدین اکبر بادشاہ حسب استدعا بادشاہ وقت تشریف لاکر موضع علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ (پنجاب) میں جاگزین ہوئے آپکا اسم مبارک جماعت علی شاہ صاحب ہے بعرف حافظ جی۔ آپ قرآن کریم کے حافظ ہیں۔ آپنے کئی بار حج بیت اللہ شریف کیا ہے دوسرے حج میں آپکو مکہ شریف سے سند محدثیت عطا ہوئی۔ آپ نے بعد از حفظ قرآن کے کتب فارسیہ عربیہ ابتدائیہ میاں عبد الرشید صاحب علیپوری اور مولوی حافظ عبد الوہاب صاحب امرتسری سے پڑہیں بعد ازاں مولوی غلام قادر صاحب بھیروی سے جو مولوی عالم کے مدرس تھے پڑہیں۔ اور مولانا مولوی مفتی محمد عبد اللہ ٹونکی صاحب اور مولانا مولوی محمد مظہر صاحب مدرس اول مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور سے پڑہتے رہے۔ پھر مولانا مولوی ادیب مولانا فیض الحسن صاحب اوستاذ الکل سے پڑھتے رہے۔ بعد ازاں کانپور میں مولانا مولوی محمد علی صاحب ناظم ندوہ سے پڑہتے رہے۔ بعدہٗ مولانا فاضل کل مولوی احمد حسن صاحب کانپوری سے علم حاصل کیا غرضیکہ کتب معقول و منقول تفسیر فقہ و حدیث وغیرہ علوم تمام کرکے اساتذہ سے اسناد حاصل کئے۔ انہی ایام میں جناب شاہ صاحب مراد آباد گنج حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب نقشبندی کی خدمت میں پہنچے حضرت مولانا موصوف نہایت اخلاق و محبت سے پیش آئے اور کلاہ مبارک اپنے سر مبارک سے اتار کر جناب شاہ صاحب کے سر پر رکھ دی اور اپنا اُپس خوردہ پانی دیکر فرمایا شاہ صاحب پی لو۔ اور بہت سے اوراد و وظائف کی اجازت دیکر فرمایا کہ جاؤ یاد خدا کرو۔ کچھ عرصہ بعد حضرت قبلہ عالم امام الکاملین پیشوائے واصلین محبوب خدا مقبول سرمد جناب باباجی فقیر محمد صاحب علیہ الرحمۃ تیراہی نقشبندی کی خدمت مبارک

میں حاضر ہو کر خرقہ خلافت حاصل کیا اور طریقہ انیقہ نقشبندیہ کو از حد ترقی دی۔ جناب باباجی صاحب جسقدر حضرت شاہ صاحب پر مہربان تھے۔ میرے خیال میں اور کسی پر اس قدر نہ تھے۔

۱۔ ایک دفعہ احباب امرتسر میں سے کسی صاحب نے عرض کی کہ جناب باباجی صاحب آپ اپنے صاحبزادہ کو کبھی روانہ فرمائیں۔ تاکہ اس طرف کے لوگ بھی انکی زیارت سے مشرف ہوں۔ تو جواباً آپ نے فرمایا کہ میں نے تمکو شاہ صاحب دیدیا ہے جو کہ مجھے اپنی اولاد سے کسی طرح کم نہیں جس نے انکی خدمت کی اسنے گویا مجھے خوش کیا۔

۲۔ جب شاہ صاحب پہلی مرتبہ چورہ شریف باباجی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپنے شاہ صاحب کو اسٹیشن لنگر تک رخصت کر کے اپنے سر مبارک سے دستار اتار کر حضرت شاہ صاحب کے سر پر رکھدی اور دیر تک دعا فرمائی

۳۔ ایک دفعہ حضرت سید کریم شاہ صاحب نقشبندی (والد شاہ صاحب) رحمۃ اللہ نے جناب باباجی صاحب سے فرمایا کہ اب تو آپکے غلام شاہ صاحب کے خدمتگار فیروزپور قصور تک ہو گئے ہیں اور دور دراز ملکوں مثل کلکتہ وغیرہ سے تحائف و ہدایا آتے ہیں۔ تو جناب باباجی صاحب علیہ رحمۃ نے فرمایا کہ شاہ صاحب چند روز کے بعد کلکتہ سے اوپر کے ملکوں سے بلکہ دنیا کے کئی حصص سے چیزیں آیا کریں گی چنانچہ اس کا نتیجہ بعینہٖ ظہور میں آ رہا ہے

۴۔ ایک بار موضع کوٹلی سیداں ضلع سیالکوٹ میاں کریم بخش صاحب پھگوال اور مولوی غلام نبی صاحب قریشی چک کے روبرو جناب باباجی صاحب نے حضرت شاہ صاحب کو اجازت اجرائے طریقت و بیعت طریقہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ اور طریقہ عالیہ قادریہ کی عطا فرما کر کل سلسلہ مقدسہ کے اسماء مبارک گن کر فرمایا کہ جسطرح مجھ کو ان حضرات عالیہ رحمۃ اللہ علیہم سے سلسلہ وار اجازت ملی ہے اسی طرح شاہ صاحب آپکو اجازت بخشتا ہوں۔ بعد ازاں سر برہنہ کر کے دیر تک دعا فرمائی۔

۵۔ ایک بار مستری غلام محمد صاحب چوب فروش امرتسری کے گھر دعوت تھی۔ تو اسی اثنا میں مستری صاحب نے عرض کی کہ باباجی صاحب کبھی آپ اپنے صاحبزادہ صاحب کو بھی امرتسر بھیجیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو آپ نے فرمایا تمکو شاہ صاحب دیدیا ہے۔ اسکو خوش کرو اگر وہ خوش ہے تو میں بھی خوش اگر وہ ناراض تو میں بھی ناراض

۶۔ ایک بار موضع تھہ ضلع سیالکوٹ کے یاروں نے عرض کی کہ فلاں گاؤں میں آپ ضرور تشریف لیجائیں جسکے جواب میں جناب باباجی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میرا جانا ضروری نہیں اور مجھے کچھ عذر بھی ہے البتہ اگر مجھ کو دیکھنا ہو تو شاہ صاحب کو دیکھو۔

۷۔ ایک دفعہ مسجد مولوی عبدالحکیم صاحب مرحوم والی سیالکوٹ میں حضرات باباجی صاحب اور شاہ صاحب بھی تشریف فرما تھے تو اتنے میں حافظ کرم الدین صاحب مرحوم وزیر آبادی باہر سے آئے۔ حافظ مہر دین صاحب نے بطور خوش طبعی فرمایا کہ شاہ صاحب اٹھو اور کھڑے ہو جاؤ۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا یہ تو حافظ قرآن بھی ہیں فقیر تو حضرت باباجی صاحب کے سب خادموں کا خادم ہے یہ بات حضرت باباجی سن کر چارپائی سے اٹھے اور دعا فرمائی اور فرمایا کہ خدا تیرا ثانی و نظیر نہ کرے اور فرمایا کہ شرفا اور اہل خرد کا یہی جواب بہتر ہے اسکے بعد حضرت باباجی صاحب کا انتقال ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا مُحَبَّتَہٗ وَمُتَابَعَتَہٗ۔

۸۔ جب حضرت چمن شاہ صاحب خلیفہ مکمل حضرت محمد ہادی نامدار صاحب کی وفات کی خبر حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سُنی تو فاتحہ خوانی کے واسطے ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ بعد ازاں فرمایا کہ فقیر اب آپ کے لئے ترقی مدراج وبرکات کثیرہ کی دعا کرتا ہے۔ ماسوائے اسکے بھی حضرت باباجی علیہ الرحمۃ اکثر حضرت شاہ صاحب کے واسطے غائبانہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ جس کا نتیجہ آج تمام دنیا پر روشن ہے۔ آپکا فیض وبرکات ایمانداروں کو برابر تقسیم ہو رہا ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ صاحب کے خدام کی تعداد چار لاکھ سے متجاوز ہے جو کہ بلاد مختلفہ مثل کوہ نیلگری وکوہ کنور وکوہ کولار و بنگلور ومیسور و پونہ و بمبئی واحمد آباد و دہلی وبھوپال ورہتک و فرید کوٹ و فیروزپور و قصور ولاہور وبیکانیر وامرتسر و سیالکوٹ و وزیر آباد و جموں وجلالپور جٹاں وسمر ہند و لسبی و راولپنڈی و کوہاٹ و کشمیر و بارامولا و اسلام آباد و پشاور و کوئٹہ وغیرہ میں آباد ہیں۔ اور روزانہ ترقی ہو رہی ہے۔

۹۔ آپ کے ہاتھ پر کئی لوگ کفر وشرک سے تائب ہو کر مشرف بہ اسلام ہو گئے جنکی پوری فہرست نام بنام ہمکو اس وقت تک یاد نہیں۔ مگر جسقدر یاد ہیں عرض کرتا ہوں۔ (۱) ایک شخص علاقہ میسور میں مدت دراز سے عیسائی مذہب کا پابند تھا بفضل خدا حضرت شاہ صاحب کے ہاتھ پر بمعہ عورت مسلمان ہو گیا۔ مرد کا نام غلام نقشبند اور عورت کا نام فاطمہ بی بی رکھا گیا (۲) ایک شخص کے تین بھائی مسلمان ہو چکے تھے۔ یہ چوتھا بھائی مسلمان نہ ہوا تھا۔ آخر ش حضرت شاہ صاحب کے ہاتھ پر تائب ہوا۔ جس کا نام غلام محمد رکھا گیا (۳) کوہ نیلگری میں ایک عورت قابلہ حضرت کے ہاتھ پر اسلام لائی جس کا نام غلام فاطمہ رکھا گیا۔ علاقہ میسور و بنگلور میں قریباً نو آدمی[۱] مسلمان ہوئے

[۱] دیکھو اخبار اہل فقہ امرتسر

(۴) ایک شخص رحمت علی نام ساکن موضع پنج گرائیں ماہ جنوری ۱۸۹۶ء میں عیسائی ہوگیا۔ وہی شخص نومبر ۱۸۹۸ء میں آپکے روبرو مسلمان ہوا (۵) ایک شخص عبداللہ نامی عیسائی ہوگیا تھا جو ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ کو آپ کے ہاتھ تائب ہوگیا (۶) ایک شخص حافظ مولوی نبی بخش امرتسری عیسائی ہوگیا تھا۔ وہ بھی آپ کے روبرو اسلام لایا۔ (۷) ایک شخص محمد عاشق .... (اسکے بعد صفحہ "۹" دیکھیں)

صفحہ ۱۴۳ سے آگے:- اور علاوہ مرنے جینے کے صدقات، خیرات کا مالک وہی پیر ہو۔ سید جماعت علی شاہ صاحب نے مفت میں مریدی شروع کی۔ اور نہ نذر نہ نیاز نہ جرمانہ نہ کچھ شرینی۔ لوگ مفت دیکھکر مرید ہوگئے اور پہلے پیروں سے بد عقیدہ ہوگئے الجواب:- بیشک یہ خطا تو شاہ صاحب سے ضرور ہوئی۔ مگر کیا کریں وہ مجبور ہیں۔ کیونکہ یہ خطا نہیں بلکہ تمام انبیاء۔ اولیاء۔ اصفیا کا یہی للّٰہی طریقہ تھا۔ اسی طریقہ کو شاہ صاحب نے جاری کیا اور یہی مجدد کا کام ہے کہ رسم و رواج کو نیست و نابود کر کے خاص سُنت محمدیہ علی صاحبہا السلام کو جاری کرے اور اسکے ساتھ یہ بھی لازم ہے کہ جو کچھ سلوک انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ہوا وہی شاہ صاحب کے ساتھ ہو۔ اس میں بظاہر شاہ صاحب نے کسی کو بھی مجبور نہیں کیا کیونکہ اپنا اپنا طریقہ ہے۔ شاہ صاحب علی پوری کے آباؤ اجداد کا جو طریقہ تھا وہی انہوں نے کیا اور جو مخالفین کے اسلاف کا تھا۔ وہ انہوں نے کیا۔ پھر تنازعہ کیسا؟

اس سفر بالظفر کے اختتام پہ خدا نے ایک اور فتح عظیم حضرت شاہ صاحب قبلہ کو عطا فرمائی اور وہ یہ کہ ۶ مئی ۱۹۰۸ء کو لالہ کرشن جی مہاراج مصنوعی مسیح مرزا قادیانی لاہور اور ام المرزائین یعنی اپنی زوجہ صاحبہ کے علاج کے واسطے خواجہ کمال الدین کے مکان پر اترا۔ یہ تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ مرزا جی الہام بازی سے کام لیکر علاج کرانے آئے تھے۔ کیونکہ مرزا جی اس زوجہ کی صحت سے پہلے ہی چل دیئے۔

اسی اثنا میں مرزا جی اپنا دام تزویر پھیلانے لگے۔ جب کچھ ضلالت و بطالت کا خوف پیدا ہوا۔ تو اہل اسلام لاہور نے حضرت شاہ صاحب علی پوری کو بغرض تبلیغ حق و ہدایت خلق کے مدعو کیا اور حضرت شاہ صاحب حسب استدعا مسلمانان لاہور تشریف لائے اور آتے ہی مسجد شاہی میں بروز جمعہ ۲۲ مئی کو ایک عظیم الشان جلسہ کیا جس میں علماء کبار و فضلاء نامدار کی تقریروں کے علاوہ حضرت شاہ صاحب نے بھی تقریر فرمائی اور بہمہ وجوہ مرزا کی تردید ہونے لگی اور مرزا کی نسبت حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ مرزا مقابلہ میں آنکر اپنے

دعاوی باطلہ کا ثبوت ادلہ عقلیہ و نقلیہ سے دیوے اگر مباحثہ نہ کر سکے تو مباہلہ ہی سہی چونکہ مرزا جی کو مباحثہ و مباہلہ کی طاقت تو نہ تھی. کیونکہ اس سے پہلے بھی سنہ ۱۹۰۴ء میں اسکو سخت ذلت و ندامت حاصل ہو چکی تھی جب مرزا کی محفل میں ذکر آیا کہ سید جماعت علی شاہ صاحب لاہور میں اس غرض سے آئے ہیں کہ مرزا جی بھاگ جائیں مرزا جی بولے یہ وہ شخص نہیں کہ بھاگ جائے. بلکہ اگر بارہ برس بھی رہے تو قدم نہ ہلے گا. یہ خبر حضرت شاہ صاحب کو کسی نے دی. آپ نے فرمایا اگر وہ بارہ برس ٹھہر سکتا ہے تو ہم ۲۴ برس کا ڈیرہ جمائیں گے مگر مرزا جی کا خدائی فیصلہ ہو چکا ہے. تین روز کے اندر بلکہ ۴۲ گھنٹے کے اندر اپنے کردار کو پہنچیگا تو ہم بھی تب تک یہیں ہی ٹھہریں گے جب تک کہ مرزا جی کا میدان صاف نہ ہوگا. یہ بات آپ نے رات کے دس بجے فرمائی اور ۲۶ مئی صبح دس بجکر دس منٹ پر اس دار الغرور سے مرور فرما گئے افسوس کہ مرزا جی کی موت انتہائی بری موت ہوئی. ۶ گھنٹے پہلے زبان بند ہوگئی اور بیماری خدا جانے ہیضہ تھا یا پلیگ تھی. مگر ڈاکٹر نے ایسی دوا دے دی کہ نجاست کا رُخ جو نیچے کی طرف تھا اوپر کو ہوگیا اور حسب وقت لاہور سے نہایت مسافرانہ بیکسی کی حالت میں مرزا کی لاش بٹالہ کی طرف لے گئے تو اہل اسلام نے نہایت تذلیل و تحقیر کی غرضیکہ مرزائیت کا دفتر ہی گاؤخورد ہوگیا اور آسمانی نشان خدا نے حضرت شاہ صاحب کے ہاتھ سے ظاہر فرمایا مسلمانوں کو خدا نے نجات بخشی اور فتنہ عظیم سے مخلوق نے رہائی پائی اور اس سفر کا انجام ایک عظیم الشان فتح پر ہوگیا. الحمد للہ علی احسانہ

یہ مختصر کیفیت ہے اس سفر باخیر و ظفر کی حضرت شاہ صاحب علی پوری مدظلہ، کو دکن و میسور و نینگد رد کوہ نیلگری و کوہ کلار وغیرہ میں پیش آئے اگر مزید تفصیل و تسکین مطلوب ہو تو رسالہ انوار صوفیہ صفحہ ۱۹ نمبر ۸ جلد ۲ ملاحظہ فرماویں (باقی آئندہ)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ علی حَبِیْبِکَ وخلیلک ونبیک وعبدک ورسولک مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَ اصحابہ واولیاء امتہ وعلماء دینہ واحبائہ اجمعین. برحمتک یاارحم الرحمین ؏

بماہ رجب المرجب سنہ ۱۳۲۶ ہجری

مرتبہ محمد شاہ عفی عنہ (مفتی) امام مسجد محمد کمال بٹ امرتسر

تصوری عیسائی ہوگیا تھا، وہ بھی آپ کے ہاتھ پر اسلام لایا۔ علاوہ ازیں کئی لوگ ہندو صاحبان آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے نماز پنجگانہ کے علاوہ ذکر و فکر و مراقبہ تہجد کے پابند ہیں اور دلی اخلاص سے کفر و شرک سے بیزار اور متنفر ہیں اور یاد خدا میں مصروف ہیں (۴) آپ ہر جگہ فتحمند و کامیاب ہی رہے ہیں۔ چنانچہ علاقہ میسور و بنگلور میں چند کٹ ملاں اور رسمی پیرزادے آپ کے بالمقابل مخالفت پر کھڑے ہو گئے۔ مگر خدا کے فضل و کرم سے جسقدر وہ مخالفت کرتے گئے۔ اسی قدر وہ سخت ذلیل و خوار ہوئے اور جناب شاہ صاحب کا اس قدر عروج ہوا کہ مخالفین کے جگر پھٹ گئے۔ اور اپنے تمام ارادوں میں ناکام رہے۔ وہ لوگ طریقہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ کے اس قدر دشمن تھے کہ سب نے بالاتفاق جتھ کر لیا تھا کہ یہ طریقہ مقدسہ بالکل اس جگہ جاری نہ ہو۔ مگر خدا کو چونکہ حسب وعدہ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ۔ اپنا نور اہل صدق کو عطا کرنا تھا۔ اس لئے آج ۲۱ ہزار نقشبندی جماعۃ تیار ہوگئی ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ۔ مرزا قادیانی کو ہمیشہ علماء ظواہر کے ساتھ مقابلہ رہتا تھا۔ اگرچہ ان سے بھی ہر وقت شکست کھا کر بھاگتا رہا۔ مگر سنہ ۱۹۰۴ء ۲۷ اکتوبر کو سیالکوٹ میں حضرت شاہ صاحب کے ساتھ بھی کچھ ارادہ کیا تھا۔ لیکن جب نقشبندی تلوار باطنی چمکی تو ایسا مفرور و شکست یاب ہوا کہ قیامت تک یاد کرے گا۔ سخت درجہ کی ذلت اٹھا کر بھاگا۔ جسقدر لوگ اس کی بیعت کو تیار تھے اسکی وہ ذلت دیکھکر بدظن ہو گئے۔ اور سلسلہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ میں آنکر داخل ہوئے چنانچہ اس ذلت کا اقرار خود ایڈیٹر البدر نے کیا ہے دیکھو ضمیمہ البدر۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء۔ ماسوائے اس کے جہاں کہیں وہابی و بدعتی وغیرہ بالمقابل ہوں وہ سب ذلیل ہو کر نادم ہوتے ہیں۔ وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَاءُ۔ آپ کی قبولیت و شہرت کی کافی دلیل یہ ہے۔ کہ پیسہ اخبار لاہور یا کلکتہ بخشی جنتری وغیرہ میں جب کبھی مشائخین مسلمہ کی فہرست شائع ہوتی ہے تو شاہ صاحب

(۴) اب تو بیچارہ نہایت بری موت سے ۲۶ مئی سنہ ۱۹۰۸ء کو کالرا سے ہلاک ہوا۔ ۱۲

کا نام نامی بھی بڑی آب و تاب کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ (۹)۔ آپ ہمیشہ سفید لباس پہنا کرتے ہیں۔ اور بعد از نماز صبح تا اشراق اور بعد نماز عصر تا مغرب بالکل بات دنیا کی نہیں کرتے۔ عصر کے بعد آپ ختم شریف حضرت امام محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ ہمیشہ پڑھا کرتے ہیں اور ہندوؤں کے ہاتھ کی چیزوں سے پرہیز خود بھی کرتے اور احباب کو بھی کراتے ہیں اور تمباکو نوشی و دیگر مسکرات سے سخت مانع ہیں۔ احباب سے نہایت اخلاق سے پیش آتے ہیں۔ مہمان نوازی میں بے نظیر ہیں۔ مہمانوں کی دعوت میں کبھی امتیاز و تفریق نہ دیکھی گئی۔ بلکہ ہر دوست کے واسطے برابر مکلف دعوت ہوتی ہے۔ اور آپ نظر کیمیا اثر اکثر انگریزی خوانوں پر زیادہ ہے کیونکہ یہ گروہ نہایت قابل رحم اور قابل اصلاح ہے۔ ایک انگریزی خوان کے دل میں اگر اسلام پختہ جاگزیں ہوا تو ہزارہا وعظ و ہدایت سے بڑھ کر ہے اور آپ کے اہتمام و ارشاد کے موافق رسالہ انوار الصوفیہ لاہور سے اسی غرض سے ماہوار نکلتا ہے جسمیں اعلےٰ اعلےٰ مضامین مفیدہ درج ہوتے ہیں۔ آپ لوگوں کو طریقہ انیقہ قادریہ میں بھی داخل فرماتے ہیں۔ مگر چونکہ طریقہ نقشبندیہ اسہل الطرق و اقرب الی اللہ ہے اسلئے عام طور پر اکثر احباب کو طریقہ نقشبندیہ میں ہی داخل فرماتے ہیں۔ آپ عابد و زاہد ایسے ہیں کہ تہجد کبھی فوت نہیں ہوئے آپ جملہ عبادات میں سے دائمی ذکر کو افضل و اقدم سمجھتے ہیں اور اسی کی تاکید کل احباب کو فرماتے ہیں آپ ہمیشہ ماہ رمضان کے نصف اول میں قرآن شریف کا ختم اپنے گھر پر کرتے ہیں اور نصف ثانی میں چند مقامات مثل امرتسر۔ لاہور و قصور و سیالکوٹ و جلالپور و لدھیانہ وغیرہ میں بطور شبینہ بمعیت چند حفاظ ایک ہی رات میں قرآن شریف ختم کیا کرتے ہیں۔ آپ کے گھر پر ہمیشہ مسافروں مہمانوں کو کھانا دیا جاتا ہے۔ آپ کے دربار میں سالانہ تین بار مجلس عظیم ہوتی ہے۔ ایک تو شعبان کی تیسری تاریخ کو حضرت شاہ صاحب کی والدہ صاحبہ مرحومہ کا عرس

ہوتا ہے۔ دوسرا رمضان شریف کی ۱۵ تاریخ کو ختم قرآن ہوتا ہے۔ تیسری مجلس جو ہزار ہا سے متجاوز ہوتی ہے ۲۹ بیساکھ کو آپ کے والد ماجد علیہ الرحمۃ کا عرس مبارک ہوتا ہے اس میں تمام اطراف ہند سے احباب آتے ہیں اور تین چار دن تک دعوت مکلّف عام طور پر کھلائی جاتی ہے۔ آپ خوشبودار اشیاء کو بہت پسند فرمایا کرتے ہیں اور آپ کو زیادہ تر خشک چاول اور خشک روٹی اور سادہ سالن گوشت کا پسند ہے۔ ورنہ وقت پر جو چیز حلال و طیّب موجود ہو۔ اسی پر اکتفا فرماتے ہیں۔ آپ علمائے کرام و سادات عظام اور بزرگوں کی نہایت ہی مبالغے سے تعظیم و تکریم کیا کرتے ہیں آپ سے جو بزرگ ہو خواہ عمر میں خواہ عمل میں اس کا بھی بہت ادب کیا کرتے ہیں۔ آپ اپنے استادوں کی تعظیم و ادب از حد کیا کرتے ہیں بلکہ دوسرے احباب کو بھی یہی تعلیم فرماتے ہیں۔ آپ اہل عرب کو خواہ عالم ہو یا جاہل سب کو واجب التعظیم سمجھتے ہیں۔ طالب علموں کے ساتھ بہت محبت سے پیش آتے ہیں جب کوئی بزرگ آپ کے پاس آتا ہے تو آپ اپنی جگہ پر بٹھایا کرتے ہیں۔ اور جب کبھی دوسرے بزرگ کی زیارت کو آپ تشریف لیجایا کرتے ہیں تو نہایت ادب سے دوزانو بیٹھا کرتے ہیں۔ آپ اکثر مزارات مقدسہ اور اعراس پر زیارت کو جایا کرتے ہیں جو شخص بدمذہب بدعقیدہ ہو اس سے سخت متنفر و بیزار رہتے ہیں۔ ظاہر و باطن آپ کا بالکل یکساں ہے حق گوئی اور بے ریائی میں آپ بے نظیر ہیں۔ آپ کو احباب کی غیرت و محبت بہت ہے۔ (۱۰) ایک دفعہ ایک شخص نے عرض کی کہ جناب میری دو بھینسیں کہیں جاتی رہی ہیں اگر وہ دستیاب ہو جائیں تو آپ کی نذر کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے چنداں ضرورت نہیں۔ ہاں اگر مل جائیں تو ایک اس مسجد کو للہ دے دینا کیونکہ یہ مسجد تمہارے گاؤں کی تیار ہو رہی ہے۔ اس نے کہا اگر مل گئیں تو دونوں مسجد ہی کو دے دوں گا۔ جناب شاہ صاحب نے دعا فرمائی اور کچھ چیز پڑھ کر عنایت کی۔ خدا کے

فضل وکرم سے اسی دن دونوں بھینسیں مل گئیں آپ نے اس کو بلوا کر وعدہ یاد دلایا وہ حیلہ وبہانہ کرتا کرتا آخر انکار ہی کر گیا اور کہنے لگا کہ مجھ میں طاقت دینے کی نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جسکی نذر تھیں وہ خود ہی لے لیگا چنانچہ چند روز کے اندر وہ دونوں یکے بعد دیگرے مرگئیں (۱۱) ایک دفعہ راقم الحروف کوہ نیلگری میں درد بازو بوجہ سردی کے ایسی ہوئی کہ کوئی علاج مفید نہ پڑا ہر چند میرے بعض احباب نے بہت ہی علاج کرائے مگر کچھ صورت بہتری نظر نہ آئی اور حکیم و ڈاکٹر نے بھی مشورہ دیا کہ یہاں سے چلا جانا بہتر ہے۔ کیونکہ ایک بازو تو رک گیا ہے۔ دوسرے کا بھی خطرہ ہے۔ فقیر چونکہ بحیثیت خود مختارانہ وہاں مقیم نہ تھا۔ بلکہ حسب الحکم قبلہ وکعبہ کے کام پر مامور ہو کر گیا تھا۔ لہذا میں نے جناب حضرت شاہ صاحب کی خدمت اقدس میں ایک تار دیکر روانگی کے متعلق رخصت طلب کی۔ آپ نے فوراً اسی وقت جواب دیا خبردار! وہاں ہی آرام سے بیٹھو۔ خدا کی شان ہے کہ تار کے اندر جو لفظ آرام تھا تار پہنچتے ہی تمام درد تکلیف بلا دوا بلا علاج ایسے دور ہو گئے کہ گویا کبھی درد تھا ہی نہیں۔ سب لوگ حیران رہ گئے۔ (۱۲) ایک دفعہ اس فقیر راقم الحروف نے نیلگری سے بعض امورات مشکلہ کی نسبت عرضی لکھی۔ آپ نے جواب دیا کہ ختم خواجگان علیہم الرحمۃ پڑھا کرو۔ چنانچہ اُس ختم شریف سے اسقدر منافع وفوائد پہنچے کہ حد وحصر سے خارج ہیں۔ واقعی جسکو ایک ہزار بلکہ ایک لاکھ مشکلات کا سامنا ہو تو سب کے واسطے یہی ختم شریف کافی وافی ہے۔

علاوہ ازیں حضور نے اس خاکسار کو ختم شریف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اور ختم شریف قیوم اول امام محمد معصوم اور ختم شریف باباجی نور محمد تیراہی وغیرہ کی اجازت بھی ایسے ایسے مقاصد کے حصول کے واسطے فرمائی ہے۔ اور بابت دفع طاعون سورۃ تغابن تین بار اور بابت دفع شر حاسدین سورۃ طلاق کی بھی اجازت فرمائی ہے۔ اور سورۃ الانشراح

کی اجازت بابت تجارت اور تحصیل علم ۷۔ ۷ بار پڑھنے کی اجازت بخشی۔ اور علیٰ ہذا القیاس
دیگر کئی اعمال مفیدہ اور ختمات شریفہ کی اجازتیں بھی عنایت فرمایئں (۱۳) ایک دفعہ
دو قومیں بتعداد کثیر آپسمیں سخت لڑیں یہانتک کہ شادی غمی کے کل تعلقات قطع ہوگئے
ہرچند گوناگوں تجویزیں کی گئیں مگر کچھ مفید نہ پڑیں۔ آخرش حضرت شاہ صاحب کو جب خبر ملی تو
آپنے ہر دو فریق کو بلایا اور چند کلمات پند آمیز فرمائے۔ موثر حقیقی کی عنایت سے فوراً صلح ہوگئی۔
(۱۴) ایکدفعہ ایک شخص اسقدر علیل ہوا کہ اسکی حیاتی کی امید ہی نہ تھی بلکہ حالت نزع مشہور ہوگئی
تھی۔ آپکو اطلاع ہوئی تو آپنے کچھ پڑھ کر دم کیا اور پانی دم کردہ پلایا۔ خدا کے فضل سے صحت کامل
ہوگئی (۱۵) ایک بار ایک حکیم صاحب جو خوش طبع تھے انکی زبان سے اتفاقاً کوئی کلمہ تمسخر آمیز نکلا
جسکا مفہوم کچھ بددعا تھا۔ کسی شخص نے آپ کو اطلاع دی کہ فلاں شخص نے ایسا کہا ہے۔ آپ نے
فرمایا کہ میرا مرنا جینا تو برابر ہے۔ ہاں البتہ مرنا تو اس شخص کا برا ہے جس کے بعد کوئی صورت
بہتری کی نظر نہیں آتی۔ جسوقت آپنے یہ کہا تو آپ کا چہرہ مبارک سُرخ ہوگیا تھا۔ ابھی دو ہی روز
گذرے تھے کہ وہ شخص بعارضہ حبس بول مر گیا۔ (۱۶) آپ کے تین صاحبزادے ہیں۔ ایک
جناب مولٰنا مولوی حافظ سید محمد حسین صاحب جو کہ علوم عربیہ معقول و منقول وغیرہ
میں خوب حاوی و ماہر ہیں۔ پہلے تو حفظ قرآن شریف حافظ شہاب الدین مرحوم سے علیپور میں
کیا۔ پھر کچھ شد بود کتابیں قلعہ سوبہا سنگھ میں مولوی حافظ صاحب سے پڑھیں۔ پھر امرتسر میں
حاجی الحرمین الشریفین اوستاد العصر حضرت مولٰنا مولوی نور احمد صاحب پسروری صدر انجمن
نعمانیہ امرتسر ادام اللہ فیوضہم دارد امرتسر سے کتب صرف و نحو و حدیث وغیرہ پڑھیں
پھر آپ حسب ارشاد جناب شاہ صاحب مدرسہ نعمانیہ لاہور میں پڑھتے رہے۔ بعد از وفات
مولانا مولوی غلام احمد صاحب مدرس اول نعمانیہ صاحبزادہ صاحب دہلی تشریف لے گئے بانی کذب

وہاں پر تمام کیں۔ آپ میں بعض صفات ایسی ہیں جو آئندہ ہمکو دین و دنیا کی ترقیات کا باعث نظر آتے ہیں۔ مثلاً خاموشی۔ نہایت کم سخنی۔ خوش اخلاقی۔ صبر و تحمل۔ تدبر و تفکر۔ بے ریائی و حقگوئی عملی قوت۔ دور اندیشی۔ تحقیق علمی۔ اتباع سنت۔ رعایت حنفیت وغیرہ۔ آپ کو بروز اتوار ۸ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ جلسہ عرس مبارک برسر عام اہل اسلام دستار خلافت عنایت کی گئی اور مراقبہ عالیہ نقشبندیہ کی اجازت دی گئی جسکے سننے سے عام اہل اسلام خصوصاً جناب شاہ صاحب کے خدام کو از حد فرحت و سرور حاصل ہوا خدا کے فضل و کرم سے امید ہے کہ یہ صاحبزادہ صاحب اپنی خداداد قابلیتوں سے اصلی اور عملی سجادہ نشین ہوں گے اور عام مسلمانوں کے واسطے آپکا وجود مفید و فیض بخش ہوگا۔

دوسرے صاحبزادہ صاحب حافظ مولوی سید خادم حسین صاحب ہیں آپنے بھی علیپور شریف اور قلعہ سوبھا سنگھ میں قرآن شریف حفظ کیا اور کچھ ابتدائی کتابیں پڑھیں بعد ازاں لاہور میں مولوی عالم کی پڑھائی پڑھتے رہے۔ سبحان اللہ یہ صاحبزادہ کیا خوش خلق۔ خندہ پیشانی وسیع الخیال۔ کثیر الایثار۔ متواضع۔ سادہ مزاج۔ حلیم الطبع۔ سلیم اللسان۔ بامروت۔ ہمدرد۔ خیرخواہ صلح پسند ہر دلعزیز ہے۔ خدا نے چاہا تو یہ صاحبزادہ اور بھی خلف الرشید بخت سعید ہوگا اور لوگوں کے حق میں بہت ہی فیاض و نفع رساں ہوگا۔

تیسرا صاحبزادہ صاحب سید نور حسین صاحب ہیں۔ یہ اگرچہ کم عمر ہیں مگر اپنے اندر آبائی خوشبو پوری رکھتے ہیں۔

(۱۷) حضرت شاہ صاحب کے خلفاء اگرچہ بہت ہیں مگر جسقدر مجھے علم ہے اسقدر عرض کرتا ہوں (۱) صاحبزادہ حضرت مولوی محمد حسین صاحب علیپوری (۲) مولانا مولوی صوفی محمد حسین صاحب بی اے قصوری (۳) صوفی مولوی غلام محی الدین خانصاحب امرتسری حال وارد کشمیر (۴) مولوی

حافظ ظفر علی صاحب پسروری ایڈیٹر رسالہ انوار الصوفیہ لاہور (۵) مولوی کریم بخش صاحب بی۔اے قصوری مرحوم۔ افسوس یہ جوان صالح باہمت مرد خدا جوانی میں ہی انتقال فرما گئے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْہُ وَارْحَمْہُ (۶) خواجہ احمد شاہ صاحب اپلینویس امرتسری (۷) مولوی سید محمد شفیع صاحب مرحوم بھرتھوی ضلع گورداسپور (۸) مولانا مولوی سید عبد اللطیف صاحب کابلی حال وارد علاقہ میسور (۹) مولانا مولوی محمد عبد اللہ حسین صاحب خلیل مدرس اعلیٰ مدرسہ اسلامیہ لشکر بنگلور (۱۰) مولانا مولوی غلام محمد صاحب صفی ساکن سرنگ پٹی علاقہ میسور (۱۱) مولانا مولوی سید میر محمد یحییٰ صاحب امام مسجد جامع کوہ نیلگری علاقہ مدراس (۱۲) فقیر کی حالت عیاں راچہ بیاں ہر اِک صاحب اہل دل پر روشن ہے۔ ناظرین پر لازم ہے کہ للہ فی اللہ اس فقیر کے حق میں دعائے خیر کریں کہ خداوند کریم اپنے لطفِ عمیم و فضل عظیم سے اس خاکسار کو طریقہ انیقہ رسولیہ صدیقیہ کا سچا خدمتگار جان نثار بنا دے اور اپنے پیران طریقت و مشائخاں سلسلہ کا سچا خادم و غلام قبول فرمائے اور مرضیات اہل اللہ پر چلنا نصیب فرماوے* آمین آپ کی خدمت اقدس میں یوں خط لکھا جاتا ہے۔ ڈاکخانہ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ پنجاب۔ حضرت حافظ جی صاحب۔

۲۔ ذکر خیر حضرت فقیر محمد صاحب المعروف باباجی تیراہی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قبلۂ عالم امام العارفین جناب باباجی صاحب کا اسم شریف فقیر محمد تھا علیہ الرحمۃ آپ اپنے والد ماجد حضرت نور محمد صاحب تیراہی علیہ الرحمۃ کے قدم بقدم چلتے تھے اور انہی سے علم ظاہری و باطنی تحصیل کیا۔ ایامِ صغرِ سنی سے ہی آپ ذکر و فکر و مراقبہ و اتباع شریعت میں مصروف و مشغول تھے۔ قطع ماسوی اللہ کا طریق آپ کو پہلے ہی مرغوب تھا۔ آپ کو آپ کے والد ماجد کے ساتھ

* (۱۳) مولانا مولوی محمد ایوب خانصاحب افغانی سکنہ جموں (۱۴) مولانا مولوی سید محمد غوث صاحب موضع نکھو چک ضلع گورداسپور (۱۵) مولوی محمد امین صاحب کرپات ۲

ابتدا ہی سے صحبت و رابطہ حاصل تھا یہانتک کہ خورد آشام نشست و برخاست وطریق کلام و اخلاق وغیرہ میں بالکل متحد الاوصاف تھے۔ آپ اپنے وقت کے ابدال شمار کئے جاتے تھے جسطرح آپ میں دیگر اوصاف حسنہ تھے اوسیطرح ایک یہ بھی تھا کہ آپ مسکینوں کی مجلس وصحبت ومحبت سے خوش رہتے۔ آپ فاروقی نسب ہیں۔ آپکا شجرۂ نسب حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ اور امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ بھی فاروقی ہے۔ صرف نو پشت تک الگ الگ ہیں۔ باباجی صاحب کا نسب نامہ یہ ہے:۔

فقیر محمدؒ بن نور محمدؒ بن محمدؒ فیض اللہ بن خان محمدؒ بن علی ولی محمد بن شیخ سلیمان بن شیخ سلطان شیخ الاسلام بن عبدالرسول بن عبدالحیٔ بن حبیب اللہ بن رفیع الدین بن نور الدین بن نصیر الدین بن سلیمان بن یوسف بن اسحاق بن عبداللہ بن عبداللہ بن شعیب بن احمد شیخ بن یوسف ثانی بن محمد شہاب الدین معروف بہ فرخ شاہ کابل بن نصیر الدین بن محمود المعروف بہ نشیمان شاہ بن سلیمان ثانی بن مولوی پٹھان محمدؒ مسعود بن عبداللہ الواعظ الاصغر بن عبداللہ الواعظ الاکبر بن ابوالفتح بن اسحاق بن ابراہیم بن ادہم بن سلیمان بن ناصر بن عبداللہ بن عمر خطاب بن امعاج بن عبد مناف" الخ۔ اس نسب نامہ میں جس جگہ کچھ غلطی ہو تو کوئی صاحب مجھے اطلاع دے دیں۔ غرضنکہ خداوندکریم نے جناب باباجی صاحب علیہ الرحمۃ کو وہ کمالات عطا فرمائے تھے۔ کہ دوسروں کو اسوقت کم عطا تھے۔ قرآن شریف کے ہر اک حرف کے جدا فوائد و خواص اور اسرار و نکات ایسے معلوم تھے کہ دوسروں کو ان کا سمجھنا دشوار تھا۔ آپ اپنے وقت میں مرجع اہل اللہ تھے۔ (۱) بروز ولادت آپ اپنی والدہ صاحبہ کا دودھ نہ پیتے تھے۔ ہر چند کوشش کیگئی مگر نہ پیا۔ اتنے میں آپکے دادا فیض اللہ صاحب تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ تو ابھی سے اپنا حصہ طلب کرتے ہیں آپنے اپنی زبان ولعاب دہن باباجی صاحب کے منہ میں ڈالدیا تو آپنے والدہ مکرمہ کا دودھ پیا۔

آپ کے اخلاق وعادات کا ذکر

آپ کا معمول تھا کہ آپ لباس سادہ نیلگوں۔ کوئی کپڑا سیاہ بھی پہنتے۔ شرعی پاجامہ سفید۔ سر پر کلاہ اور اوس پر لونگی خط دار یا سبز دستار پہنتے۔ بدن پر کبھی لونگی نیلگون یا چادر اوڑھتے پاپوش پٹھوہاری استعمال فرماتے۔ عصا اپنے ہاتھ میں ہمیشہ رکھا کرتے۔ آپ کی طبیعت میں تصنع و ریا و تکلف نہ تھا۔ عُجب وغرور۔ فخر و خود پسندی آپ کے نزدیک تک نہ آیا تھا۔ مسکنت و تمکنت و وقار آپ کے اندر کوٹ کوٹ کے بھر اتھا۔ اور صدیقی انوار و برکات آپ کے حالات سے ظاہر ہوتے تھے۔ آپکی طبیعت میں جمالیت اسقدر تھی کہ سالہا سال کسی پر غصہ نہ ہوتے اور نہ کسی کو آپ سے کبھی ضرر و نقصان پہونچا۔ کیونکہ جلالی فقراء سے ضرر زیادہ اور نفع بہت کم اور جمالی طبیعتوں سے نفع زیادہ اور نقصان کمتر ہوتا ہے۔ آپ کسی پر کسی کے شکایت کرنے سے کبھی بدظن نہ ہوتے بلکہ جہانتک ہوسکتا شکستہ دلوں کی دلجوئی کرتے رہتے۔ امراء سے زیادہ خوش نہوتے بلکہ مخلص دوست کو (خواہ مسکین محض ہو) پسند فرماتے۔ کسی کا احسان یاد رکھتے جبتک اُس احسان کا بدلہ دس گنا عنایت نہ کرتے۔ کسی کا احسان کبھی نہ اٹھاتے۔ آپکو محفل آرائی اور زینت سے تنفر تھا۔ غربا پر آپ کبھی بوجھ نہ ڈالتے۔ جسکی ایک دفعہ دعوت مان چکتے پھر دوبارہ مشکل سے مانتے۔ شہروں میں آپ کم سے کم تین روز اور زیادہ سے زیادہ پندرہ روز قیام فرماتے۔ جیسی جگہ ہوتی ویسا مقیم ہوتے۔ آپ کے ساتھ ہمیشہ چند غلماء اور درویش سفر میں رہتے۔ آپ زاہد خشک یا محض ظاہر پرست نہ تھے بلکہ لوگونکی درستگی باطنی کا خیال زیادہ رکھتے اور اتباع سنت سے قدم باہر نہ رکھتے۔ اور آپ تحمل و بردباری میں بے نظیر تھے جب کبھی کسی سے خطا و قصور ہوتا تو فوراً معاف فرما دیتے۔ بلکہ خود بلا کر اوس سے عذر و معذرت سنکر قبول فرماتے۔ بلکہ بعض وقت یہی فرماتے کہ خدا ہمارا تمہارا گناہ معاف کرے۔ آپ خود بھی ساکت و خاموش رہتے اور احباب کو بھی تاکید فرمایا کرتے۔

آپکی مجلس میں علماء و امراء وغیرہ موجود رہتے مگر آپ کے روبرو ایسے ہیبت زدہ و مرعوب رہتے کہ لب کشائی کی جرأت نہ تھی۔ باوجودیکہ آپ نہایت ہی خوش اخلاق تھے مگر پھر بھی ذی وقار بارعب و مہیب نظر آتے۔ ع

"ہیبت حق است واین از خلق نیست"

آپ کی خدمت میں جب کوئی بیٹھ جاتا تو اٹھنے کو جی نہ چاہتا۔ آپ سفر میں اپنے ہمراہیوں یا خادموں کو کبھی تکلیف میں نہ ڈالتے نہ اپنے آپ کا آرام تلاش کرتے۔ یک لخت کسی کو بالکل مقرب و معتمد علیہ بنا کر فوراً گرا کر محروم و مغضوب علیہ بنانے کی کوشش نہ کرتے بلکہ ہر اک کو اوسکی باطنی حیثیت اور دلی اخلاص کے مطابق دوست بناتے اور جسکو دوست بنا لیتے پھر اسکا کام بھی پورا کر دیتے اور ایسا کرتے کہ پھر اسکو احتیاج نہ رہتی اور اسکا دل مطمئن ہو جاتا اوسکے دنیاوی مقاصد پورے ہوتے۔ ہاں مگر قسمت کا قصور و فتور نہ ہو۔

آپ کو تعویذ نویسی زیادہ پسند نہ تھی۔ اکثر آپ دعا فرمایا کرتے اوسی دعا سے لوگوں کے مقصد نکل آتے۔ آپ اپنی بیماری کا حال حتی الوسع اوروں پر ظاہر نہ کرتے۔ جو شخص صدق دل سے حلقہ میں حاضر ہوتا فوراً عاشق صادق بنکر آپ پر جان قربان کرتا۔ آپکی خوراک بالکل کم تھی خمیری روٹی و کھچڑی آپ کو مرغوب تھی۔ سرخ مرچ سے پرہیز رکھتے۔ میوہ کم کھاتے۔ کسی خاص چیز کے عادی نہ تھے۔ جو کچھ وقت پر حاضر و موجود ہوتا وہ برضا و رغبت تناول فرما لیتے۔ آپنے آخر عمر میں احباب راولپنڈی کے اصرار پر چار شیر پینا شروع کر دی تھی۔ ایام سرما میں تین تین ماہ تک پانی نہ پیتے۔ آپ ہمیشہ صاف و پاکیزہ اشیا پسند فرمایا کرتے۔ اکثر آپ شب بیدار رہتے۔ آپکی خواب بھی مراقبہ ہی تھی جب بیٹھے سر سے پاؤں تک سیاہ لوئی اوڑھ لیتے جن لوگوں کے دیدار سے خدا یاد آتا ہے آپ انہی میں سے تھے آپ مجذوب سالک تھے۔

آپ کا حلیہ مبارک

آپ کا قد مبارک دراز تھا۔ چہرہ گندم گوں سرخ بینی دراز۔ ریش مبارک کے بال سفید

اور لمبے۔ آنکھیں نہایت موزون۔ سر مبارک کے بال بصورت زلف وگیسو شانوں تک معلق رہتے۔
پیشانی کشادہ تھی۔ آپ بالوں پر حنا لگایا کرتے آپ نے چہرہ مبارک پر کبھی استرہ نہیں پھرایا۔
آپ سوتے وقت سرمہ لگایا کرتے اور طاق سلائی لگاتے۔ آپکی انگلیاں بہت نرم اور کشادہ۔
سینہ فراخ۔ باوجود ضعف عمری کے بینائی و شنوائی میں کچھ فرق نہ تھا۔ آپ جب بازار میں چلتے تو
سر پر لنگی لہ کھ لیتے اور باہیں پیرانہ سالی پیدل بھی تیز چلتے۔ بعض وقت آگے بڑھ جاتے سچ فرمایا ہے مولانا علیہ الرحمۃ نے

منظم۔

قوت جبرائیل از مطبخ نبود　　بود از دیدار خلاقِ وجود
ہمچنیں ایں قوتِ ابدال آن حق　　ہم زحق داں نہ از طعام از طبق

آپ کے معمولات

بعد از نماز صبح تا طلوع آفتاب مراقبہ کرتے۔ بعد ازاں قرآن مجید کی تلاوت بقدر دو
اڑہائی سیپارے کے فرماتے۔ اسکے بعد ختم شریف اپنا پڑھا کرتے۔ قبل از دو پہر طعام تناول فرماتے۔ پھر
قیلولہ کرتے۔ بعدہٗ بمجرد آذان سننے کے اٹھ کھڑے ہوتے۔ اور وضو وغیرہ کرکے نماز ظہر پڑھتے اور اکثر
اسی وضو سے عشار پڑھ لیتے اور ظہر کے بعد بھی تلاوت فرماتے۔ اوسکے بعد اون لوگوں کیطرف متوجہ
ہوتے جو ارباب حاجات اور عرض گذار ہوتے۔ کسیکو پانی دم کر دیتے کسیکو تعویذ دیتے کسی کے حق میں
دعا کیا کرتے اور اکثر صبح کے فرض و سنّت کے درمیان پانی دم فرماتے اور دوسروں کو بھی اسکی اجازت
دیدیتے۔ اکثر مایوس العلاج آپکی دعا و توجہ سے صحتیاب ہوئے۔ آپ نماز عصر عین وقت پر ادا کرتے
بعد از نماز ختم شریف حضرتِ امام محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ پڑھا کرتے اور خاص خاص احباب
کو بھی اسکی اجازت دیتے۔ آپ نماز با جماعت پڑہنے کے عادی تھے۔ بعد از تناول طعام مغرب
نماز عشاء کی اوّل وقت پڑہتے۔ آپ سفر میں ہمیشہ مسجد میں ہی قیام فرمایا کرتے اور کبھی فرماتے کہ
میں خدا کا مہمان ہوں اور خانۂ خدا میں مقیم ہوں۔ آپ سوائے چند لقموں کے اور چیزوں
کی طرف شائق نہ تھے۔ آپکی غذائے اصلی ذکر حق ہی تھی۔ آپ خدا کے فضل سے چوداں خانوادہ میں

مجاز و صاحب ارشاد تھے مگر اکثر آپ طریقۂ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ اور طریقہ عالیہ قادریہ کی اشاعت فرماتے۔ خصوصاً طریقہ نقشبندیہ کو عام طور پر جاری فرماتے اور اسی کو اسہل و آسان جانتے۔ اور عبدالرحمن صاحب صوفی کا فارسی دیوان بھی آپکو اکثر یاد تھا۔ آپکو کسیقدر شعروں سے بھی دل لگی تھی۔ آپ کسی وقت ایسی حالت میں مست ہوتے کہ یک بیک فرماتے۔ "ھیہات۔ ھیہات"۔ اور کبھی فرمایا کرتے" آخر فنا۔ آخر فنا" بعض وقت صرف بیعت کر کے خلفاء سے حلقہ کراتے اور کبھی خود توجہ دیتے اور یہ پڑھتے۔ نظم۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا　　یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اِسْمَعْ قَالَنَا
اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ ھَمٍّ مُّغْرَقٌ　　خُذْ یَدِیْ سَھِّلْ لَّنَا اَشْکَالَنَا

اور کسی حلقہ میں آپ بار بار یہ رباعی پڑھتے اور وہ حالت عجیب ہوتی۔ رباعی۔

ہر چہ در کائنات می بینم　　ہمہ را نور ذات می بینم
من کہ در ذاتِ او شدم فانی　　کہ بسوئے صفات می بینم

اور کبھی کبھی یہ اشعار پڑھتے اور توجہ دیتے۔ نظم۔

ہر دمِ خدا را یاد کن دلہائے غمگیں شاد کن　　بلبل صفت فریاد کن مشغول شو در ذکر ہُو
غافلی کفر است پنہاں در وجودِ آدمی　　اینچنیں کافر شدن را حاجتِ زنار نیست

اور قصیدہ بردہ شریف کے بعض اشعار بھی پڑھا کرتے بالتخصیص یہ شعر زیادہ پڑھتے۔ شعر۔

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ یُّسْتَضَاءُ بِہٖ　　مُھَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ مَسْلُوْلٌ

آپ جب عام کو نصیحت فرماتے تو فرمایا کرتے کہ باطن درست کرو کیونکہ بعد مرگ اعمال باطنی ہی سے نجات مل سکتی ہے مگر ظاہر احکام شرعیہ کا لحاظ بھی ضروری ہے کیونکہ اعمال باطنی کی صحت و درستگی کی علامت بھی ظاہری اعمال ہیں اَلظَّاھِرُ عُنْوَانُ الْبَاطِنِ اور وہ ظاہر بھی سنّت و آثار صحابہ کے موافق ہو۔ اور فرمایا کرتے کہ خدا کو خدا کے لئے پیار کرو اور یاد کرو کیونکہ مقصد کے لئے یاد کرنا صرف مقصد کی یاد ہے۔ خدا کی یاد بلا اغراضِ نفسانی چاہیئے۔

اور جب کبھی خاص احباب اور خلفاء کو مخاطب کرتے تو یہ حدیث قدسی بیان فرمایا کرتے مَنْ لَمْ یَرْضَ بِقَضَائِیْ وَلَمْ یَصْبِرْ عَلٰی بَلَائِیْ وَلَمْ یَشْکُرْ عَلٰی نَعْمَائِیْ وَلَمْ یَقْنَعْ بِعَطَائِیْ فَلْیَطْلُبْ رَبًّا سِوَائِیْ۔ یعنے قادر ذو الجلال اپنے بندوں کو فرماتا ہے کہ جو شخص میرے حکم پر راضی نہیں اور میری بلا پر صابر نہیں اور میری نعمتوں پر شاکر نہیں اور میرے عطیہ پر قانع نہیں تو پس وہ شخص میرے سوا کسی اور کو رب بنالیوے۔

اور اکثر یہ حدیث بیان فرماتے خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ یعنے بہتر وہ شخص ہے جو لوگوں کو نفع پہونچاوے۔ آپ کے پاس اگر کوئی زاہد خشک یا باتونی آدمی بیٹھتا تو آپ فرماتے مجھے باتیں نہیں آتیں۔ آپ اپنے خلفاء کی اور اجازت یافتوں کی بھی توقیر کرتے اور انکا وقار و قدر زیادہ فرماتے تاکہ ان کے اعتقاد مندوں کی نظروں میں وقیع اور ذی اقتدار ہی رہیں اور جس خلیفہ کے حلقہ میں تشریف رکھتے وہاں پر اُسی کے مشورہ و صلاح سے ہر اک کام کرتے یہانتک کہ اکثر تعویذات اور وظائف وغیرہ بھی انہی کی تحویل میں رکھتے۔ آپ کے دل میں دنیا کی وقعت و عزت مچھر کے برابر بھی نہ تھی۔ آپ کبھی خاص خاص احباب سے معانقہ فرماتے اور اکثر مصافحہ پر ہی اکتفاء فرماتے۔ آپ کو جس طریق پر سلف صالحین نے مقرر کیا تھا آخر تک اُسی پر ثابت قدم رہے۔

نقل ہے کہ آپ اپنے غلاموں کو لفظ مرید سے نہ پکارتے بلکہ لفظ یار یا دوست سے یاد فرماتے۔ ایک دن آپ کے نبیرہ صاحب نے فرمایا کہ فلاں شخص تو ہمارا مرید ہے آپ اُن پر سخت ناراض ہو گئے۔ یہانتک کہ کلام بھی نہ کیا۔ صاحبزادہ نبیرہ صاحب نے کہا کہ حضرت باباجی صاحب تو ناراض ہیں نماز وغیرہ چھوڑ دیئے۔ لوگوں نے عرض کی کیا وجہ ہے کہ آپ نے سب کچھ ترک کر دیا ہے۔ صاحبزادہ صاحب نے جواب دیا کہ جب حضرت باباجی قبلہ و کعبہ ناراض ہیں تو اب کیا فائدہ اور کیا نتیجہ۔ کیونکہ عبادات کی قبولیت تو آپکی رضا کے ساتھ ہے جب آپ ناراض ہیں تو پھر ضرورت نہیں۔ جناب باباجی صاحب کو خبر لگ گئی تو

آپ نے بلوا کر صاحبزادہ صاحب کو فرمایا کہ نہ میرے باپ دادا نے کیسیکو لفظ مرید سے پکارا اور نہ میں نے کیسیکو مرید کر کے بلایا۔ پھر تم اس قابل کہاں بنگئے کہ مرید کے لفظ سے پکارے جاؤ آئندہ توبہ کرو پھر کیسیکو لفظ مرید سے نہ پکارنا۔ آپ کی کرامات تو بے شمار ہیں جو آپ کے خلفاء و خاص درویشوں سے معلوم ہو سکتی ہیں میں چونکہ سب حضرات سے بہت کم جناب باباجی کی صحبت میں رہا ہوں اسلئے زیادہ کچھ لکھ نہیں سکتا نقل ہے کہ ایک بار یہ راقم الحروف کسی پہاڑ پر گیا تھا وہاں پر حضرت باباجی صاحب کا عرس مبارک آگیا۔ احباب طریقہ نقشبندیہ نے عرس کا اہتمام نہایت اخلاص و محبت سے کیا۔ وہاں پر ایک دو مخالفین دین بھی تھے انہوں نے حکام تک رپورٹ کی اور اعلیٰ حکام کو بدظن کر کے پولیس کے ذریعہ پہرہ لگا دیا۔ رپورٹ میں یہ خبر درج تھی کہ یہ ایک درویش ہے اس کے آنے سے سخت فساد اور دنگہ بلکہ بلوہ ہوگا۔ کبھی یہ مشہور ہوتا کہ آج نقشبندی جماعت قادریوں کو سخت ماریگی۔ پولیس بیچاری آٹھ روز آئی اور پھر واپس گئی۔ آخر جس روز عرس مبارک مقرر تھا وہ جمعہ کا دن تھا۔ انہی مخالفین دین میں سے ایک نے پھر جا کر حاکم اعلےٰ کو کہا کہ آج سخت اندیشۂ فساد ہے۔ حاکم وقت تھا دانا اور اوسکو باباجی صاحب کی روح نے ایسی توجہ دی کہ حاکم مذکور نے غصہ میں آن کر کہا کہ تم دونوں شریر ہو یہاں پر بیٹھو۔ اار بجے سے چار بجے تک وہ نظر بند رہے۔ ہم نے عرس بھی کیا ختم بھی پڑھا۔ میلاد شریف بھی پڑھا۔ طعام بھی تقسیم کیا۔ سب کام نہایت آسانی سے پورے ہو گئے اور وہ نظر بند ہی رہے۔ اونکا جمعہ نماز وغیرہ سب جاتا رہا۔ خدا کی شان ہے کہ وہ ایسے ذلیل و خوار ہوئے کہ مُنہ بھی کسیکو نہ دکھاتے اور سب لوگوں میں بدنام ہو گئے اور باباجی صاحب کی کرامت کے قائل ہوگئے نقل ہے کہ ایک دفعہ ایک صوبیدار حسن دین نام نے عرض کی کہ یا حضرت مری عمر حد شباب سے تجاوز کر گئی اور ابتک میرے گھر میں اولاد نہیں آپ دعا فرماویں کہ خدا اس آخری وقت میں اولاد نرینہ عطا فرماویں۔ آپ نے ایک تعویذ عنایت کیا اور فرمایا کہ ہمارا مالک تمکو لڑکا

عطا فرمائیگا اسکا نام عبداللطیف رکھنا۔ چنانچہ سال آئندہ جب آپ دوبارہ تشریف لائے تو اس صوبیدار نے روبرو بچہ حاضر کیا اور کہا کہ یہی وہ لڑکا ہے جو آپکی دعا سے خدا نے عنایت کیا۔

نقل ہے کہ ایک بار کسی نے شکایت کی کہ باباجی صاحب آپ کے دربار شریف میں برسوں سے کئی خدام حاضر رہتے ہیں اور حتی الامکان ریاضت و مجاہدہ بھی کرتے ہیں مگر جسقدر آپکی نظر مبارک حافظ سیّد جماعت علی شاہ صاحب پر ہے ویسی اوروں پر نہیں۔ آپ نے ایک ہفتہ میں انکو صاحب ارشاد بنا دیا۔ جناب باباجی صاحب نے جوابدیا کہ فقیہ کے پاس خدا کا دیا ہوا بہت کچھ ہے مگر ہر ایک کی قسمت جُدا مقدر جُدا۔ حافظ جماعت علیشاہ صاحب کے پاس چراغ بھی تھا تیل بھی تھا بتی بھی تھی۔ دیا سلائی بھی تھی۔ میں نے صرف سلگانیکی محنت کی ہے۔ خدا نے روشن چراغ کردیا۔ ع۔ "بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری"

نقل ہے کہ ایک گانوں سیدوں کا تھا جس میں سوائے ایک دو گھروں کے سب شیعہ تھے آپکی تشریف آوری سے خدا نے سب کو ایسی ہدایت کی کہ وہ سب لوگ سنّی العقیدہ ہوگئے۔ اور عاشق صادق بنگئے۔ سبحان اللہ سب سے بڑی کرامت یہی ہے کیونکہ قدیم مثل ہے۔ ع۔ "جبل گردد جبلّت بر نگردد"۔ مگر آپکی برکت سے وہ ایسے صوفی بن گئے کہ علاوہ نماز روزہ کے صاحب ذکر و تہجد گذار عابد زاہد بنگئے۔ سچ ہے" ع۔ پلٹ دی پھر اک آن میں اُنکی کایا"

نقل ہے کہ آپ ہمیشہ راولپنڈی محلہ ملیار مسجد میاں وارث میں قیام فرماتے۔ ایکدن اتفاقاً مسجد کا دروازہ بند تھا اور چراغ کا گل گر گیا۔ مسجد کا سارا فرش جل گیا صرف وہ جگہ محفوظ رہی جس جگہ پر آپ تشریف رکھتے تھے۔

نقل ہے کہ راولپنڈی صدر میں متصل گرجا ایک صاحب میاں پیربخش صاحب آں قبلہ عالم کا مخلص صادق تھا اس نے بیان کیا کہ ہمارے گانوں میں پانی نہ تھا۔ کیونکہ زمین سنگلاخ تھی۔ بہت دور دُور سے لوگ پانی لایا کرتے۔ آپکی خدمت اقدس میں عرض کی گئی کہ پتھریلی زمین ہے۔ پانی کی ہر وقت بکثرت ضرورت ہے جناب نے فرمایا اس جگہ کنواں نکلواؤ۔ پیربخش نے چار سو روپیہ خرچ کرکے

کنواں کھودوایا مگر پانی نہ نکلا۔ پھر اوس نے سرکار انگریزی سے امداد لیکر پھر اور کھودوایا مگر
پانی نہ نکلا۔ اب لوگ طعن کرنے لگے کہ تیرے پیروں نے تجھے برباد کردیا۔ جب آپ دوسرے برس
تشریف لائے تو یہ کل واقعات آپ کے گوش گذار کرائے گئے۔ آپ نے نہایت خاص حالت میں
اٹھکر فرمایا کہ پیر بخش کے حق میں دعا کرو۔ پھر فرمایا۔ پیر بخش صاحب جاؤ پانی خدا دیدیگا گھبراؤ مت
پیر بخش صاحب اتفاقاً باہر نکلے تو کیا دیکھا کہ بچے کنوئیں پر جمع ہیں اور ایک شور و غوغا مچا ہوا ہے
ایک بچہ نے کہا کہ بابا پانی آگیا ہے۔ پیر بخش نے دیکھا تو نیچے سے بڑے زور سے پانی بڑھ رہا ہے
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا غیب سے ایک نہر آرہی ہے۔ پیر بخش کہتا ہے کہ میرے دیکھتے دیکھتے
وہ پانی کنارہ چاہ تک آگیا۔ پھر وہ پانی بہت ہی خرچ کیا گیا تاکہ پختہ بنایا جاوے مگر وہ پانی
بالکل کم نہ ہوا بلکہ ترقی پذیر تھا۔ پانی بھی ایسا میٹھا اور سرد تھا کہ نہایت شیریں ذائقہ دار،
ان ہی دنوں میں ایک صاحب محمد بخش نام نے خواب دیکھا کہ حضرت باباجی علیہ الرحمۃ تیرہ شریف
سے وہ پانی لا رہے ہیں اور کنوئیں میں گراتے جاتے ہیں" گفتہ او گفتۂ اللہ بود۔ اگرچہ از حلقوم عبداللہ بود"

نقل ہے کہ ایک دفعہ آپ موضع ڈیریانوالہ ضلع سیالکوٹ مسجد پٹھاناں میں مقیم تھے وہاں
پر ایک صاحب ولیداد خان نام یار تھا اس نے عرض کی میرے گھر میں چھ لڑکیاں ہوئیں مگر
لڑکا ایک بھی نہیں۔ آپ نے قند سیاہ پڑھ کر دیا اور فرمایا کہ اپنی بیوی کو کھلا دو اور دعا فرما کر
کہا کہ تمکو اللہ لڑکا عطا کریگا اسکا نام محمد شریف رکھنا۔ چنانچہ سال آئندہ میں آپ دوبارہ وہاں
تشریف لائے تو ولیداد خان صاحب نے بچہ حاضر کرکے کہا کہ یہ وہی بچہ ہے جسکا نام آپنے محمد شریف رکھا تھا

نقل ہے کہ موضع علیپور سیداں میں حضرت شاہ صاحب نے ایک کنواں کھودوایا تو اوسمیں
پانی نہ نکلا جب لوگ مایوس ہو گئے۔ انہی ایام میں حضرت باباجی صاحب علیہ الرحمۃ تشریف لائے
لوگوں نے پانی کی شکایت کی آپ نے فرمایا اب کنواں کھودواؤ پانی خدا دیگا۔ چنانچہ
جب کنواں کھدایا گیا تو بفضل خدا اس قدر پانی آیا کہ کبھی خشک نہ ہوا۔ حالانکہ اس کے
گرداگرد کے کنوئیں خشک ہیں۔

آپ کے چند خلفاء کے نام

حضور قبلۂ عالم علیہ الرحمۃ کے خلفاء تو صدہا ہیں۔ مگر صرف علاقہ پنجاب کا ذکر کرتا ہوں

(۱) جناب حضرت سید حافظ مولوی حاجی صوفی جماعت علی شاہ صاحب علیپوری۔

(۲) حضرت حاجی سید جماعت علی شاہ صاحب ثانی علیپوری۔

(۳) جناب خلیفہ خان عالم صاحب باولی شریف ضلع جہلم۔

(۴) جناب خلیفہ صاحبزادہ غلام محی الدین صاحب۔

(۵) جناب حافظ عبدالکریم صاحب راولپنڈی۔

(۶) جناب مولوی غلام نبی صاحب قریشی از چک۔

(۷) جناب مولوی محمد حسن صاحب از گجرات۔

(۸) جناب فاضل اجل مولانا مولوی غلام محمد صاحب مرحوم بگوی امام شاہی مسجد لاہور۔

(۹) جناب صاحبزادہ نواب الدین علی صاحب ساکن بشندور۔

(۱۰) جناب حافظ فتح دین صاحب رنگپورہ ضلع سیالکوٹ۔

(۱۱) راجہ شیر باز خانصاحب موضع بڑکی تحصیل گوجر خان۔ (۱۲) جناب حافظ جی جوڑی والہ مرحوم (۱۳) مولوی مست علی صاحب مرحوم بتیرانوالی (۱۴) سید غلام قادر شاہ صاحب کوٹلی سیداں

افسوس کہ دیگر حضرات کا مجھے علم نہیں ورنہ اور بھی لکھتا۔ ماسوائے اسکے آپکے صاحبزادگان کے فیوض و برکات جدا ہیں۔ خدا کی شان ہے کہ جسطرح آپ کی ذات مبارک مظہر فیوض تھی۔ اُسی طرح آپکی اولاد پاک بھی بقول اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْهِ عام و خاص کے واسطے چشمۂ فیض ہیں۔ آپ کے پانچ صاحبزادے تھے۔ دو انتقال فرما گئے۔ اور تین صاحب کمال باقی ہیں۔ اور دور دراز مثل علاقہ دھنی و گھیبی و پوٹھوہار و آدان کار و جلندرال و چکارد۔ د پونچھ و کشمیر و کوہتھال وغیرہ میں آپ کا فیض جاری ہے۔ اور تینوں صاحبزادگان صاحب ارشاد و مجاز

ہیں۔ ہزارہا لوگ انکے فیوض و برکات سے حصہ لیتے ہیں۔ اللّٰھم زِد فَزِد۔
اب جو بڑے صاحبزادہ ہیں۔ ان کا اسم شریف احمد نبی صاحب ہے۔ ان کے بعد دوسرے صاحبزادہ کا نام حضرت سعید شاہ صاحب ہے اور تیسرے کا نام حضرت قادر شاہ صاحب ہے الحمدللہ کہ سب صاحبزادے صاحب یمن و اقبال ہیں اور سب کے گھروں میں اولاد ہے۔
جناب باباجی صاحب علیہ الرحمۃ چند روز علیل ہوئے اور بتاریخ ۲۹ محرم ۱۳۱۵ھ مابین ظہر عصر انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

آپ کی آخری وصیت جو احباب کو فرمائی تھی یہ ہے (۱) جس جگہ جاؤ تو یاروں میں حمد و شکر نہ چھوڑ جاؤ یعنے یاروں کو بوجہ تکلیف کے یہ کہنے کا موقعہ نہ ملے کہ شکر خدا کا کہ پیر صاحب چلے گئے (۲) یاروں کو آپس میں حسد و کینہ نہ چاہیئے بلکہ جس کو خدا خیر و برکت دیوے اس سے مستفید و مستفیض ہونا چاہیئے (۳) سفر میں ذکر کو ہر حال میں مقدم رکھنا چاہیئے اگر ذکر میں کچھ قصور واقع ہو تو اس جگہ نہ رہیں۔ کیونکہ وہاں کے لوگ فیض سے محروم رہیں گے (۴) یاروں کے ساتھ سیر کے واسطے نہ جانا چاہیئے جبتک وہ از حد خواہشمند نہ ہوں (۵) پیر کو انتظار کے بغیر چلا جانا چاہیئے تاکہ لوگوں کو کسی طرح کی بدگمانی یا بدخیال پیدا نہ ہو۔ عمر شریف آپکی غالباً ایک سو برس کی تھی۔ مرقد مبارک آپ کا چورہ شریف علاقہ راولپنڈی میں ہے۔ جناب کی وفات کا مادۂ تاریخ لفظ "غفرلہٗ" ہے ۱۳۱۵ھ

۳۔ ذکر مبارک حضرت باباجی نور محمد صاحب علیہ الرحمۃ

فائدہ۔ اسم شریف آپ کا خواجہ نور محمد صاحب المعروف باباجی تیراہی ہے آپ نے فیض باطنی اپنے والد ماجد حضرت فیض اللہ صاحب سے حاصل کیا اور بعد از انتقال پدر عالیقدر کے مسند خلافت پر بیٹھے۔ جب جملہ اطراف و اکناف سے خلقت جوق در جوق آنے لگی اور علماء و فضلاء داخل طریقت ہوتے گئے تو لوگوں کو بوجہ ملک

یاغستان راستہ میں بہت ہی تکلیف ہوتی تھی۔ آپ نے موضع تیرئی شریف سے ڈیرہ اٹھا کر بمعہ اہل و عیال اسباب و مال موضع چورہ شریف ملک چنداں میں سکونت اختیار کی۔ آپ کا مولد شریف ملک تیراہ ہے۔ اور آپ کے چار صاحبزادے باکمال تھے۔ اول[۱]۔ خواجہ احمد گل صاحب علیہ الرحمۃ۔ دوم[۲] خواجہ فقیر محمد صاحب علیہ الرحمۃ۔ سوئم[۳] خواجہ دین محمد صاحب دام علیہ الرحمۃ۔ چہارم[۴]۔ شاہ محمد صاحب علیہ الرحمۃ۔ یہ ہر چہار حضرات اپنے والد ماجد کے مابعد مسند خلافت پر بیٹھے۔ آپ کے انتقال کے وقت آپ کے پاس جناب حضرت شیخ الشیوخ مرشدنا و ہادینا حضرت فقیر محمد صاحب موجود تھے اور سر مبارک باباجی صاحب کا حضرت صاحبزادہ دوم کے زانو مبارک پر تھا اور انہوں نے بدست خود تجہیز و تکفین کی اور غسل بھی دیا اور اپنے ہاتھ مبارک سے حضرت باباجی کو لحد شریف میں لٹایا اور جو کچھ جناب خواجہ نور محمد صاحب کا فیض باطنی اور خزانہ مخفی تھا وہ اسی وقت حضرت فقیر محمد صاحب کو عطاء کیا گیا۔ آپ کی وفات کے بعد خلفاء میں سے چار خلیفے اعظم مشہور تھے۔ اول[۱]۔ خواجہ انور صاحب ختکی۔ دوم[۲] خواجہ شاہ نامدار ہنیالیوی المعروف ہادی صاحب۔ سوئم۔ خواجہ محمد منیر صاحب ہوشیار پوری۔ چہارم۔ خواجہ حافظ عبداللطیف صاحب قصبہ خوانی

نقل ہے کہ ایک دن ایک درویش نے عرض کی کہ باباجی صاحب کیا سبب ہے کہ اور لوگ صدہا ریاضات و مجاہدات کر کے بھی اسقدر جوش عشق و جذب و فیض نہیں حاصل کرتے جسقدر حضور کے خدام چندروز میں حاصل کر لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ دوست۔۔ یا اولاد اس شخص کے تنگدست و محتاج ہوتے ہیں جن کا باپ یار فیق غریب و مفلس ہو اور جن کا باپ رفیق مالدار ہو اُن کو زیادہ تر خلوص و محبت کی ضرورت ہے محنت کی چنداں حاجت نہیں۔ آپکی عمر شریف ایک سو ساٹھ برس کہتے ہیں اور وفات آپکی ۱۲ ار شعبان ۱۸۸۶ء۔ مزار مبارک موضع چورہ شریف۔ لفظ مادہ تاریخ وفات غفور (۱۸۸۶ھ) ہے

ذکر مبارک حضرت باباجی محمد فیض صاحب تیراہیؒ

فائدہ۔ ولادت باسعادت آپکی ملک تیراہ افغانستان میں ہے۔ فیض حقیقی وخزائن مخفی آپ نے حضرت خواجہ محمدؐ عیسےٰ علیہ الرحمۃ گنڈاپوری سے حاصل کیا اور بعد از خدمت و ریاضت کثیرہ کے خرقۂ خلافت بھی آپ کو عطا کیا گیا۔ آپ سپہ گری میں ملازم تھے۔ تنخواہ کے علاوہ جو کچھ موجود ہوتا فقراء اور درویشوں کو صدقات وخیرات دیا کرتے۔ ایک دن آپ کا پہرہ ایک برج پر تھا اور آپ ایک وقت کھڑے تھے کہ ناگاہ حضرت سیّد حافظ جمال صاحب شکار کھیلتے کھیلتے اس طرف سے گذرے اور آپکی نظر کیمیا اثر حضرت فیض اللہ پر پڑی تو یہ حضرت سخت بیہوش ہو گئے۔ حضرت حافظ صاحب آپ کو کمال محبت سے اپنے ساتھ لیکر گھر گئے اور چند مدت کے بعد آپ کو حضرت محمدؐ عیسےٰ صاحب اپنے خلیفہ خاص کے سپرد کر کے خود رخصت فرما گئے۔

نقل ہے کہ ایک دن خواجہ محمدؐ عیسےٰ صاحب نے فرمایا کہ اے فیض اللہ چلو تمکو خواجہ خضر علیہ السلام کی زیارت کرائیں آپ نے فرمایا کہ بے ادبی معاف۔ میرے خضر تو آپ ہی ہیں جو کچھ مجھے پہنچیگا وہ آپ ہی کے ذریعہ ووسیلہ سے پہنچیگا۔ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں مبادا ان کی جلالت مجھ پر غالب آجائے اور آپ کو کہیں بنظر حقارت دیکھوں۔ اس خوش اعتقادی سے آپ بہت ہی خوش ہوئے اور آپ اسقدر محو ہوئے کہ گریہ نمودار ہوا اسی اثناء میں خواجہ محمدؐ عیسےٰ علیہ الرحمۃ نے آپ کو بغل میں لیکر خوب معانقہ کیا اور منزل مقصود تک پہنچا دیا اور آپ کو فرمایا کہ یہاں سے چلے جاؤ کہ سلطنت کفار ہونیوالی ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن آپ ایک راستہ میں تھکان کی وجہ سے بیٹھ گئے۔ اور وہاں ایک خشک درخت کہنہ بھی تھا۔ چند اشخاص مسافر اسطرف سے گذرے تو ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ کون شخص ہے؟ دوسرے نے کہا کہ کوئی فقیر درویش ہوگا! کسی نے جواب دیا کہ اگر فقیر

ہوتا تو کیا یہ درخت سبز نہ ہو جاتا۔ حضرت فیض اللہ صاحب نے دعا فرمائی تو وہ درخت فوراً سبز بھی ہوا اور پھل پھول بھی اُس کو لگ گئے۔ پس آپ نے وہیں پر قیام فرمایا اور ہزارہا لوگ آپ کے طالب و مرید ہوئے اور پہلے پہل باباجی تیراہی مشہور ہو گئے۔ آپ کی وفات شریف ۸ ربیع الاول ۱۲۴۵ھ کو ہوئی۔ مزار مبارک آپ کا موضع تیرائی شریف ملک تیراہ میں ہے۔ مادۂ تاریخ وفات آپ کا در منظوم ما (۱۲۴۵ھ) ہے۔

۵۔ ذکر مبارک حضرت محمد عیسےٰ رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ اسم شریف آپکا محمد عیسےٰ ولادت آپکی موضع چودہ علاقہ ملتان میں ہے۔ آپ خلیفہ اکبر و مقرب خاص ہیں حضرت حافظ جمال اللہ صاحب کے اور شرف سیادت سے بھی ممتاز تھے اور علم ظاہری و باطنی میں بے نظیر تھے۔ آپ ہر روز حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے آپ نے چند عرصہ اپنے پیر روشن ضمیر کی خدمت میں رہ کر تاج خلافت پایا اور گنڈاپور ضلع جون میں اقامت پذیر ہوئے۔ آپ کے تین فرزند تھے۔ اول خواجہ پیر محمد صاحب۔ دوم خواجہ جان محمد صاحب۔ سوم علی محمد صاحب علیہ الرحمۃ۔ بعد از وفات پدر عالیقدر خود مسند مشیخت پر خواجہ جان محمد صاحب بیٹھے۔ وفات آپکی ۷ ذی الحجہ ۱۲۲۰ھ کو ہوئی۔ مرقد مبارک آپکا موضع گنڈاپور میں ہے مادہ تاریخ وفات آپکا مظفر (۱۲۲۰ھ) ہے۔

۶۔ ذکر مبارک حضرت حافظ محمد جمال اللہ صاحب رامپوری

فائدہ۔ اسم شریف آپکا سید حافظ جمال اللہ صاحب بن سید محمد درویش صاحب ہے۔ نسب نامہ آپکا حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ بخارا شریف سے آپ سپاہیانہ لباس میں آئے اور سرہند شریف میں قیام فرمایا۔ مگر اس سے پہلے نہ عبادات و قصائد خوانی کرتے اور تلوار باندھ کر ملک کی سیر و سیاحت کرتے۔ اور علم ظاہری بھی

حاصل تھا۔ آپ حافظ قرآن بھی تھے۔ جب سرہند شریف پہنچے تو جناب خواجہ محمد اشرف صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی بعد از ویرانی سرہند کے رامپور المعروف بہ مصطفےٰ آباد تشریف لے گئے آپ عیال نہ رکھتے تھے۔ آپ کے بعد تین خلیفہ رہے۔ اوّل۔ شیخ صحرائی علیہ الرحمۃ۔ دوم خواجہ شاہ درگاہی رامپوری رح۔ سوم۔ شاہ محمد عیسےٰ گنڈاپوری علیہ الرحمۃ۔ وفات آپکی تین یا چار ماہ صفر ۱۲۰۹ھ میں ہوئی۔ مرقد آپ کا رامپور متصل دروازہ عیدگاہ کے ہے۔ مادۂ تاریخ وفات منظر حیا (۱۲۰۹ھ) ہے۔

۷ ذکر مبارک حضرت قطب الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ آپ کا نام نامی شاہ قطب الدین بخاری عرف محمد اشرف اور لقب حیدر حسین ہے ولادت آپکی ملک ماوراء النہر میں ہے۔ آپ خلیفہ اکبر خواجہ زبیر علیہ الرحمۃ کے ہیں۔ علاوہ مجاہدہ و ریاضت باطنی کے آپ عالم حدیث و فقہ و تفسیر وغیرہ تھے اور درس بھی فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے سرہند شریف میں آنکر علم باطنی حاصل کیا اور بعد از انتقال اپنے پیر روشن ضمیر کی مسند خلافت پر بیٹھے۔ کچھ عرصہ تک سرہند شریف میں مقیم رہے بعد از مدت مدید کے ایک صاحبزادہ صاحب کے ساتھ کسی بات پر عناد ناحق شروع ہوگیا۔ یہانتک کہ خواجہ قطب الدین کی غیرت اور رنجیدگی سے سرہند تباہ ہوگیا۔ اسی واسطے امام رفیع الدین صاحب کو بانی سرہند کہتے ہیں اور خواجہ قطب الدین صاحب کو فانی سرہند۔ چھ برس تک سرہند میں لرزہ و زلزلہ رہا۔ آپ نے وہاں سے رخصت ہوکر گیارہویں صدی میں مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔ آپ کی وفات ۱۱ رجب ۱۱۸۰ھ میں ہوئی اور مزار مبارک آپکا آدم بنوری و خواجہ محمد پارسا کے پاس مدینہ منورہ میں ہے اور آب سقف روضہ عثمانی آپ کے مرقد پر گرتا ہے۔ مادۂ تاریخ وفات ظفر (۱۱۸۰ھ) ہے۔

۸۔ ذکر مبارک حضرت محمد زبیر صاحب سرہندیؒ

فائدہ۔ اسم شریف آپکا محمد زبیر ہے۔ آپ نبیرہ و خلیفہ نقشبند ثانی ہیں۔ آپ کو خدا نے دولت دنیا و دین عطا کی تھی۔ آپ کے وقت کے امراء وغیرہ سب آپ کے معتقد و مُرید تھے۔ وظیفہ دائمی آپکا یہ تھا۔ ۲۴ ہزار کلمہ طیبہ۔ ۱۵ ہزار اسم ذات اور صلوٰۃ الاوابین پھر دس ہزار کلمہ شریف اور نماز تہجد میں چھ بار سورۃ یٰسین اور بعد از قیلولہ ۱۲ رکعت پڑھتے جن میں قرآن مجید ختم کرتے بعد از عصر درس حدیث و تصوف فرماتے۔ وفات شریف آپکی بروز چارشنبہ بتاریخ ۴ ذی الحجہ ۱۱۵۲ھ میں ہوئی۔ مرقد مبارک آپکا سرہند شریف میں ہے اور مادہ تاریخ وفات مشتاق محمد (۱۱۵۲ھ) زبیر ہے۔

۹۔ ذکر مبارک حضرت محمد حجۃ اللہ صاحب سرہندیؒ

فائدہ۔ آپکا اسم شریف حجۃ اللہ اور لقب نقشبند ثانی اور خرقہ خلافت اپنے والد ماجد شیخ محمد معصومؒ سے پایا اور علم ظاہری و باطنی میں یکتا تھے اور فقر و زہد و تقویٰ میں خوب مضبوط و ثابت قدم تھے۔ جب آپ بحج بیت اللہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ کے ساتھ ۲۵ ہزار حاجی روانہ ہوئے۔ کل کا خرچ و زاد سفر آپ ہی کے ذمہ تھا۔ اُس قافلہ میں چند روافض بطور تقیہ داخل تھے حضور کو خدا نے مطلع کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ کئی لوگ ایسے ہمارے قافلہ میں ہیں کہ ظاہر انکا صاف اور باطن ناپاک ہے۔ اُسی اثنا میں باد مخالف سے جہاز گھوم کر یمن کی طرف متوجہ ہو کر ایک کنارہ پر پہنچ گئے۔ اس جگہ قوم خوارج ترقی پر تھے۔ انہوں نے حسد و عداوت کو اس حد تک بڑھایا کہ قتال و جدال تک نوبت آئی۔ جب بہت ہی تکلیف پہنچی تو آپ نے دعا فرمائی۔ فی الفور خدا نے قبول کر لی چنانچہ بارہ علماء وغیرہ کو خواب میں دکھایا گیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں اور سب اقوام خوارج و روافض کو طلب کر

کے فرمایا کہ نہایت افسوس ہے کہ اہلبیت کے ساتھ الفت اور خلیفہ پیغمبر سے عداوت؟
چند کس کو فرمایا کہ ان کو مارو جب خواب سے بیدار ہوئے تو زد و کوب کا اثر بدنوں پر
موجود تھا۔ پس بعد از قدرے گفتگو کے وہ علماء وغیرہ تائب ہو کر مرید ہو گئے۔ وفات شریف
آپ کی ۲۹ محرم ۱۱۴۴ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک آپکا سرہند شریف میں ہے اور مادۂ تاریخ
وفات ہو انقشبندی (۱۱۴۴ھ) ہے۔

۱۰ ذکر مبارک حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ اسم شریف آپکا خواجہ محمد معصوم ہے علیہ الرحمۃ اور لقب آپکا عروۃ الوثقیٰ اور آپ فرزند ثالث شیخ احمد
علیہ الرحمۃ کے ہیں۔ نسب شریف آپکا از راہ اجداد امجاد گیارہ واسطہ سے سلطان فرخ بادشاہ کابل تک پہنچتا
ہے اور انیس ۱۹ واسطہ سے حضرت امیر المؤمنین عمرؓ تک پہنچتا ہے مقام آپکا بوجہ علو استعداد در ولایت محمدی المشرب
تھے۔ سولہ برس کی عمر تک جملہ علوم ظاہری سے فارغ ہو کر علم باطنی میں آپ سب بھائیوں میں سے
سبقت لے گئے۔ یہانتک کہ آپ کے والد ماجد نے باوجود صغر سنی و کم عمری کے آپنے مریدوں کی
تربیت فرمانے کی اجازت فرمائی۔ آپ کے مریدوں کی تعداد نو لاکھ سے زیادہ تھی اور سات ہزار
آپ کے خلیفہ تھے اور میر محمد بدخشانی اپنی کتاب تذکرۃ المشائخ معصومہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ
ایک دفعہ مکہ معظمہ میں ایک لڑکا مر گیا اور اسکے والدین بوجہ غلو و افراط محبت بہت ہی جزع و فزع
و گریہ زاری کرتے تھے یہانتک کہ انکا حال ابتر ہو گیا وہ گریاں و نالاں آپکے پاس آئے۔ حضور نے نہایت
الحاح و تضرع سے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔ خدا نے قبول فرمائی وہ بچہ زندہ ہو گیا۔
نقل ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص کہیں تجارت کو گیا اتفاقاً معہ مال و اسباب جہاز پر سوار ہوا اور جہاز ہلاکت
گرداب میں آ گیا جب غرق ہونے پر پہنچا تو حضرت محمد معصوم علیہ الرحمۃ کو یاد کر کے ایکہزار روپیہ نذر رکھا اسوقت
ایک اور طرف سے ہوا چلی تو وہ جہاز بصحت و سلامتی تلاطم سے باہر ہو گیا اور منزل مقصود تک پہنچگیا جب
وہ شخص آپکے پاس آیا تو پانچسو روپیہ نذر پیش کیا۔ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اُس تباہی و غرقابی

میں تو ہزار روپیہ اور اب پانچسو روپیہ۔ وعدہ کا ایفاء واجب ہے وہ شخص نہایت
ہی شرمندہ ہوا اور تمام روپیہ نذر کرکے معافی چاہی۔
نقل ہے کہ شاہجہان آپکی خدمت میں حاضر ہونیکی بہت ہی استدعا کرتا تھا مگر آپنے
قبول نہ فرمایا اور عالمگیر بادشاہ آپکا مرید ہوا مگر دولت صحبت آپکی اسکو بھی نصیب نہ ہوئی
نقل ہے کہ محمد صدیق صاحب پشاوری کہتے ہیں کہ دوبار بوقت مصیبت میں نے آپ
کو یاد کیا آپ فوراً تشریف لائے اور اس مصیبت سے رہائی دلوائی اور حضرت امام ربانی
مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ خدا نے محمد معصوم کو خلعت قیومیت عطا فرمایا
ہے اور آپکی مٹی کا خمیر بقیہ خمیر طینت جناب حبیب حق رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے ولادت
آپکی ۱۰۰۷ھ میں ہوئی اور وفات شریف ۱۰۷۹ھ ۹ ربیع الاول یا ۱۰۸۰ھ ہے عمر شریف
آپکی ۷۱ یا ۷۲ سال تھی مادہ تاریخ ولادت یا مرحق مخدوم (۱۰۰۷) ہے اور مادہ تاریخ وفات
زاہدی غنی ۱۰۷۹ھ ہے مزار مبارک آپکا سرہند شریف میں ہے ضرور ہی دیکھو۔

۱۱۔ ذکر مبارک حضرت امام ربانی حبیب یزدانی مجدد الف ثانی رح

فائدہ۔ آپکے فضائل وکمالات وخوارق وکرامات کتب سیر میں بہت ہی شرح وبسط سے
مرقوم ہیں۔ آپ امام طریقت ومقتدائے شریعت ہیں۔ آپ رافع بدعت ومحی سنت تھے اسم شریف
آپکا شیخ احمد نسبت فاروقی اور لقب بدر الدین اور کنیت ابو البرکات ہے آپکی نسبت وارادت
طریقہ نقشبندیہ میں شیخ عبد الباقی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہے اور نسبت قادریہ شاہ اسکندر کیتھلی کے
ساتھ اور نسبت صابریہ چشتیہ اپنے والد ماجد شیخ خواجہ عبد الاحد رح کے ساتھ ہے اور فیض سہروردیہ
بھی خواجہ عبد الاحد صاحب سے ہی پایا۔ علاوہ ازیں سلسلہ شطاریہ ومداریہ وکبرویہ وغیرہ کا فیض بھی آپنے
اپنے مقامات ومراتب میں اسقدر ترقی پائی کہ خود حضرت باقی باللہ صاحب حلقہ میں تشریف لاکر فرمایا
کرتے کہ شیخ احمد ایسا آفتاب ہے کہ دونوں عالم اس سے منور ہیں اور شیخ احمد صاحب اکثر فرمایا

کرتے کہ "طریقہ ما طریقہ صحابۂ کرام است و نزد فقیر یک گام دریں طریق زدن برابر ہزار گام است در طریق دیگر" پہلے تمام علمائے عصر و فضلائے دہر میں سے حضرت شیخ احمد صاحب کو لقب مجدد مولانا مولوی عبد الحکیم صاحب سیالکوٹی کی زبان مبارک سے ظاہر ہوا۔ اور شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی بھی قائل بہ مجددیت و افضلیت ہو گئے تھے اور مولانا جلال الدین سیوطی اور خواجہ شیخ بدر الدین نقشبندی وغیرہ علمائے کرام نے یہ حدیث در بارہ تعریف و بشارت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرمائی ہے وہ حدیث یہ ہے۔ یَکُوْنُ فِی اُمَّتِیْ رَجُلٌ یُقَالُ لَہٗ صِلَۃٌ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِشَفَاعَتِہٖ کَذَا وَکَذَا مِنَ النَّاسِ یعنے میری امت میں ایک شخص ہوگا جسکو بوجہ اصلاح و اتحاد کرانے کے صلہ کہینگے اسکی شفاعت سے اسقدر لوگ بہشت میں جاوینگے اور خود شیخ احمد صاحب نے ایک جگہ اپنے مکتوبات میں فرمایا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ صِلَۃً بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ وَمُصْلِحًا بَیْنَ الْفِئَتَیْنِ یعنے شکر اس خدا کا جس نے مجھے بنایا دو دریاؤں کے ملانے والا اور دو فریق کے اصلاح کرنیوالا۔ مدت مدید سے دو فرقے وجودی و شہودی باہم سخت تنازعہ رکھتے تھے آخرش مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے ادلۂ قاطعہ و براہین ساطعہ سے ہر دو فریق کے مسائل و عقائد پر معقولانہ بحث کر کے مسئلہ وحدت وجود و وحدت شہود کو صاف و سہل کر دیا اور ہر دو فریق کی صلح کرائی چنانچہ مکتوبات کے ناظرین پر روشن ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن آپ مراقبہ میں تھے یکایک خدا کی طرف سے یہ الہام ہوا۔ غَفَرْتُ لَکَ وَلِمَنْ تَوَسَّلَ بِکَ بِوَاسِطَۃٍ اَوْ بِغَیْرِ وَاسِطَۃٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ یعنے تجھکو اور تیرے وسیلہ داروں مریدوں کو میں نے بخشدیا ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت محمد نعمان (یہ آپ کے خلیفہ خاص ہیں) کو زیارت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر محمد نعمان سے کہدے کہ شیخ احمد کا مقبول ہمارا مقبول ہے اور شیخ صاحب کا مردود ہمارا مردود ہے اور ہمارا مقبول یا مردود خدا کا مقبول یا مردود ہے۔

نقل ہے کہ ایک شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عداوت رکھتا تھا ایکدن مطالعہ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی کر رہا تھا کہ امیر معاویہ رضؓ کی تعریف و توصیف کا مقام پڑھ کر بیزار ہوا اور مکتوبات شریف کو بہت سختی و غصہ سے زمین پر مارا۔ اسی رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت شیخ امام ربانی علیہ الرحمۃ آئے اور کان پکڑ کر فرمایا کہ اے نادان میرے کلام پر غصہ و معترض ہے چل تجھکو امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے پاس لے چلوں۔ چنانچہ امام ربانی گھسیٹ کر حضرت علیؓ کی خدمت میں لیگئے اور کھڑے ہو کر عرض کیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے باب میں یہ شخص مجھپر معترض ہے اور غصہ سے کتاب کو زمین پر پھینکدیا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے شخص خبردار کہ اصحاب نبوی صلعم کے حق میں کبھی کوئی کلمہ بے ادبی کا نہ کہنا اور نہ عداوت کرنا۔ یہ شخص معترض چونکہ نہایت ضدی تھا اسلئے یہ کلام حضرت علی رضؓ کی سنکر متوہم ہوا اور دلہ سے تردید پر مستعد ہوا حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ شخص تو بدظن سنگدل ہے اسکے سینہ پر ایک دھپڑ لگاؤ تاکہ اسکا سینہ صاف ہو اور توبہ کرے۔ چنانچہ حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ نے زور سے اسکے سینہ پر دھپڑ لگایا فوراً اسنے توبہ کی جب وہ شخص بیدار ہوا تو وہ ضرب سینہ پر موجود تھی۔ فی الفور بحضور جناب شیخ احمد صاحب تائب ہو کر مرید صادق بن گیا۔

نقل ہے کہ ایکدن ایک شخص کو آپ نے سفر کو روانہ کر کے فرمایا کہ اگر راستہ میں کوئی مصیبت و مشکل آن پڑے تو مجھکو یاد کر لینا جب وہ سفر میں ایک بیابان میں پہنچا تو ناگاہ ایک شیر ببر بہت غصہ سے نکلا اور حملہ کرنے پر مستعد ہوا۔ یہ شخص فوراً آپکا نام پاک زبان پر لایا تو آپ معاً حاضر ہوئے اور آپ نے اس شیر کو بھگا دیا اور اس مسافر کو بمعہ قافلہ کے نجات دلا کر سیدھا راستہ پر چلا لیا

نقل ہے کہ فرمایا جو شخص میرے طریقہ میں بالواسطہ یا بلاواسطہ خواہ مرد ہو خواہ عورت قیامت تک داخل ہوگا ان سب کو خدا نے میرے پیش نظر کر دیا ہے اگر چاہوں تو ہر ایک کا نام و مقام بتا دوں اور آپ نے فرمایا ہے کہ مجھکو بشارت ہوئی ہے کہ جس جنازہ پر تو نماز پڑھیگا اس میت کو بخشدونگا۔ آپ نے فرمایا جو جو کمالات کہ نوع بشر کے لئے آئندہ ممکن ہیں وہ خدا نے

اس عاجز کو عنایت کئے ہیں باستثناء رسالت نبوت کے۔ آپ گیارہویں صدی کے مجدّد ہیں حضرت مجدّد علیہ الرحمۃ خود فرماتے ہیں کہ "اے فرزند ایں آں وقتیست کہ در امم سابقہ دریں طور وقتیکہ پُر از ظلمت است پیغمبر اولوالعزم مبعوث میگشت واحیائے شریعت جدیدہ میکرد الخ" کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ان سنہری الفاظ کی موجودگی میں بھی ہماری تحریر کو اپنی طبعزاد زیادتیوں پر محمول سمجھا جاتا ہے ساتھ ہی اس کے ان کج فہموں کا کمالات مجدّدیہ رح کو کمالات رسالت و نبوت کا وارث یا مظہر اتم نہ سمجھنا گویا آفتاب نصف النہار سے انکار کرنا ہے کیونکہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح خود فرماتے ہیں کہ "از عین الیقین وحق الیقین چہ گوید و اگر گوید کہ فہم کند کہ در باید ایں معارف از حیطۂ ولایت نیست۔ ارباب ولایت در رنگ علمائے ظواہر در ادراک آں عاجز اند و در درکِ آں قاصر۔ ایں علوم متقبس از مشکوٰۃ انوار النبوت اند (علی اربابہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ) کہ بعد از تجدید الف ثانی بہ تبعیت و وراثت تازہ گشتہ اند و بطراوت ظہور یافتہ صاحب ایں علوم و معارف مجدّد ایں الف است۔"

یعنی عین الیقین وحق الیقین کی نسبت کیا کہوں۔ اگر کہوں تو سمجھنے والا اور مطلب تک پہنچنے والا کون ہے۔ یہ معارف ولایت کے احاطہ سے باہر ہیں جسطرح علمائے ظاہر ان معارف کے سمجھنے سے عاجز ہیں۔ اسی طرح صاحب ولایت اصحاب بھی ان کو نہیں سمجھ سکتے۔ یہ علوم شمع انوار نبوت سے لئے گئے ہیں (اسکے صاحبوں پر صلوٰۃ اور سلام ہو) جو تبعیت اور وراثت سے دوسرے ہزار برس کی تجدید کے بعد تازہ ہوئے ہیں۔ ان علوم اور معارف کا صاحب اس دوسرے ہزار سال کا مجدد ہے۔" یعنی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح فرماتے ہیں کہ شکر ایں نعمت عظمےٰ بکدام زبان بجا آرد کہ حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ مافقیر را بعد از تصحیح عقیدہ بموجب آرا اہلسنّت و جماعت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم بسلوک طریقہ علیہ نقشبندیہ مشرف ساخت واز مریدان و متبعان ایں خانوادہ بزرگ گردانیدہ نزد فقیر یک گام دریں طریقہ زدن برابر بہزار گام طریق دیگر است۔ راہے کہ بکمالات نبوت بطریق تبعیت و وراثت کشادہ میشود مخصوص بایں

طریق عالی است منتہائے طرق دیگر تا نہایت کمالات ولایت است از انجا راہے بکمالات نبوت نکشادہ انداز ینجاست کہ ایں فقیر در کتب رسائل خود نوشتہ کہ طریق ایں بزرگواں طریق اصحاب کرام است علیہم الرضوان۔ چنانچہ اصحاب کرام بطریق وراثت از کمالات نبوت حظّ وافر گرفتہ اند منتہیانِ ایں طریق نیز ازاں کمالات بطریق تبعیت کامل نصیبے یابند" الخ

اولیائے متقدمین کی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی نسبت پیشنگوئیاں

(۱) مقامات حضرت شیخ الاسلام احمد جام رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے کہ میرے بعد سترہ آدمی احمد نام پیدا ہونگے اور ان میں سب سے پچھلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہزار سال بعد پیدا ہوگا اور بعد از اصحاب کرام وہ امت کے تمام اولیاء سے افضل ہوگا۔

اس مبارک اور سچی پیشنگوئی میں ایک عجیب و غریب نکتہ ہے۔ یعنی اس پیشنگوئی سے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی باطلہ کی کھلے طور پر تردید ہو رہی ہے۔ کیونکہ حضرت شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے پچھلا یعنی سترھواں احمد حضور سرور کائنات سے ہزار سال بعد پیدا ہوگا مگر مرزا قادیانی تیرھویں صدی میں پیدا ہوا ہے اس لئے مرزا قادیانی کا دعوےٰ ہرگز پایۂ صداقت کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور مذکورہ احمدوں میں اسکا اپنے آپ کو شمار کرنا سخت غلطی ہے۔

کتاب رموز العاشقین میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ الاسلام احمد جام رح کے دست مبارک پر تا دم حیات (ظاہری) چھ لاکھ آدمیوں نے بیعت کی ہے ایک دن آپکے صاحبزادہ حضرت شیخ ظہور الدین رح نے آپ سے دریافت فرمایا کہ ہم نے مشائخ کرام کے حالات کئی دوسری کتابوں میں دیکھے ہیں لیکن جو واقعات کا انکشاف آپ پر ہوتا ہے کسی اور پر ہوتے نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے جس قسم کی ریاضت کسی ولی کی سنی یا دیکھی اس پر عمل کیا۔ خداوند تبارک و تعالیٰ نے جسقدر کہ ان سب اولیاء کو عطا فرمایا وہ تمام مجھکو عنایت کیا لیکن آج سے چار سو سال

بعد ایک شخص احمد نام پیدا ہوگا کہ جسمیں عنایات ایزدی کے آثار اولین جیسے ہوں گے مخلوق خدا اُسے دیکھے گی اور کہے گی کہ ھذا من فضل ربی اولیائے اولین اور آخرین کے کمالات اس کو دیئے جائیں گے۔

اب آپ دیکھیے کہ حضرت شیخ الاسلام احمد جامؒ کی پیشگوئی کس آن بان اور صداقت کا سہرا پہنے ہوئے پوری ہوئی یعنی حضرت شیخ الاسلامؒ نے ۵۳۶ھ میں وفات پائی اور ولادت باسعادت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ دسویں صدی میں واقع ہوئی اس حساب سے بموجب پیشگوئی پورے چار سو سال کے بعد حضرت امامؒ کی ولادت ہوئی۔

(۲) ایک روز حضرت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کسی جنگل میں مراقبہ فرماتے تھے کہ دفعۃً آسمان سے ایک نور عظیم ظاہر ہوا جس سے تمام کائنات منور اور نورانی ہو گئی اور یہ نور ساعت بساعت بڑھتا گیا اور اس نور سے امت مرحومہ کے اولیائے اولین اور آخرین نے روشنی حاصل کی حضرت نے تامل فرمایا کہ اس مثال میں کسی صاحب کمال کا وجود باجود مشاہدہ کرایا گیا ہے۔ الغرض ہوا کہ اس نور کا صاحب وہ عزیز امت ہے جو پانسو سال بعد ظہور فرماکر حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی تجدید کریگا جو اس کی صحبت سے فیضیاب ہوگا وہ سعادتمند ہوگا اور اس کے فرزند و خلفاء بارگاہِ احدیت کے صدرنشینوں میں سے ہیں اس واقعہ کے مشاہدہ کے بعد حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خرقہ اتارا اور اپنے خلیفہ اعظم کو امانتاً سپرد فرماکر ہدایت فرمائی کہ یہ خرقہ بحفاظت تمام رکھا جائے اور جسوقت اسکا اصلی وارث ظاہر ہو اسکے پیش کیا جاتے۔ سپردوار جس شخص کی نوبت وہاں تک پہنچے وہ اس سے استفاضہ اور اسکی عزت کرے اور ہماری طرف سے یہ تحفہ سلام پیش کرے

(۳) مقامات شیخ خلیل اللہ بدخشی میں مذکور ہے کہ ایک دن شیخ نے فرمایا کہ سبحان اللہ سلسلۂ خواجگان نقشبندیہ میں ایک عزیز ہندوستان پیدا ہوگا جو امت کے اولیاء میں شان فضیلت رکھتا ہے مگر افسوس کہ اسوقت ہم نہ ہونگے۔ پھر ایک خط نیازمندانہ انداز سے لکھا اور اپنے خلیفہ

کے سپرد کیا اور کہا کہ حضرت کے پیش کریں۔ چنانچہ خواجہ عبدالرحمن بدخشی رح نے حضرت امام ربانی کی تجدید قیومیت کی خلعت ہونے کے دسویں سال گذرنے پر وہ خط خدمت میں پیش کیا۔ حضرت نے فرمایا شیخ خلیل اللہ رحمۃ اللہ امت کے مشائخ کبار میں نظر آتے ہیں۔

منجموں کی پیشنگوئیاں

خان اعظم جو اکبر کے خاص ارکان سلطنت میں سے تھا۔ اکبر کے جور و تعدی سے تنگ آکر نجومیوں اور اختر شناسوں کو جمع کیا اور مضطرب ہو کر واقعات آئندہ کی نسبت دریافت کیا انہوں نے چالیس روز کی مہلت چاہی اور اس مہلت گزرنے کے بعد سب نے متفق ہو کر کہا کہ ہم نے اپنے علم میں خوب غور کیا اور اوضاع فلکی سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب ایک مرد خدا پیدا ہوگا جسکی توجہ کی برکت سے دین اسلام تازگی پائیگا اور کفر نیچا دیکھیگا ملحد لوگ نگونسار ہونگے اسکا طریق مثل اصحاب حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوگا اور ہزار دیں سال میں دین اسلام کو تازہ رونق دیگا۔ منجملہ ان کے ایک نجومی نے بیان کیا کہ تین روز سے ایک ستارہ نکلتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے نکلتا تو اس سے ایک نبی اولوالعزم صاحب شریعت کی بعثت کا استدلال کیا جاتا۔ چونکہ اس امت میں بعد ختم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر کا ہونا محال ہے اس لئے اس ستارہ کے خواص سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب ایک شخص پیدا ہوگا جو ترویج دین کے خواص میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہوگا اور ایک اولوالعزم نبی کا قائم مقام ہو کر باطل مذاہب کی بیخکنی کریگا۔ اور شریعت مصطفویہ صلعم کو تازگی بخشے اور اسکا طریق سنت نبویہ کے مطابق ہو پس اسی دن سے خان اعظم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح کا معتقد ہوا اور ان کے عہد مسعود کا منتظر تھا۔ چنانچہ بعد میں خود ایک واقعہ دیکھنے کے بعد تجدید کے دوسرے سال خدمت بابرکت میں مشرف ہوا۔

حالات بوقت ولادت

حضرت امام کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ میرے فرزند ارجمند احمد پیدا ہوئے تو ایک دن میں مستغرق الحال ہوئی کیا دیکھتی ہوں کہ ہمارے گھر میں کُل اولیائے امت جمع ہیں ان میں سے ایک نے کہا کہ دوستو شیخ احمد کی زیارت کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اولیائے اوّلین وآخرین کے کمالات اس میں جمع کئے ہیں اور اپنا خزینۃ الرحمۃ بنایا ہے۔

(۲) حضرت مخدوم یعنی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح کے والد ماجد کے پیروں میں سے شیخ عبد العزیز رح خلیفہ حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد کی ولادت باسعادت کے وقت سرہند شریف میں موجود تھے فرماتے ہیں کہ اس دن ہم نے عجیب کیفیت دیکھی۔ فرشتوں کی فوجیں کعبہ مطہرہ میں اتر رہی ہیں اور وہاں سے سرہند شریف کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں ہزاروں نورانی علم کعبہ پر لگا رہے ہیں۔ بام پر ایک آواز دینے والا پکار رہا ہے کہ اے لوگو! آج رات ملک ہند میں ایک اللہ کا محبوب پیدا ہوا ہے کہ خداوند تعالیٰ اس کے ذریعہ سے دین اسلام کو عزت بخشیگا۔ بدعت اور گمراہی کو جڑ سے اکھیڑ دیگا اور سنت مصطفویہ کو تازہ کرے گا۔

(۳) حضرت شیخ ابوالحسن چشتی رح جو اس وقت ایک عزیز الوجود بزرگ تھے وہ بھی شب ولادت حضرت مجدد الف ثانی رح کو سرہند شریف میں موجود تھے وہ فرماتے ہیں کہ ولادت کی رات میں نے ایک واقعہ دیکھا کہ شہر میں امت کے تمام اولیاء جمع ہوئے۔ ان میں ایک ممبر رکھا گیا ایک بزرگ نے ممبر پر چڑھکر فرمایا کہ لوگو تمکو مبارک ہو آج رات ایک شخص پیدا ہوا ہے جسکی روح پاک کو حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہزار سال تک اپنی کنار عاطفت میں پرورش

فرمایا ہے جو کمالات اب تک کہ اولیاء کو فرداً فرداً ملے تھے ان کو ایک ہی مرتبہ عطا کر کے اپنے کمالات کا مظہر بنایا ہے۔

چنانچہ حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی رح کی ولادت باسعادت ۱۴ ماہ شوال ۹۷۱ھ بروز جمعۃ المبارک آدھی رات گذرنے پر بوقت تہجد ہوئی حضرت کی ولادت کا مادہ تاریخ لفظ خاشع ہے شمسی حساب سے اسوقت آفتاب خانہ حمل میں مشرف تھا جو آفتاب کے منازل سے اعلےٰ ہے۔ بموجب الہام و بشارات حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم آپ کی کنیت ابوالبرکات اور لقب شریف بدرالدین اور اسم شریف شیخ احمد رکھا گیا۔

شجرۂ نسب

حضرت امام[۱] ربانی مجدد الف ثانی[۲] بن مخدوم شیخ عبدالاحد[۳] بن شیخ[۴] زین العابدین[۵] بن شیخ عبدالحیی[۶] بن شیخ محمد[۷] بن شیخ حبیب[۸] اللہ بن امام رفیع الدین[۹] بن شیخ نصیر الدین[۱۰] بن خواجہ سلیمان بن خواجہ یوسف[۱۱] بن خواجہ اسحٰق[۱۲] بن خواجہ عبید اللہ[۱۳] بن خواجہ شعیب[۱۴] بن خواجہ احمد[۱۵] بن خواجہ یوسف[۱۶] بن فرخ شاہ[۱۷] بن خواجہ نصیر الدین[۱۸] بن خواجہ مسعود[۱۹] بن خواجہ محمود[۲۰] بن خواجہ سلمان بن خواجہ مسعود[۲۱] بن خواجہ عبداللہ[۲۲] بن خواجہ ابوالفتح[۲۳] بن خواجہ اسحٰق[۲۴] بن خواجہ ابراہیم[۲۵] بن خواجہ ناصر الدین[۲۶] بن عبداللہ[۲۷] بن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم

زمانۂ طفولیت

آپ ایامِ طفولیت میں کبھی ننگے نہیں ہوئے۔ اگر پیشاب یا پاخانہ کی ضرورت کیلئے برہنہ کئے جاتے تو بعد فراغت فوراً خود کپڑا لے لیتے تھے۔ آپ کا جسم مبارک یا کپڑا کبھی نجاست آلود نہیں ہوا اور نہ ہی کبھی آپ نے گریہ زاری کی۔ ہر وقت خنداں و فرحاں رہتے تھے۔ اگر دن رات آپ کو دودھ نہ دیا جاتا تو اسکی خواہش سے نہ روتے تھے۔ ایام

رضاعت میں بیمار ہوگئے۔ اتفاقاً حضرت شاہ کمال قادریؒ سرہند شریف میں موجود تھے۔ آپ کے والد ماجد علاج روحانی کے لئے حضرت شاہ صاحب کیخدمت میں آپ کو لے گئے۔ شاہصاحب دور ہی سے اس محبوب کو دیکھکر تعظیم کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ آپکے والد ماجد حضرت مخدوم صاحبؒ کو اس غیر معمولی تعظیم پر تعجب ہوا۔ اور بحالت استعجاب استفسار فرمایا کہ حضور کس کی تعظیم کے لئے استادہ ہوئے ہیں۔ تو حضرت شاہصاحب نے فرمایا کہ ہم اس صاحبزادہ کی تعظیم کے لئے اٹھے ہیں اور وہ دن قریب ہے کہ یہ محبُوب آفتاب ہوگا۔ اور اپنے تجلیات ارشاد سے ایک عالم کو از مشرق تا مغرب منور و تاباں کریگا۔ اسکی ہدایت اور ارشاد کی تابندہ شعاعیں قیامت تک جلوہ نما رہیں گی۔ ہاں وہ یہی محبوب ہے کہ جسکے وجود مسعود کی خبر امت کے تمام اولیائے کرام و صوفیائے عظام دیتے آئے ہیں۔ باخبر لوگ ابتک اسکی بعثت کے منتظر اور چشم براہ رہے ہیں۔ یہ کہکر حضرت شاہصاحب نے اپنی زبان پاک حضرت کے دہن مبارک میں دی۔ آپنے شاہصاحب کی زبان چوسی تو شاہصاحب نے حضرت ممدوح سے فرمایا کہ لیجئے صاحبزادہ نے اپنی زبردست روحانی طاقت سے طریقہ قادریہ کی تمام نعمت صرف زبان کے راستہ سے ہی حاصل کرلی ہے۔ جب کبھی شاہصاحب سرہند شریف تشریف لاتے تو حضرت امامؒ کے حق میں بشارات عظیمہ بیان فرماتے۔

ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ جس زمین پر ایسے محبوب پاک کی ولادت باسعادت ہوئی ہے اوسکی فضیلت و عظمت اور اوسکے حالات سے اپنے ناظرین کو آگاہ کریں۔

سرہند شریف

سر بمعنے شیر۔ رند بمعنے جنگل۔ گویا مجموعی معنے نیستان شیر یا شیروں کا جنگل ہوئے واقعی تصویر قدامت کہہ رہی ہے۔ کہ جس جگہ اب شہر آباد ہے کسی زمانہ میں یہاں ایک خوفناک جنگل تھا جو شیروں کا مسکن ہوگا۔ اسی مناسبت اور تطابق سے شہر کا نام سہرند

قرار پایا۔ اور سکوّں میں یہی نام استعمال پذیر ہوا۔ اور اب تغیرات اور انقلاب کے باعث بگڑ کر سرہند ہو گیا۔

سلطان فیروز شاہ تغلق کے عہد میں پایۂ تخت دہلی کو خزانہ لئے جا رہے تھے جب خزانہ اس وحشتناک جنگل میں جہاں اب سرہند شریف ہے پہنچا تو خزانہ کے ہمراہیوں میں ایک صاحب کشف کو معلوم ہوا کہ حضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے ہزاویں سال گذرنے پر ایک شخص اس جگہ پیدا ہوگا جو مجدد امت ہوگا اور امام ربانی مجدد الف ثانی کے نام سے پکارا جائے گا۔

خزانہ شاہی کے سب ہمراہی اس باخدا صاحبدل کے عقیدت مند اور مخلص مرید تھے اس نے اس جگہ اس شہر کی بنیاد رکھنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ جملہ معتقدین نے بصد ادب عرض کیا کہ آپ کا ارشاد بسر و چشم منظور ہے۔ لیکن اس کام کی خصوصیات کسیقدر شاہانہ امداد کے ساتھ وابستہ ہیں ہمارے خیال میں اگر سلطان فیروز شاہ کے پیر یعنی حضرت جلال الدین مخدوم جہانیاںؒ بادشاہ سے فرماویں تو بادشاہ اس کام کو نہایت خوش اسلوبی سے برسر تکمیل پہنچا دے گا۔

الغرض سید مخدومؒ کی خدمت میں اس کے متعلق درخواست کی گئی اور اس صاحبدل کا مکاشفہ بھی بیان کیا گیا۔ حضرت مخدومؒ نے بادشاہ کو اسجگہ شہر آباد کرنیکو بتاکید فرمایا سلطان نے اپنے شیخ کا حکم بسر و چشم منظور کیا اور امام رفیع الدین کے برادر اکبر یعنے خواجہ فتح اللہؒ کو جو وزیر اعظم تھے۔ اس کام پر متعین کیا۔ اور خواجہ صاحب دو ہزار سوار ہمراہ لیکر پہنچے اور جنگل میں ایک بلند جگہ دیکھکر بنیاد ڈالی۔ یہ شہر دار الخلافہ شاہ جہان آباد سے ۳۷ فرسنگ جانب شمال واقع ہے۔ اور لاہور سے ۳۳ فرسنگ مشرق کی طرف کابل سے سرہند کا فاصلہ ۱۲۵ فرسنگ ہے۔

سرہند شریف روئے زمین کی اقلیم ثالث میں مرکز عالم پر واقع ہے اور حرمین شریفین بھی اقلیم ثالث میں ہے۔ اس لئے سرہند شریف اور حرمین شریفین کو آپسمیں مناسبت تامہ

ہے حضرت امام ربانی رح سرہند شریف کی علو شان کی نسبت حسب ذیل مترجمہ عبارت مکتوبات شریف تحریر فرماتے ہیں:-

"عنایت خداوندی و بتصدیق حبیب خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم شہر سرہند گویا میری زندگانی کی جگہ ہے اور میرے لئے ایک گہرا تاریک کنواں ایک راستہ میں تھا اوسکو پر کیا گیا اور اسے بلند کر کے اکثر شہروں پر اسے فوقیت بخشی گئی۔ اور اس میں ایک نور امانت رکھا گیا کہ جو بے صفتی اور بے کیفی کے نور سے اقتباس کیا گیا ہے۔ جیسا کہ بیت اللہ کی زمین میں نور چمک رہا ہے۔ فرزندی اعظمی خواجہ محمد صادق اکابر اولیاء کے وصال سے چند ماہ قبل اس نور کو اس فقیر پر ظاہر کیا گیا۔ اور اُس زمین کے گوشہ میں فقیروں کے نشانات سکونت دکھا دیئے گئے۔ اور ایک نور درخشاں مشاہدہ کرایا گیا۔ جو کیفیتوں سے منزہ و مبرّا تھا تو آرزو پیدا ہوئی کہ یہ زمین میرا مدفن ہو اور وہ نور میری قبر پر چمکے۔ اور اس بات کو فرزندی اعظمی پر جو کہ صاحب اسرار تھا ظاہر کیا۔ اتفاقاً فرزندی مرحومی اس دولت پر سبقت لے گیا اور پردہ خاک میں چھپ کر دریائے نور میں مستغرق ہوا۔ اور یہ بھی اس شہر معظم کی بزرگی اور شرافت میں سے ہے۔ کہ فرزندی اعظمی جو کہ اکابر اولیاء اللہ میں سے ہے اس جگہ استراحت فرما ہے۔ ایک عرصہ کے بعد ظاہر ہوا کہ وہ نور امانت کردہ فقیر کے انوار قلبیہ کی ایک چمک ہے جس سے وہ جگہ روشن کی گئی ہے جیسے ایک چراغ جو مشعل سے روشن کیا جاتا ہے قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللَّهِ (کہدے ہر ایک نور ذات باری کی طرف سے ہے۔ جو آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے)"۔

اللہ اللہ! کیا نورانی شان اور اعلیٰ مرتبہ ہے۔ سرہند شریف کے متعلق حضرت ایک اور جگہ مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ "تخم بخارا اور سمرقند سے لاکر ہند کے اُس خطہ میں بو یا جس کا مایہ یثرب اور بطحا کی خاک سے ہے اور فضل کے پانی سے مرتب کیا جب کشتکاری ہو چکی تو اوسکو علوم و معارف کا پھل دیا" حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم بھی اس

شہر پاک کی نسبت اپنے (۸۰) مکتوب جلد اول میں فرماتے ہیں " آج سرہند بباعث کثرت فیوض وانوار وظہور اسرار کی بہتانت کے ہند اور غیر ہند کا رشک بن رہا ہے۔ اوسکو ہند میں سے نہیں سمجھنا چاہیئے۔ وہ ولایت کا دریچہ ہے ولایت کی جمع کی ہوئی خاک ہے اور محبت کا مادہ اسکی طبیعت میں افسون کے ساتھ ملا دیا گیا ہے۔"

اور صاحب روضۃ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ احمد علیہ الرحمۃ کے دو خارق اعظم صفحۂ ہستی پر رہ گئے ہیں۔ ایک تو آپ کے مکتوبات شریف دوم آپ کی اولاد پاک۔ اگر زیادہ آپ کے حالات کی ضرورت ہو تو رسالہ مقامات امام ربانی اردو مطبوعہ دہلی میں پڑھو۔ آپ کی ولادت باسعادت بتاریخ ۱۴ ماہ شوال ۹۷۱ھ روز جمعہ ہے۔ اور وفات شریف بروز سہ شنبہ بتاریخ ۲۰ ماہ صفر ۱۰۳۴ھ ہوئی عمر شریف آپ کی ۶۳ برس ہے۔ مزار شریف آپکا سرہند شریف میں ہے۔ مادہ تاریخ ولادت اشرف فقیر (۹۷۱ھ) ہے۔ مادہ تاریخ وفات احمد صراط المستقیم (۱۰۳۴ھ) ہے۔

۱۲- ذکر مبارک حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ - یہ حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ ہیں۔ آپ کمالات ظاہری و باطنی میں یکتا اور جذب و عشق میں بے نظیر تھے۔ آپ دراصل سمرقند وکابل کے ہیں۔ آپ والد کیطرف سے شیخ عمر باغستانی تک نسبت آبائی رکھتے ہیں۔ اور علم ظاہری مولانا محمد صادق حلوانی سے حاصل کیا ہے اور خواجہ بہاؤ الدین مشکلکشا نقشبند علیہ الرحمۃ سے نسبت اویسی رکھتے تھے اور روحانی طور سے حضرت عبید اللہ احرار سے بھی استفادہ حاصل کیا۔ اور بیعت وارادت حضرت مولانا محمد امقندا مکنگی سے ہے۔ آپ ہر روز بعد از نماز عشا تہجد تک دو قرآن کریم کا ختم فرماتے اور بعد از نماز تہجد نماز صبح تک ۲۱ بار سورہ یٰسین تلاوت فرماتے۔ بعد ازاں کہا کرتے کہ رات کو کیا ہو گیا کہ جلدی گذر گئی ہے۔ آپکے خوارق وکرامات بیشمار ہیں چنانچہ خزینۃ الاصفیا

و تذکرۃ الاولیا و تذکرۃ الاصفیا میں مندرج ہیں۔

نقل ہے کہ ایک دن آپنے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ شروع کی۔ چونکہ امام کے پیچھے الحمد وغیرہ کا پڑھنا سخت منع بلکہ نماز کے ٹوٹنے کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا حضرت سیدنا و مرشدنا وہادینا سراج الائمہ امام الامۃ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر فتوح اسی وقت حاضر ہوئے اور فرمایا کہ اے باقی باللہ ہمارے مذہب (حنفی) میں بڑے بڑے اولیاء و علماء و صلحاء و محدثین و مفسرین داخل ہیں انہوں نے باتفاق امام کے پیچھے پڑھنا ترک کر دیا ہے۔ اسی واسطے تم کو بھی قرأۃ خلف امام ترک کرنا چاہیئے۔ بس آپنے قرأۃ امام کے پیچھے ترک کردی۔

نقل ہے کہ شیخ چاند مرض عنیت (نامردی) میں مبتلا تھے۔ آپ نے اوسکو سینہ سے لگا کر توجہ دی وہ مرض خدا نے دور کر دیا۔

نقل ہے کہ ایک لڑکا جوان قلعہ پر سے گر کر مر گیا۔ آپنے فرمایا کہ مرا نہیں ہے ضعف سے ایسا ہو گیا ہے۔ آپ کے حجرہ مبارک میں اوسکو لائے تو آپ نے تھوڑی دیر بعد اوسکو ہاتھ پکڑ کر باہر لائے اور فرمایا کہ دیکھو مرا نہیں ہے۔ وفات آپکی بروز دوشنبہ ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ میں ہوئی اور عمر شریف آپکی چالیس سال ہے۔ مزار شریف آپکا شہر دہلی بیرون دروازہ متصل قدم شریف ہے۔ مادۂ تاریخ غیبب (۱۰۱۲ھ) ہے۔

۱۳۔ ذکر مبارک حضرت مولانا محمد مقتدای رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ آپ کا نام مبارک مولانا محمد مقتدای ہے۔ آپ فرزند ارجمند و خلفاء حق پسند خواجہ درویش محمدؒ صاحب سے ہیں۔ تربیت ظاہری و باطنی اپنے والد بزرگوار سے پائی فکر و ذکر عبادت و ریاضت میں از حد ساعی و کوشاں تھے اور بتیس برس تک اپنا احوال چھپاتے رہے آپ نے قبل از رحلت ایک خط بنام خواجہ باقی باللہ صاحب تحریر فرمایا جسکے آخر میں یہ دو

ا؎ اس مسئلہ کو ہم نے رسالہ ضرب شدید بر جگر منکر تقلید میں مفصل بیان کیا ہے وہ بلا قیمت تقسیم ہوا۔ ۱۲

ببیت درج تھے۔

زماں تا نہ ماں مرگ یاد آیدم — ندانم کنوں تا چہ پیش آیدم
جدائی مبادا مرا از خدا — دگر ہر چہ پیش آیدم شایدم

آپ کے حالاتِ کرامات نہایت عجیب وغریب ہیں۔

(۱) ایک دفعہ تین آدمی آپ کیخدمت میں امتحان کرامت کے لئے آئے ہر ایک نے اپنے اپنے دل میں جو کچھ سوچا تھا وہی آپ نے بیان فرمادیا اور نصیحت فرمائی کہ اس گروہ صوفیہ کا حال مختلف ہوتا ہے۔ ان کے پاس بہ نیت امتحان نہ آنا چاہیئے کیونکہ اس کو بے ادبی کہتے ہیں بے ادب آدمی فیض وبرکت سے محروم رہتا ہے۔ انکی زیارت خالصاً للہ کرنی چاہیئے

از خدا خواہیم توفیق ادب — بے ادب محروم ماند از فضل رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد — بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
ہیچ قومے راخدا رسوا نہ کرد — تا دلِ مرد خدا نامد بدرد

(۲) ایک دن عبداللہ خان والی توران نے آپ کو خواب میں دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں کمر بستہ کھڑے ہیں۔ صبح کو دیکھکر پہچان لیا اور بہت معتقد ہوا۔ وفات شریف آپ کی بقول صاحب روضۃ السلام ۲۲ شعبان ۱۰۰۸ھ ہے۔ عمر شریف آپکی ۹۰ برس۔ مزار شریف شہر امکنگ میں جو کہ مقامات سمرقند میں ہے۔ مادۂ تاریخ وفات شیخ زمان (۱۰۰۸ھ) ہے۔

۱۴ ذکر مبارک حضرت درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ اسم شریف آپ کا درویش محمدؒ ہے آپ حضرت مولانا زاہد محمدؒ کے اصحاب نامدار وخلفاء کبار سے ہیں۔ آپ بصفت علم ظاہری وباطنی متصف تھے اور جود وسخا کی صفت سے خاصتہً موصوف تھے۔ صاحب تذکرۃ الاصفیاء فرماتے ہیں کہ خواجہ درویش محمدؒ صاحب قبل از بیعت ۱۵ برس مجاہدہ ریاضت وتفرید میں رہے۔ ایک دن آپ کو بھوک لگی اور بیقرار ہو گئے اور

آسمان کی طرف متوجہ ہوئے۔ اسی وقت حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا
کہ صبر و قناعت مطلوب ہے تو بہتر ورنہ مولانا زاہد محمدؒ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ وہ
آپ کو تعلیم صبر وغیرہ فرما دیں گے پس بمجرد اس فرمان کے آپ زاہد محمدؒ صاحب کیطرف
روانہ ہو کر حاضر خدمت ہوئے اور تکمیل کو پہنچے۔ وفات آپ کی ۱۹ محرم ۹۷۰ھ میں ہوئی
اور روضہ مبارک آپ کا موضع اسفرا علاقہ شہر بستر آباد میں ہے۔ مادہ تاریخ وفات آپ
کا مست عشق (۹۷۰ھ) ہے۔

۱۵ ذکر مبارک حضرت خواجہ زاہد محمد رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ آپ خلفائے عظیمہ خواجہ احرارؒ سے ہیں۔ علم ظاہری باطنی میں خوب حصہ وافر
رکھتے تھے۔ فقر و تجرید و توحید و ورع میں مقامات عالیہ پر تھے۔ قبل از حاضر ہونے خدمت خواجہ
کے کئی سال عبادت و ریاضت میں خرچ کئے بعد از مجاہدہ کثیرہ کے آپ کو خواب میں اشارہ
ہوا۔ آپ اپنی جگہ سے بہ نیت ارادت و بیعت بطرف خواجہ روانہ ہوئے۔ جب نزدیک پہنچے
تو خواجہ احرارؒ نے بھی بنور باطن اس واقعہ پر اطلاع پاکر گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے مکان سے نکلے
راستہ میں ہر دو حضرات کا اتفاق ہوا۔ آپس میں مصافحہ و معانقہ کیا۔ ایک درخت سایہ دار
کے نیچے بیٹھے اور خواجہ صاحب نے مولانا زاہد صاحب کو بیعت سے مشرف کیا اور سوائے
اس ایک صحبت و ملاقات کے بار دیگر ملاقات نہیں ہوئی۔

شیخ شرف الدین صاحب روضۃ السلام میں فرماتے ہیں کہ مولانا زاہد محمدؒ حضرت
خواجہ یعقوب رحمۃ اللہ علیہ کے اقرباء سے ہیں۔

وفات شریف آپ کی غرہ ربیع الاول ۹۳۶ھ میں ہوئی۔ اور مزار پاک
موضع وخش ہے۔ مادہ تاریخ وفات فیض الٰہی (۹۳۶ھ) ہے۔

ذکرِ مبارک حضرت ناصرالدین بن محمود بن شہاب الدین احرارؒ

فائدہ۔ نام آپ کا ناصرالدین بن محمود بن شہاب الدین احرار ہے۔ آپ اولاد امجاد خواجہ محمد باقی بغدادی سے ہیں۔ ابتدا میں ولایت شاش میں متوطن رہے۔ آپ ولی مادر زاد تھے آپ کی والدہ ماجدہ اولاد شیخ عمر یاغستانی سے تھی جو کہ دیہات نواح تاشقند سے تھے۔ اور نسبت آپ کی بطریق شیخ عمر یاغستانی سولہ ۱۶ واسطہ سے حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب تک پہنچتی ہے۔ آپ کی والدہ خواجہ محمود شاشی کی دختر ہے۔ بہت سے مشائخین وقت سے فیض پایا۔ آپ کی کرامت کا تذکرہ مفصل خزینۃ الاصفیا و سفینۃ الاولیا و تذکرۃ الاولیا میں ہے۔ ازانجملہ کچھ عرض کرتا ہوں۔

(۱) جس وقت مولانا عبدالرحمٰن جامی سے آپ نے اپنے مرید ہونے کی اور حضرت مولانا چرخی کی شکل نورانی میں ظاہر ہونے کی بیان فرمائی تو آپ بھی خواجہ احرار بطریق خلع و لبس انکی روبرو ایسی نورانی شکل میں ظاہر ہے کہ جو مولانا جامی کے محبوب تھے۔

(۲) خواجہ ہندو ترکستانی آپ کے مرید ایک ہوا میں اڑتے تھے۔ آپنے یہ حال گستاخی آمیز دیکھکر ان کا سب حال چھین لیا۔ بہت عاجزی کی مگر نہ دیا۔ تب اُنھوں نے آپ کو اکیلا پاکر مارنا چاہا تو لپک کر حملہ کیا اور چھری مارنے کا قصد کیا۔ آپ اسی وقت ایک چرواہے جنگلی کی شکل بنکر ظاہر ہوئے وہ حیران رہ گئے۔ چھری اسکے ہاتھ سے چھین لی اور پھر اصلی صورت میں نمودار ہوئے اور فرمایا کہ اب بتا تیرا کیا حال کروں وہ قدموں میں گر پڑا۔ آپ نے خطا معاف کر کے جو کچھ چھین لیا تھا واپس عنایت کیا۔

(۳) شیخ ابو سعید جو آپ کے معتقدوں میں سے تھے ایک عورت جمیلہ پر ایک روز اپنے مکان پر ہاتھ ڈالنا چاہتے تھے۔ ناگاہ حضرت خواجہ احرار کی آواز سُنی کہ اے ابو سعید یہ کیا کرتا ہے ابو سعید یہ سنتے ہی تھرا گئے اور اوس کام سے باز رہے۔

(۴) آپ کے کچھ خدام بازار گئے۔ وہاں ایک صاحب جمال کو ایک شخص دیکھنے لگا تھا تو اوروں نے منع کیا۔ تو اوس نے کہا کہ میں بنظر شہوت نفس نہیں دیکھتا۔ جب آپ کے پاس وہ آیا تو آپ نے آتے ہی پہلے فرمایا کہ میں تو ابتک نفس کے مکروخطرہ سے بیڈر نہیں ہوں۔ تو آپ ایسے کب سے ہو گئے کہ بدون شہوت نفس کے دیکھتے۔ وہ ازحد شرمندہ ہوا۔ آپ بہت ہی اشراف خواطر رکھتے تھے۔ جو جو خطرہ کسی کے دل پر گذرتا آپ اوسکو پکڑ لیتے اور فرما دیتے تھے کسی کی مجال نہ تھی کہ آپ کے پاس بیٹھکر کسی طرح کا خطرہ جی میں لاوے۔

ولادت آپ کی ماہ رمضان ۸۰۶ھ اور مادۂ تاریخ "تاج عارفاں" ۸۰۶ ہے اور وفات آپکی بروز ہفتہ ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ میں۔ مادۂ تاریخ وفات "مرشد عارف" ۸۹۵ھ ہے عمر شریف آپکی ۸۹ سال ہے اور مزار مبارک شہر سمرقند میں ہے۔

۱۷۔ ذکر مبارک حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ آپ اصحاب اجلہ میں سے ہیں اور خلفاء مقبولۂ نقشبند علیہ الرحمۃ سے ہیں آپ علوم ظاہری و باطنی سے ممتاز و بہرہ یاب تھے۔ ابتداء میں کچھ حصہ طالب علمی کا ہرات و مصر میں گذرا بعد از تحصیل علوم ظاہری بخدمت فیضدرجت حضرت خواجہ بزرگ نقشبند علیہ الرحمۃ حاضر ہوئے جب بخارا شریف میں بغرض تکمیل علم باطنی وخزائن پہنچے تو اول قرآن شریف سے فال کھولا یعنی جس نیت سے میں آیا ہوں وہ ہوگی یا نہیں۔ مصحف پاک کھولا تو سر ورق سطر اول پر یہ آیۃ کریمہ نظر پڑی۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ۔ پس اس آیت سے اشارہ محمود سمجھ کر خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں التماس بیعت وارادت کیا جناب خواجہ بزرگ نے فرمایا کہ میں اپنے آپ کوئی کام نہیں کرتا۔ آج استخارہ کرتا ہوں اگر قبولیت ہوگئی تو بہتر ورنہ خیر۔ حضرت یعقوب فرماتے ہیں کہ یہ رات میرے پر ہزارہا مصیبتوں سے بڑھ کر تھی کوئی رات اسقدر غمگین نہیں گذری جسقدر یہ رات گذری ہے کیونکہ یہ رات گویا میری

قسمت کی معیار تھی۔ بار بار یہی اندیشہ تھا کہ خدا جانے کیا حکم ہوتا ہے۔ مقبول ہوں گا یا نہیں۔ صبح کو جب جاگ کھلی تو خواجہ صاحب نے مجھے دیکھا اور تبسّم فرما کر کہا کہ تو مقبول ہے بعد ازاں مجھے تلقین و بیعت سے سرفراز فرما کر خواجہ عطار کے سپرد کر دیا اور بعد از خواجہ بزرگ حضرت عطار کے زیر سایہ عاطفت پرورش و تربیت پائی۔

نقل ہے کہ حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ جب آپ سے بیعت ہونے لگی تو آپ کے روئے مبارک پر کچھ چتیاں تھیں جس سے ان کے دل میں کچھ کراہت پیدا ہوئی۔ پس آپ کو یہ خطرہ معلوم ہوگیا اور آپ ایسے نورانی شکل میں نمودار ہوئے کہ بے اختیار انکا دل آپکی طرف کھینچا گیا اور بیعت ہو گئے۔ اس وقت خواجہ یعقوبؒ نے فرمایا کہ خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ نے مجھ کو فرمایا ہوا ہے کہ تیرا ہاتھ میرا ہی ہاتھ ہے جو کوئی تجھ سے مرید ہوگا گویا مجھ ہی سے ہوگا نام آپ کا مولینا محمدؐ یعقوب ہے۔ ولادت آپ کی موضع چرخ توابع غزنی سے ہے۔ وفات آپ کی ۸۵۱ھ ۱۵/ ماہ صفر ہے اور مزار پاک ہلغتوکہ نواح ہرات میں ہے۔ مادۂ تاریخ وفات آپ کی شمس الھدایت (۸۵۱ھ) ہے۔

۱۸۔ ذکر مبارک حضرت محمدؐ بن محمدؐ البخاری رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ نام پاک آپ کا سیّد محمدؐ بن محمدؐ البخاری ہے۔ اصلی وطن آپکا بخارا شریف ہے۔ آپ خلفاء میں سے ممتاز و سجادہ نشین ہیں۔ سوائے خلافت کے آپ کو رشتہ دامادی بھی حضرت نقشبند علیہ الرحمۃ کے ساتھ ہے۔ اس شجرہ طیّبہ میں آپکی نسبت بطور بیعت و ارادت نہیں بلکہ نسبت فیضانی ہے کہ حضرت نقشبند علیہ الرحمۃ نے بوقت وفات اپنے خدام و مریدوں کو حضرت عطارؒ کے سپرد کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض شجرات میں آپ کا نام درج ہے اور بعض میں نہیں۔ صاحب رشحات فرماتے ہیں کہ جب آپ نے وفات پائی تو اسی رات کو ایک نابینا درویش نے آپ کو خواب میں دیکھا تو عرض کی آپ کے ساتھ کیا معاملہ گذرا۔ تو آپ

نے فرمایا کہ خدا نے مجھے وہ بزرگیاں عنایت فرمائی ہیں جنکی کوئی حد نہیں لیکن ادنی اسے ادنی یہ ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ چالیس فرسنگ تک جو شخص تیرے مقبرہ کے گرداگرد مدفون ہوگا اسکو تیری طفیل بخشدیا جائیگا۔

نقل ہے کہ ایک گروہ معتزلیوں پر آپ نے نظر توجہ ڈالی تو ان کو خدا کی رویت سے جو انکار تھا وہ شک و شبہ زائل ہو گیا۔

نقل ہے کہ آپ کے ایک مرید نے کسی عورت پر نظر بد ڈالی تو جب آپ کے پاس آیا تو اس بات کا ذکر نہ کیا۔ اسکو آپ نے غصہ کی نظر سے دیکھ کر فرمایا کہ وہ بات کہو نہیں تو میں ہی بتاؤں گا۔ یہ سنکر وہ شرمندہ ہوا اور اس عورت کا ذکر بھی کر دیا اور آپ کا فیض باطنی اسقدر تھا کہ تمام اصحاب خواجہ بزرگ نے آپ سے استفاضہ لیا۔ یہانتک کہ حضرت محمدؒ پارساؒ نے بھی پھر بیعت کی۔ وفات آپکی شب چہارشنبہ کو بعد از نماز عشاء بتاریخ ۲۰ ماہ رجب ۷۰۲ھ اور مدفن مبارک موضع چغانیاں میں ہے۔ مادۂ تاریخ وفات ولی اللہ مخدوم ۷۰۲ھ

۱۹- ذکر مبارک حضرت شہنشاہ مشکلکشا خواجہ خواجگان سیدنا نقشبند بخاریؒ

فائدہ۔ آپکا اسم شریف خواجہ بہاؤالدین اور لقب نقشبند ہے۔ آپ ساوات بخارا سے ہیں۔ عرف آپکا مشکلکشا ہے آپ متبع سنت اور مطیع شریعت بطریق اعلے تھے اور سلوک و تصوف کو قرآن وحدیث کے ساتھ ساتھ موافقت کرتے اور کراتے۔ بدعات سئیہ و رسوم قبیحہ سے سخت متنفر رہتے۔ ترک دنیا۔ قطع تعلق اہل دنیا۔ تجرد کلی رکھتے۔ یاد خدا فکر حق میں ہر وقت شاغل۔ ایام سرما میں مسجد کے اندر گھاس اور گرمیوں میں بوریا بچھاتے۔ کھانے پینے کے وقت حلال طیب کے لئے بہت مبالغہ فرمایا کرتے۔ یہانتک کہ شبہات سے بھی محترز رہتے مہمان نوازی میں ایثار فرماتے۔ اگر کوئی ہدیہ یا تحفہ پیش کرتا تو بعد رفع شکوک ضرور قبول فرماتے۔ ہر معاملہ میں بے تکلف رہتے۔ آپ پہلے تو کمخواب باف تھے پھر زراعت بھی کیا کرتے

تھے۔ اپنا خاص مکان نہ رکھتے۔ نوکر چاکر نہ رکھتے بلکہ فرماتے بندگی باخواجگی راست نمی آید اگر کوئی طعام بحالت عضب یا غفلت پکایا گیا ہو اس سے بھی نہ کھاتے اور فرماتے کہ جس حالت میں طعام تیار کیا جاتے اس حالت کا اثر اس میں ہوتا ہے۔ آپکا جامہ ادنی۔ عمامہ سفید پاپوش پرانا اور کبھی کلاہ بھی پہنا کرتے۔ درویشوں کی نہایت تعظیم کرتے۔ ہر ایک دوست کے ساتھ بتواضع پیش آتے۔ آپ قطب عالم تھے اکثر آپ فرمایا کرتے۔ طریقۂ ما از نوادر است وعروۃ الوثقیٰ است مارا از فضل آوردہ اند دریں طریقہ باندک عمل فتوح بسیار است امّا رعایت سنت کارے بزرگ تراست۔ کسی نے آپ سے عرض کی کہ آپ کو کہاں اور کس طرح حاصل کروں۔ فرمایا اتّباع سنّت سے اور فرمایا جو شخص میرے طریقہ سے منہ پھیر لے اسکو دینی خطرہ ہے اور فرماتے کہ میرا مرید خواہ دور ہو یا نزدیک ہر روز اس پر مجھے اطلاع ہے۔ فرماتے کہ آئینہ ہر یک مشائخ را دو جہۃ است و آئینۂ مارا شش جہتہ است۔ اور اپنے مخلصین کو فرمایا کرتے ہرگاہ تراہمے پیش آید توجہ بما نمائے۔ آپ کو مریدوں کی سخت غیرت ہے جو شخص طریقۂ نقشبندیہ کا مخالف ہو وہ فوراً برباد و تباہ ہو جاتا ہے چنانچہ یہ تین رباعیاں خواجہ نقشبند کی شاہد ہیں

رو در صفِ دوستانِ ما باش و مترس
گر جملہ جہاں قصد وجود تو کنند

خاکِ رہِ آستانِ ما باش و مترس
دل فارغ دار و از آنِ ما باش و مترس

دیگر

ما در کشانیم نشستہ بر کوہ و درہ
پیرانِ قوی دارم و مردان سرہ

کانجا کہ پلنگ و شیر و اژ در گذرہ
ہر کس کہ بما کج نہ گردد جان نبرہ

دیگر

من دوش دعا کردم و باد آمینا
گر چشم ترا چشم بداندیش رسید

تا یہ شود آں دو چشم باد آمینا
در چشم بداندیشم باد آمینا

اور حضرت شہنشاہ مشکلکشا بارہا فرماتے۔ مقصود ما آنست کہ سلوک ما بر جادۂ مصطفویہ و متابعت سنت باشد و حق از باطل متمیز گردد۔ اور بعض دفعہ فرماتے۔ بناء طریقۂ ما بر تتبع احادیث و آثار است۔ یہی وجہ ہے کہ طریقہ نقشبندیہ کا نام طریقۂ رسولیہ صدیقیہ مشہور ہے۔ کل ترکستان بمعہ ملوک و رعایا کا اکثر طریقہ نقشبندیہ ہے کل افغانستان میں بھی فیصدی ۹۰ نقشبندی ہے اور ہندوستان میں بھی اکثر مشاہیر علماء و فضلاء کا مشرب نقشبندی ہے اور حضرت شہنشاہ مشکلکشاء نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے بعض مشائخ ترک مثل حضرت حکیم خلیل عطا صاحب وغیرہ سے بھی فیض پایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طریقۂ نقشبندیہ میں غیرت اور جوش اور شجاعت اور تصرف زیادہ تر ہے۔ آپ امام وقت ہیں۔ حضرت خواجہ عطار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جبقدر خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ عالم پیری میں مجاہدہ و ریاضت ذکر و مراقبہ کیا کرتے تھے۔ ہم سے توجوانی میں اسقدر نہ ہوسکا اور بے نفس اسقدر تھے کہ اپنے گاؤں میں جو مسجد تیار کرائی تو اپنے سر پر مٹی کی ٹوکری اٹھاتے اور زبان مبارک سے یہ شعر یاد فرماتے۔

بجان و دل کار تو چرا نہ کنم　　　بسر و دیدہ کشم بار تو چرا نہ کشم

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابتداء میں ایک قمار خانہ سے گذر کیا دیکھا کہ اسی مجلس میں دو شخص ایسے محو و مستغرق ہیں کہ تمام نقد و جنس جو کچھ ان کے پاس تھا سب ہار چکے ہیں اور تعجب یہ کہ جسقدر وہ زک اور ہار کھاتے اسی قدر عربی گھوڑے کی طرح اور بھی تیز و تند ہوتے اور ان کا شوق و ذوق لحظہ بہ لحظہ ترقی پکڑتا ان کی حالت دیکھ کر میرا دل بھی چمکا اور آتش عشق بھڑکی اور امید وصال بڑھتی گئی یعنے میں نے نفس کو غیرت دلائی کہ اسکو کہتے ہیں استقلال۔

نقل ہے کہ فرمایا خواجہ مشکلکشا شہنشاہ نقشبند بخاری نے کہ جن ایام میں مجھے کشش عشق میں خدا نے سخت مضطر و مضطرب کیا تھا میں چاروں طرف اہل اللہ کی

خدمت میں حاضر ہوتا۔ یہانتک کہ حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے دروازہ پر بھی پہنچا
آپ اپنے احباب کی مجلس میں بیٹھے تھے۔ جب مجھ پر نظر پڑی تو فرمایا کہ جلد اس شخص کو باہر
نکالدو۔ میں جب نکالا گیا تو میرے نفس نے کچھ مجھے اکسانا چاہا۔ میں سمجھ گیا عنایت ایزدی میرے
شامل حال ہوئی۔ میں نے خیال کیا کہ اٹھارہ ہزار عالم میں ایک ہی دروازہ بعد مدت ملا تھا سو اگر
اس سے نکالے گئے تو پھر کون دروازہ ہے جس پر جاؤں۔ آخر الامر رات بھر وہیں پڑا رہا۔ ساری
رات مجھ پر برف پڑتی رہی۔ اور ہوا سرد۔ جب صبح کو حضرت امیر کلال صاحب باہر نکلے تو آپ کا
پاؤں میرے سر پر پڑ گیا۔ آپ نے میرے سر کو اٹھایا اور فرمایا۔ بیٹا یہ خلعت سعادت تیرے قد
مبارک کو ہی موزوں تھا اور اپنے ہاتھ سے خار و خس دور کیا اور نظر عنایت فرمائی۔

نقل ہے کہ ایک بار حضرت خواجہ سید امیر کلال صاحب بمعہ جماعۃ درویشان جا رہے
تھے ناگاہ راستہ میں حضرت امیر صاحب نے ایک شکل دار خط کھینچکر فرمایا۔ اسپر سے کوئی نہیں گزر
سکتا۔ امداد الٰہی نے میری دستگیری کی جب حضرت امیر اس پر سے گزرے تو میں بھی ساتھ ہی گزر گیا
حضرت امیر نے دیکھا تو خوش ہو کر فرمایا بہت اچھا۔ کیا مجھ سے کوئی خط پیچھے نہ رہا۔

نقل ہے کہ فرمایا خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ایک دن میں بمقام مزار مزداخن تھا
اور میں تکیہ کر کے بیٹھا تھا۔ یکایک میری روح اپنے قالب سے نکلنی شروع ہوئی۔ اور سیر عالم کرتے
کرتے اول آسمان و دوم آسمان و سوم آسمان و چہارم کی سیر کی اور کسی کو خبر تک نہ ہوئی یہانتک
کہ دوبارہ زمین پر آیا پھر مسجد زیورتون میں ایک ستون کے پیچھے متوجہ بقبلہ بیٹھا تھا کہ مجھ پر
حالتِ فنا ظاہر ہوئی۔ یہانتک کہ میں گم ہو گیا اور فنائے کلی پر پہنچا وہاں سے آواز آئی کہ خبردار
ہوشیار ہو کہ تیرا جو مقصود تھا وہ تم کو حاصل ہو گیا۔ ~~

تو در و گم شو وصال این است وبس تو مباش اصلا کمال این است وبس

حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ کار گذار روندۂ این راہ رانیاز و مسکنت
و علو ہمت است و ما را ازیں در آوردند ہرچہ یافتیم ازیں در یافتیم ~~

اینجا رخ زردو جامہ پارہ خرند   بازار چہ قصب فروشاں دگر است

فرمایا خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حکیم امام محمد علی ترمذی بے صفت بودند اگر کسے بشناسد من نیز این زماں بے صفتم۔

نقل ہے کہ ملک خوارزم کے لوگ کسی جہاز پر سوار ہوئے اتفاقاً باد مخالف چلی۔ جہاز ڈوبنے کو تیار تھا۔ اتنے میں کسی کے منہ سے نکلا یا شاہ نقشبند المدد۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ فوراً تشریف لائے۔ آپ کی تشریف آوری سے فوراً ہی جہاز پار لگ گیا۔ جب وہ لوگ بخارا شریف پہنچے تو ان مسافروں نے خواجہ صاحب کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ کیونکہ آپکی پہلے ان سے ملاقات نہ تھی۔ ان لوگوں نے خواجہ صاحب کو سلام کیا۔ آپنے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ جب تم نے جہاز میں مجھے سلام کیا تھا۔ میں نے تمکو جواب تو دیدیا تھا۔ مگر تم نے سلام کا جواب نہیں سنا۔

نقل ہے کہ فرمایا خواجہ مشکلکشا شہنشاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مجھے غائبانہ طریق سے کہا گیا کہ تو کس طرز اور روش سے آنا چاہتا ہے۔ جواباً عرض کی کہ اس روش سے کہ جو میں چاہوں وہی ہونا چاہئیے۔ پھر خطاب آیا کہ جو ہم چاہیں گے وہ کرنا ہوگا۔ میں نے کہا کہ یہ مجھ میں طاقت نہیں کہ آپ جو فرماؤ بجا لاسکوں۔ پھر میں نے کہا کہ اگر میری حسب منشاء ہوتا رہا قدم اس راہ پر رکھ سکتا ہوں۔ ورنہ مجھ میں وہ طاقت نہیں۔ اس گفتگو کے بعد ۱۵ روز تک کچھ جواب نہ آیا۔ آخرش حکم آیا اچھا آؤ جیسا تم چاہو گے ویسا ہی ہوگا۔ ؎

آنرا کہ در پذیر معبود لا معلہ   ادرا چہ حاجت آید رنج چہار چلہ

پھر فرمایا خواجہ نقشبند صاحب نے ہر کہ در سلسلۂ ما قدم نہد تا بمقصود نرسد از دنیا نرود وہر کہ از سلسلہ ما روئے بتابد از دنیا بے ایمان رود (یعنی جو شخص تحقیراً و تخفیفاً منہ پھیرے وہ مرتد ہے)

سبحان اللہ! اس فقرے سے صاف ثابت ہوگیا کہ آپ کو خدا نے محبوبیت و معشوقیت کا درجہ عطا کیا ہے اور جو لوگ طریقہ نقشبندیہ سے سرکش اور روگرداں ہیں وہ مرتد و منافق ابدی ہیں چنانچہ فرمایا حضرت شہنشاہ مشکلکشا خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے رباعی

امروز منم بزور باز مغرور	پر زور ئے ما بہ کل عالم مشہور
من ہمچو ز مردم عدو چون افعی	کز دیدن من دیدۂ او گر کور

دیگر

من صرفہ برم کہ برزخم اعدا نرد	مشت خاشاک بطمع بردر پا زد
یا تیغ برہنہ ایم دردست قضا	شد کشتہ ہر آنکہ خویش را بر ماند

نقل ہے کہ فرمایا حضرت خواجہ شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب مجھے سیر کا حکم ہوا تو مقامات سلطان العارفین بایزید بسطامی و شیخ جنید سید الطائفہ اور شیخ شبلی اور حسین ابن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہم سے گذر کر مقامات انبیاء علیہم السلام کی سیر کی یہانتک کہ میں ایسے مقام پر پہنچا جس سے بالاتر اور کوئی مقام نہ تھا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ مقام محمدی ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شکر خدا بجالایا۔ جن دنوں حسین بن منصور کے مقام پر پہنچا تو بارہا میری طبیعت نے وہی قول اختیار کرنا چاہا جو حسین بن منصور نے کہا تھا۔ مگر بخارا شریف میں ایک دار شاہی کھڑی تھی اسکے نیچے کھڑا ہوتا اور اپنے نفس اور دل کو کہتا کہ دیکھ اگر تو نے وہ قول اختیار کیا تو یہی دار تیرے واسطے کھڑی ہے۔ یہانتک کہ خدا نے میرے مقامات طے کر دیئے۔

نقل ہے کہ حضرت شہنشاہ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ بعض حضرات اہل اللہ نے فرمایا ہے کہ ولایت ہم پر ختم ہو چکی ہے اسکا کیا مقصد ہے۔ آپ نے فرمایا ایشاں ختم ولایت زماں خود بودہ اند۔

نقل ہے کہ ایک دن آپ کے دل میں خیال آیا کہ ازواج مطہرہ و بنات مکرمہ بغیر چھاننے کے آٹا پکاتے ہم بھی ایسا ہی کریں گے۔ جب چند روز اسی طرح کیا تو سب لوگ گھر میں بیمار ہو گئے میں نے خیال کیا کہ شاید اسمیں کچھ بھید ہے۔ میں نے کہا ایسی طرح آٹا نہ پکاؤ بلکہ چھانکر پکاؤ چنانچہ سب کو صحت ہو گئی پھر معلوم ہوا کہ یہ ازواج پاک کے ساتھ مساوات کا شبہہ پیدا ہوتا ہے وہی بے ادبی ہے۔

نقل ہے کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ الولایۃ افضل من النبوۃ کے کیا معنی ہیں۔ حضرت خواجہ

نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ولایت ہماں نبی از نبوۃ او افضل است۔
نقل ہے کہ ایک دن حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کے دربار میں ایک شخص مچھلی پکاکر لایا۔ اور اسوقت جماعت درویشاں بھی موجود تھی جنمیں ایک جوان عابد و زاہد روزہ دار تھا خواجہ صاحب نے فرمایا کہ آؤ ہمارے ساتھ شریک ہو جاؤ اس نے انکار کیا۔ تین بار فرمایا اس نے برابر انکار کیا آپ نے فرمایا کہ اسکو چھوڑ دو کہ دور افتادہ ہے۔ اسی قسم کا واقعہ حضرت سلطان العارفین بایزید رح کے وقت بھی ہو چکا ہے آخرالامر وہ جوان بوجہ بے ادبی کے سخت ذلیل و خوار ہوا ؎

بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیرِ مغاں گوید   کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

نقل ہے کہ خواجہ شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو ہریسہ لایا گیا آپ نے تناول فرمایا آتنے میں ایک درویش حاضر ہوا آپنے فرمایا آؤ کھاؤ۔ اس نے نفلی روزہ رکھا تھا۔ عذر کیا۔ آپ نے فرمایا مارا از در فضل در آوردند وظیفہ ماوائے فرض و واجب و سنت است درویش بے متابعت در یابندہ نسبت مانیست۔ اس طریقہ کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس قدر مناسبت تامہ ہے۔ کہ حضرت امام العارفین عاشق حقانی واقف اسرار نہانی حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ سلسلۃ الذہب میں لکھتے ہیں ؎

سکہ کہ در یثرب و بطحا زدند   نوبت آخر بہ بخارا زدند

یعنی انوار و فیوض جو مدینہ طیبہ میں ملتے ہیں اسکے بعد وہی انوار و برکات بخارا شریف سے ملا کرتے ہیں آپکی ولادت ۷۲۸ھ ہے۔ جیساکہ خزینۃ الاصفیا میں مندرج ہے! اور بقول سفینۃ الاولیاء ۲۸ محرم ۷۱۸ھ ہے۔ وفات شریف آپکی شب دوشنبہ ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ میں ہوئی۔ عمر شریف آپکی ۷۳ برس ہے۔ مرقد پُر انوار آپکا موضع قصر عارفان میں بخارا شریف سے ایک فرسنگ کی مسافت پر ہے۔ آپسے کسی نے پوچھا کہ آپکا سلسلہ کہاں تک پہنچتا ہے۔ فرمایا۔ آپ نے کہ جس کے سلسلہ کی کوئی انتہا نہیں یعنے خدا تک۔ کسی نے آپ سے پوچھا کہ ذکر خفی کا کیا طریق ہے۔ آپ نے یہ آیت شریفہ پڑھی۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اور یہ شعر سنایا ؎

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ باش — اینچنیں زیبا روش کم مے بود اندر جہاں

نقل ہے کہ آپ سے کسی نے کرامت طلب کی تو آپ نے جواب دیا کہ میری یہی کرامت ہے کہ باوجود اس قدر گنہگار ہونیکے مجھے نہ زمین نگل لیتی ہے نہ آسمان سے کوئی عذاب اترتا ہے اور میں چلتا پھرتا ہوں۔ سچ ہے ع "نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمین" آپسے در بارۂ سماع سوال کیا گیا تو جناب نے جواب دیا کہ نہ ایں کار میکنم و نہ اں کار مینکنم۔ سماع سے مراد یہ سماع نہیں جو کہ فی زمانہ مروج ہے بلکہ اوس سماع کا ذکر ہے جسکی تشریح امام غزالی رح نے احیاء العلوم میں تحریر فرمائی ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن ایک خاص حالت میں ایک شخص محمد زاہد نام سے کہا کہ مرجاؤ۔ وہ مرگئے پھر باشارۂ غیبی فرمایا کہ زندہ ہو جاؤ وہ زندہ ہوگئے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص رات کو اپنے محبوب کے بوس وکنار میں مشغول رہا۔ صبح کو آپ کے پاس آکر اظہار اشتیاق صحبت درویشاں کیا۔ آپنے جواب دیا کہ رات کو تو یہ کام کرو اور دن کو ہم سے یوں کہو۔ وہ شخص از حد شرمندہ ہوا۔ آپکا جب آخری وقت آیا تو وصیت فرمائی کہ میرے جنازہ کے ساتھ کچھ بیہودہ نہ پڑھو صرف ایک رباعی پڑھتے جاؤ۔ رباعی

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو — شیئاً للہ از جمال روئے تو

دست بکشا جانب زنبیل ما — آفریں بر ہمت بازوئے تو

آپکی ولادت باسعادت کا مادۂ تاریخ زاہد مشکلکشا (۸۲۱ھ) ہے اور وفات حسرت آیات کا مادۂ تاریخ قصر عرفان (۸۹۱ھ) ہے۔ آپکی کئی رباعیات ہیں چنانچہ ان میں چند رباعیات لکھتا ہوں تاکہ ناظرین اہل دین کے مردہ دلوں کے اندر تازہ روح پڑے۔

از خوں دلم چشم پر نم بہتر — در عیش و نشاط اندوہ غم بہتر

یک لحظہ حضور دل بدرگاہ خدا — از سلطنت تمام عالم بہتر

بر چہرہ ندارم ز مسلمانی رنگ — وارد بر ماشرف سگ اہل فرنگ

آں روسیاہم کہ آید از روسیہی — دوزخ را ننگ و اہل دوزخ را ننگ

زانجا کہ کمال جانانۂ ماست | عالم ہمہ در پناہِ جانانۂ ماست
ماراچہ ازیں کہ عالمے خصم شود | پیش و پس ماسپاہِ جانانۂ ماست

گر طاعت خود نقش کنم بر نانے | واں نان بنہم پیش سگِ نادانے
آں سگ باشد گرسنہ در کہدانے | از عار براں نان نہ نہد دندانے

عودم چو نبود چوب بید آوردم | روسیہ و موئے سپید آوردم
چوں خود گفتی کہ ناامید بکفر است | فرمانِ تو بردم و امید آوردم

خود را بشکنی کہ بت شکستن این است | در خود بگسل کہ ز قید رستن این است
در گوشۂ خاطرِ عزیزاں جا کن | در مذہب ما گوشہ نشستن این است

این ۹نہ ولہ و ۸ہ ولہ را یک ولہ کن | صراف زر خود شود خود را صرہ کن
یک نیم شب خیز و بدرگاہ بیا | گر حاجتت نہ برآید وانگہ گلہ کن

در وقت سپیدہ دم خروسے سحری | دانی کہ چرا ہمے کند نوحہ گری
در آئینہ صبح نمودند او را | از عمر شبے گذشت و تو بیخبری

شب خیز کہ عاشقاں بشب راز کنند | گرد در و بام دوست پرواز کنند
ہر جا کہ درے بود بشب بر بندند | الاکہ در دوست زاں شب تاز کنند

مردان رہش میل بہشتے نکنند | خود بینی و خویشتن پرستی نکنند
آنجا کہ مجردانِ حق میسپوشند | خم خانہ تہی کنند و مستی نکنند

روزے کہ چراغ خاموش شود | بر بستر مرگ عقل مدہوش شود
با بیدرواں مکن خدایا حشرم | ترسم کہ بچشم فراموش شود

گر دست دعاء تضرع بردارم | بیخ و بن کوہہا ز جا بردارم
لیکن ز تفضلات معبود احد | تا صبر از صبراً جمیلا بردارم

تا روئے ترا نہ دیدم اے شمع طراز | نہ کار کنم و نہ روزہ دارم نہ نماز

چوں با تو بدم مجاز و من جملہ نماز | چوں بے تو بدم نماز من جملہ مجاز

پرورد ز ناز و نعمتش دوست مرا | بر دوخت مرقعہ از رگ و پوست مرا

تن خرقۂ و جانِ من چوں صوفی | عالم ہمہ خانقاہ شیخ اوست مرا

پیوستہ رضائے دوست میدارم دوست | اندوہ بلائے دوست میدارم دوست

گر جاں طلبند چہ گونہ تقصیر کنم | من جان برائے دوست میدارم دوست

بدخواہِ کساں ہیچ مقصد نرسد | یک بد نکند تا بخودش صد نرسد

من نیک تو خواہم و تو خواہی بد من | تو نیک نہ بینی و بمن بد نہ رسد

ہر بارہ کہ از حضرت اللہ دہند | بے منت شاہے سحرگاہ دہند

خواہی کہ کمال معرفت دریابی | از خود بگذر تا بخودت دہند

۲۰۔ ذکر خیر محبوب لایزال واقف اسرار متعال حضرت میر کلال رح

فائدہ۔ آپ اپنے وقت کے مقتدا تھے مولد شریف آپکا قریہ سوخار ہے۔ آپ کسب زراعت اور پیشہ آوندگری (کمہاروں کا) کیا کرتے تھے اور شرف سیادت سے بھی ممتاز تھے کتاب رشحات میں روایت ہے کہ جب آپ شکمِ مادر مبارک میں تھے اُسوقت میں اگر والدہ ماجدہ کے شکم مبارک میں کبھی لقمہ مشتبہہ اتفاقاً داخل ہوتا تو آپکے شکم میں از حد درد ہوتا یہانتک کہ وہ کھانا ماپینا قے ہو جاتا چند بار ایسا ہی وقوع میں آیا۔ آخرش والدہ مکرمہ نے سمجھ لیا کہ یہ واقعہ اس طفل کی برکت سے ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ موضع رامتین کلاں میں ایک دیوار کے سایہ میں تشریف رکھتے تھے۔ وہاں پر ایک اکھاڑہ تھا پہلوانوں کا اسکی طرف آپکی نظر نہایت استغراق سے لگی ہوئی تھی۔ خاص احباب نے عرض کی کہ ان واہیات بدروش لوگوں کو آپ کس لئے دیکھتے ہیں۔ جناب بابا سماسی صاحب نے فرمایا کہ اسجگہ پر ایک شیر مرد ہے جس سے تمام عالم کے کامل لوگ بہرہ مند

ہوں گے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ شیر مرد کسی سلسلہ میں داخل ہو کر اوسکی ترقی و تقویت کا باعث ہوگا۔ چنانچہ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ناگاہ امیر کلال علیہ الرحمۃ کی نظر حضرت بابا سماسی پر پڑی تو بس حضرت امیر کیحالت تبدیل ہوتے ہوتے یہانتک کہ حضرت بابا سماسی علیہ الرحمۃ کے قدموں پر گر پڑے پھر زندگی بھر کسی نے ان کو بازار میں چلتے نہ دیکھا حتیٰ کہ امام الصالحین سید العارفین بنگئے۔

نقل ہے کہ بعد از وفات حضرت امیر کلال ایک جماعت صوفیوں کی حاضر ہوئی اور آپکی نسبت دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا کہ وہ رحلت فرما گئے ہیں وہ سخت گریاں و نالاں ہوئے۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ صاحبان کہاں سے تشریف لائے وہ بولے کہ حرمین شریفین سے۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت امیر تو کبھی حج کو بھی نہیں گئے۔ آپ کس طرح اونکو جانتے ہیں انھوں نے جواب دیا کہ ہم آپکے مرید ہیں اور لوگ بھی بہت آپکے حرمین شریفین میں مرید ہیں۔ حضرت امیر علیہ الرحمۃ عرصہ بتیس برس سے حج کو ہر سال آیا کرتے تھے۔ اس سال نہیں آئے ہم آپکے مشتاق دیدار تھے اس لئے حاضر ہوئے افسوس کہ زیارت میسر نہ ہوئی اور فرمایا کہ زیادہ تر افسوس تو یہ ہے کہ ایسے صاحب کمال کی قدر تم تو نہیں جانتے اسکی قدر عرب میں جا کر دیکھو۔

نقل ہے کہ ایک دن آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور لوگ بہت جمع تھے جنمیں امام ابو حفص کبیر بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے (جو کہ کسیقدر آپکے خلاف میں تھے) حضرت امیر علیہ الرحمۃ نے کچھ حالات اور واقعات حج اور مقامات وہاں کے بیان کرنے شروع کئے۔ مجلس میں سے ایک شخص کے دل میں گذرا کہ حضرت تو کبھی حج کو تشریف نہیں لے گئے۔ آپ کسطرح بیان فرماتے ہیں آپنے اسکے دل پر اطلاع پائی اور ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اے نادان! ادھر آ۔ اور دیکھ اس نے جو دیکھا تو خانہ کعبہ روبرو ہے۔

نقل ہے کہ ایک جماعت کسی طرف کو جا رہی تھی راستہ میں شیر ببر کھڑا ہے یہ حیران رہ گئے۔ اتنے میں حضرت امیر آئے اور شیر کی گردن پکڑ کر راہ سے برطرف کیا انھوں نے دیکھا کہ وہ شیر آپکی تعظیم کے واسطے سر خم کر رہا ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ یہ واقعہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو شخص خدا سے ڈرتا ہے اس سے سب چیز ڈرتی ہے اور فرمایا۔ اصل در ہمہ کار ہا خدا ترسی است

تو ہم گردن از حکمِ داور مپیچ — کہ گردن نہ پیچد ز حکمِ تو ہیچ

مرغ ایمان را دو پر خوف و رجا است — مرغ بے پر را پریدن خطا است

نقل ہے کہ ایک شخص کی گردن کاٹنے لگے تو وہ نہ مرا۔ پھر تین بار تلوار چلائی نہ مرا۔ حضرت خواجہ نقشبند رح نے پوچھا کہ تو کیا کچھ منہ میں پڑھ رہا تھا اس نے کہا کہ مَیں اپنے پیر کو یاد کرتا ہوں خواجہ صاحب نے پوچھا کہ تیرا پیر کون ہے۔ اوس مجرم نے کہا کہ میرا پیر حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ آپنے اسی وقت قصبہ سوخار کا پتہ پوچھا اور کہا کہ جو پیر دُنیا کی مصیبتوں سے خلاصی دور بیٹھکر کرا دیوے تو اگر کوئی اوسکی خدمت میں حاضر ہو تو اوسکا کام کہانتک پورا ہوگا۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ ایک راستہ سے گذر رہے تھے کہ ایک زمیندار نے دوسرے سے پوچھا کہ یہ فقیر نقشبندی کون ہے اوس نے کہا کہ یہ مفت خور ہیں۔ آپکے دل کو یہ حال معلوم ہوا۔ فرمایا کہ درویشوں کے حق میں بد اعتقادی موجب بربادی اور باعث ہلاکت ہے کچھ دیر گذری کہ وہ زمیندار بے ادب درد گردہ سے بیمار ہوگیا وہ سمجھ گیا کہ یہ بے ادبی کی سزا ہے۔ پھر بولا کہ مجھے حضرت امیر کے پاس لے چلو۔ آپ کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اسکو تیر کارگر ہوگیا ہے اب علاج پذیر نہیں۔ گھر جاتے ہی مرگیا۔

زنہار ازیں قوم گریزاں مباش — صد سر برند در میان دست بود

وفات آپکی بقول صاحب رشحات روز پنجشنبہ بوقت صبح صادق بتاریخ ۸ جمادی الاول ۷۷۲ھ ہے۔ مزار شریف قصبہ سوخار جو کہ بخارا شریف سے ۳۵ فرسنگ اور موضع سماس سے ۵ کوس شرعی ہے مادۂ تاریخ وفات آپکا "مجلی کلال میر سید پیشوا" (۷۷۲ھ) ہے۔

۲۱۔ ذکر مبارک جامع کمالات حضرت محمدؐ بابا سماسی رح

فائدہ۔ آپ خلیفہ اکبر ہیں خلفاء خواجہ عزیزاں علی رامتینی رح سے۔ آپ عرصہ دراز اپنے پیر روشنضمیر کی خدمت اقدس میں رہے اور فیوضات ظاہری و باطنی سے خوب حصہ لیا۔ مولد و مسکن

آپکا قصبۂ سماس ہے جو کہ بخارا شریف اور موضع رامیتن سے تین فرسنگ پر ہے۔

نقل ہے کہ جب کبھی کوشک ہنود پر گذرتے تو فرمایا کرتے کہ اسجگہ پر کسی اہل اللہ مردِ خدا کی خوشبو آتی ہے چنانچہ جسوقت حضرت خواجۂ خواجگان نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ تولد ہوئے تو جناب بابا سماسیؒ نے فرمایا کہ اب وہ خوشبو زیادہ ہو گئی شاید وہ مردِ خدا پیدا ہو گیا ہے۔ جسوقت حضرت نقشبند علیہ الرحمۃ خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اونکو اپنا فرزند متبنٰی بنالیا اور حضرت امیر کلال علیہ الرحمۃ اپنے خلیفہ اکمل کے سپرد کردیا اور تربیت کی تاکید فرمائی۔ آپ کے چار خلیفے کامل ہے اول خواجہ محمد صوفی کہ مرقد اُنکا قصبۂ سوخار ہے۔ دوم خواجہ محمود سماسی جو کہ آپکے فرزند ارجمند ہیں سوم خواجہ دانشمند علیہ الرحمۃ۔ چہارم خواجہ سید میر کلال علیہ الرحمۃ۔ وفات آپکی ۱۰ جمادی الآخر ۷۵۵ھ میں مرقد آپکا موضع سماس ہے مادۂ تاریخ وفات محبوب خدا (۷۵۵ھ) ہے۔

۲۲۔ ذکر مبارک حضرت قطب عالم عزیزان علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ آپ قطب وقت تھے اور خلیفۂ اعظم تھے حضرت خواجہ محمود علیہ الرحمۃ کے آپ حنفی المذہب تھے۔ جو شخص آپکی صحبت مبارک میں ایک دن رہتا تو معرفت کامل طور پر حاصل کرلیتا۔ ولادت آپ کی موضع رامتین ہے جو کہ بخارا شریف سے دو فرسنگ پر ہے وفات شریف آپکی ۲۷ رمضان المبارک ۷۱۵ھ میں ہوئی۔ عمر شریف آپکی ایک سو تیس ۱۳۰ برس تھی اور مرقد آپکا شہر خوارزم ہے۔ آپ کے دو فرزند ارجمند تھے خرقۂ خلافت چھوٹے کو عنایت فرمایا۔ بڑے صاحبزادے کی نسبت فرمایا کہ اس کا قیام میرے بعد نہیں ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بعد از وفات عزیزان علی علیہ الرحمۃ بروز چہلم وفات پاگئے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر حضرت منصور بن حلاجؒ کے وقت کوئی حضرت عبدالخالق غجدوانیؒ کے مریدوں سے ہوتا تو اونکو بوجہ لغزش ظاہری حالت کے کبھی کوئی گرفت نہ کرتا۔ اور اونکو مقام وحدت سے ترقی دیکر منازل آئندہ پر عروج کراتا۔ آپکا فیضان علی الخصوص والعام ہر وقت جاری تھا۔ آپ کے بعد چار خلیفے کامل واکمل رہے۔ اول

خواجہ محمدؒ کلاہ دوز کہ مرقد انکا خوارزم ہے۔ دوئم محمدؒ صلاح بلخی ہیں۔ سوئم محمد یار ردوی کہ مرقد انکا بھی خوارزم ہے۔ چہارم محمدؒ باباسماسی کہ مرقد انکا قصبہ سماس میں ہے جو کہ رامتین سے ایک کوس دور ہے۔ نقل ہے کہ آپکی عادت مبارک تھی کہ لوگوں کو مزدوری پر مقرر کر کے اپنے گھر صبح سے شام تک رکھ کر تربیت ذکر و فکر و مراقبہ کرتے اور روزانہ خرچ بھی دیا کرتے تھے۔ نام آپکا عزیزان علی پیشہ آپکا بافندگی تھا۔ نقل ہے کہ ایکدن آپ شام کے وقت تیرہ جگہ پر حاضر دعوت ہوئے۔

نقل ہے کہ ایک دن سید اتا صاحب کا لڑکا ترک لوگ پکڑ کر لے گئے اور سید اتا صاحب نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر لڑکے کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک وہ لڑکا نہ آئیگا میں کھانا نہ کھاؤں گا۔ کچھ دیر گذری کہ وہاں پر حاضر ہو گیا۔ بقول بعض ۲۸ ذیقعد ۷۲۱ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ مادہ تاریخ وفات آپکا نفعی حشر ۷۲۱ھ ہے۔

۲۳ ذکر مبارک حضرت عارف معبود خواجہ محمود انجیری فغنویؒ

فائدہ۔ آپ کا اسم شریف خواجہ محمود ہے۔ آپ اصحاب خواجہ عارف ریوگری سے ہیں اور آپ خلفا میں ممتاز و نمونہ تھے۔ آپ کسب گلکاری حلال کیا کرتے۔ آپ سوائے ذکر خفی کے کبھی ذکر جہر بھی کیا کرتے تھے۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت علی رامیتنی جو کہ خلفا عظمیٰ خواجہ محمود سے تھے اپنے احباب اہل ذکر میں ساتھ ذکر و فکر مشغول تھے۔ ناگاہ دیکھا کہ ایک مرغ سفید عمدہ رنگ اڑتا ہوا انکے سر پر سے گذرا۔ جب نزدیک آیا تو بزبان فصیح فرمایا کہ اے علی مرد میداں بن اور اپنے کام میں بخوبی مضبوط ہو۔ اس مرغ کے دیکھنے اور اس کلام کے سننے سے ایک عجیب کیفیت پیدا ہو گئی کہ اہل مجلس نہایت ہی مسرور و محظوظ ہو گئے۔ جب اہل حلقہ ہوش میں آئے تو حضرت خواجہ علی علیہ الرحمۃ سے احباب نے استفسار فرمایا تو جناب نے فرمایا کہ یہ مرغ روح تھی حضرت خواجہ محمود علیہ الرحمۃ کی اور فرمایا کہ خدا نے ان کو یہ کرامت عطا فرمائی ہے کہ جس جگہ چاہتے ہیں تشریف لیجاتے ہیں۔ اصلی جائے سکونت

آپ کی موضع انجیر فغنہ ہے جو کہ بخارا سے تین فرسنگ پر ہے وفات آپکی ۱۷ ربیع الاول ۷۱۷ھ
میں ہوئی۔ مزار شریف موضع وابکنی ہے۔ مادۂ تاریخ وفات شاہ عرفانی (۷۱۷ھ) ہے۔

۲۴ ذکر مبارک حضرت عاشق صادق عارف حق ریوگری رح

آپ یعنی حضرت عارف صاحب علیہ الرحمۃ بھی علوم ظاہری و باطنی و زہد وتقویٰ واتباع شریعت میں کامل تھے۔ آپنے خرقۂ خلافت حضرت عبدالخالق غجدوانی سے حاصل کیا اور تمام عمر اپنے پیر کی خدمت شریف میں رہے۔ بعد ازاں انتقال انکے سجادہ نشین و خلیفۂ کامل بنگئے اور آپ کی وفات یکم شوال ۷۱۵ھ ہے۔ عمر شریف آپکی بہت دراز تھی چنانچہ انکے پیر مرشد حضرت عبدالخالق غجدوانی کی وفات ۵۷۵ھ ہے اور انکی خود وفات ۷۱۵ھ ہے۔ مدفن انکا موضع ریوگر ہے جو کہ مواضع بخارا سے ہے اور وہاں سے غجدوان ایک کوس پر ہے۔ آپ کا مادۂ تاریخ وفات درویش صادق (۷۱۵ھ) ہے۔

۲۵۔ ذکر مبارک حضرت ہادی برحق خواجہ عبدالخالق غجدوانی رح

فائدہ۔ آپ خلیفۂ اعظم ہیں خواجہ یوسف ہمدانی رح کے اور سردفتر حلقۂ خواجگان نقشبندیہ عالیہ ہیں۔ جائے پیدائش آپکی شہر غجدوان بفاصلہ چھ فرسنگ بخارا شریف سے ہے آپکے پدر بزرگوار کا نام عبدالجلیل ہے آپکی والدہ ماجدہ کو خضر علیہ السلام نے قبل از تولد آپ کے صالحیت کی بشارت دیکر فرمایا تھا کہ اسکا نام عبدالخالق رکھنا۔ آپنے شیخ صدرالدین صاحب قاضی بخارا سے تعلیم پائی ہے اور اجازت ذکر خفی و ذکر نفی و اثبات خضر علیہ السلام سے پائی۔ آپ ہر روز ایک نماز خانہ کعبہ میں پڑھا کرتے تھے۔ آپ زہد وتقویٰ میں بےمثل اور علم و حلم اور اتباع سنت میں یکتا تھے۔ آپکے چند اصطلاحات ہیں۔ جن پر طریقہ انیقہ نقشبندیہ کی بنا ہے۔ وہ اصطلاحات یہ ہیں۔ ہوش دردم[۱]۔ نظر برقدم[۲]۔ سفر در وطن[۳]۔ خلوت در انجمن[۴]۔ یاد کرد[۵]۔ نگہداشت خواطر[۶]۔ خلق باخلق[۷]۔ وقوف زمانی[۸]۔ وقوف عددی[۹]

وقوف قلبی۔ انکی تفصیل وتشریح رسالہ قول الجمیل میں شاہ ولی اللہ صاحب محدث نے تحریر فرمائی ہے علاوہ ازیں حضرت صاحب کا ایک وصیت نامہ بھی ہے جوکہ آپنے اپنے فرزند ارجمند کو ارشاد فرمایا ہے اور وہ وصیت نامہ ہر ایک اہل طریقت خصوصًا نقشبندی طریق والوں کے واسطے ازحد مفید و نافع ہے اور لازم ہے کہ حضرت صوفیہ حال اس وصیت کو اپنا آئینہ عمل قرار دیں۔ وصیت نامہ یہ ہے:۔

اے فرزند ترا وصیت میکنم بعلم و ادب وتقوی و اتباع اہل سنت وجماعت وگذاردن نماز باجماعت وتعلیم فقہ وحدیث وپرہیز از صوفیائے جہال و عدم شہرت خود۔ تاآنکہ امام ومؤذن نباشی وحاکم وقاضی شہر نباشی وبرقبالہا نام خود نہ نویسی۔ باملوک صحبت نداری وخانقاہ بنا نکنی۔ وخود راشیخ نہ گویانی وسماع بسیار نہ شنوی۔ کم گوئی۔ کم خوری۔ کم خسپی واز عام خلق بگریزو با مردان و زنان صحبت مدار وبطالب دنیا مصروف نہ شوی۔ گریہ بسیار کن وکم بخندی واز خندہ قہقہہ احتراز کنی۔ ہیچ مخلوق را از خود کمتر ندانی۔ وخود را بہتر ندانی۔ وظاہر خود را بسیارائی و ناتوانی درخدمت خلق سعی کنی۔ از جان ومال دریغ نداری ومشائخاں را از جان عزیز داری۔ وبر افعال ایشان انکار نہ کنی۔ ودل را مدام اندوگین داری و باید کہ بدن تو لاغر وچشم تو گریاں وعمل تو خالص ودعائے تو بتضرع وجامہ تو کہنہ ورفیق تو درویش ومایہ تو عبادت وخانہ تو مسجد وقلب تو ذاکر وزبان تو شاکر ومونس تو ذکر یار تو فکر باشد۔ وبر طریق خواجگان قائم باشی (از رشحات)

اور ولادت جناب کی بخارا شریف میں ہوئی اور وفات شریف شہر غجدوان میں جوکہ ایک موضع ہے تو ابع بخارا سے۔ وفات آپکی ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ ہے۔ اور مادہ تاریخ آپکا آفتاب کامل (۵۷۵ھ) ہے

۲۶۔ ذکر مبارک حضرت خواجہ یوسف رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ نام آپ کا خواجہ یوسف اور آپکے والد بزرگوار کا نام محمد ایوب ہے اور آپ کی

کنیت بعض تو ابو یوسف کہتے ہیں اور اصل میں ابو یعقوب ہے۔ وطن اصلی آپ کا ہمدان ہے نسبت ارادت آپ کی حضرت شیخ ابو علی فارمدی کیطرف ہے اور شیخ ابو اسحاق شیرازی سے بھی استفاضہ کیا۔ بعمر ۱۸ سال ہمدان سے نکلکر بغداد میں مولانا ابی اسحاق سے علوم ظاہری حاصل کئے۔ مذہب آپکا حنفی تھا۔ پھر اصفہان میں بعد از تحصیل علوم شیخ عبداللہ جونی سے خرقہ خلافت لیا اور شیخ احسن صاحب سے بھی ایک خرقہ تبرکاً حاصل کیا۔ بعدہ شیخ ابو علی فارمدی کیخدمت میں فقر و سلوک تمام کیا۔ آپ کے چار خلیفے کامل رہے تھے۔ اولؔ خواجہ عبد الخالق غجدوانی۔ دومؔ خواجہ احمد یسوی۔ سومؔ خواجہ احسن انداقی۔ چہارمؔ عبداللہ برقی۔ ولادت آپکی ۴۴۱ھ میں اور وفات ۱۷ رجب ۵۳۶ھ ہے۔ عمر شریف آپکی ۹۵ برس ہے اول تو آپ متصل ہرات مدفون ہوئے تھے بعد ازاں شیخ ابن النجار نے جو کہ آپ کے خاص مریدوں میں تھا۔ آپ کی نعش مبارک کو شہر مرو میں لیجاکر دفن کیا۔ وہاں ہی آپ کا مزار مقدس ہے آپکی کئی تصانیف ہیں (۱) زینت الحیات (۲) منازل السالکین (۳) منازل السائرین۔ مادۂ تاریخ ولادت مقبول ربانی (۴۴۱ھ) ہے اور مادۂ تاریخ وفات یوسف فقر (۵۳۶ھ) ہے۔

ایک شخص نے آپ سے وعظ میں بے ادب ہو کر مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ شاید تم مرتے وقت مسلمان نہ ہوگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ بادشاہ روم کے پاس سفیر ہو کر گیا تھا وہاں جاکر عیسائی ہو گیا اور مر گیا۔ سچ کہا ہے مولانا روم نے ؎

چوں خدا خواہد کہ پردۂ کس درد   میلش اندر طعنۂ پاکاں زند

۲۷۔ ذکر مبارک حضرت ابو علی فضیل بن محمد رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ درد اصل میں شفقت و محبت کو کہتے ہیں۔ یہی مقصد ہے اس دعا مبارک کا جو خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ اسیواسطے مسئلہ متفق علیہ ہے کہ اولیاء اللہ کی محبت اصل ایمان ہے جسکو محبت نہیں وہ

جھوٹا مسلمان ہے اور جسکی محبت کا دعوٰی ہو اسکے اتباع کے بغیر یا اسکی رضا کے بغیر کوئی کام نہ
کرنا چاہیئے. کیونکہ دوست وہی ہے جو دوست کا تابع ہو نہ مخالف. لَوْ کَانَ صَادِقًا فِی
الْحُبِّ لَاَطَعْتَہٗ اور اولیار کی محبت عین محبت حق ہے۔

نام پاک آپکا فضیل بن محمدؒ ہے اور کنیت ابو علی. آپ ریاضت و مجاہدہ میں بے نظیر تھے
آپ نے دو بزرگوں سے فیض پایا. ایک تو ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ سے دوسرا شیخ ابوالقاسم
گرگانی سے. اسیواسطے بعض شجروں میں بعد از ابوالحسن حضرت ابوالقاسم کا نام بھی درج ہے
آپ نے ظاہری علوم حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیئے اور آپ اپنے وقت میں
شیخ الشیوخ خراساں تصور کیئے جاتے تھے. آپ سے ہزارہا لوگوں کو فیض پہنچا اور صدہا لوگ
ولی بن گئے. آپ اصلی باشندہ ایک موضع فارمد کے ہیں جو کہ مضافات طوس میں ہے ولادت
آپ کی ۴۳۴ھ میں اور وفات آپکی ۴ ربیع الاول ۴۷۷ھ میں ہے اور عمر شریف ۴۳ سال
مزار مبارک آپکا طوس میں ہے. مادہ تاریخ وفات عزت (۴۷۷ھ) ہے۔

۲۸ ذکر مبارک حضرت ابوالحسن علی بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ. نسبت آپکی روحانی حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اور تربیت
سلوک بھی آپ ہی سے ہوئی. آپ بحر توحید کے غواص اور میدان معرفت کے سیار تھے قطب و
اوتاد کے امام تھے. آپ نے آخری وصیت یہ فرمائی کہ میری قبر ۳۰ گز نیچے کھودنا. کیونکہ ہمارے
پیرومرشد یعنی بایزید علیہ الرحمۃ کی زمین بسطام بہت پستی میں ہے اس میری زمین سے اور یہ ترک
ادب ہے. کہ پیر کی قبر نیچے اور مرید کی قبر بلند. اور فرمایا کہ اہل ذکر کو اہل دنیا کی صحبت بہت کم چاہیئے.
کیونکہ وہ خدا کو چھوڑ کر دنیا دنیا کرتے ہیں اور یہ خدا خدا کرتے ہیں. نام آپ کا علی بن جعفر ہے
وطن اصلی موضع خرقان مضافات قزوین ہے. وفات آپکی شب سہ شنبہ یوم عاشورہ ۴۲۵ھ ہے
مرقد پاک موضع خرقان میں. مادہ تاریخ وفات شاہ احسن (۴۲۵ھ) ہے۔

نقل ہے کہ آپ زمین کھودنے لگے پہلے چاندی نکلی پھر سونا پھر جواہرات. آپ نے پھینک دیا اور فرمایا کہ میں تو خدا چاہتا ہوں۔ یہ کیا چیز ہے۔

نقل ہے کہ سلطان محمود غزنوی کو سومنات لڑائی میں نہایت مشکلات پیش آئیں۔ آپ نے اسکو اپنا پیراہن دیا ہوا تھا۔ اس نے خدا کی درگاہ میں وہ پیراہن وسیلہ لیکر دعا کی. خدا نے اُسیوقت فتح دی۔ حضرت خواب میں آئے اور فرمایا کہ اے محمود تم نے تو میرے پیراہن کی کچھ قدر نہ کی. اگر دعا کرتا کہ وہ سب مسلمان ہو جائیں تو سب اسلام قبول کر لیتے۔

۲۹ ذکر مبارک حضرت سلطان العارفین طیفور بن عیسٰی بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ. آپ کے مدارج علیا و مراتب اعلیٰ کا ذکر تذکرۃ الاولیاء میں مرقوم ہے۔ آپ مادر زاد ولی تھے۔ اور اپنے وقت میں مرجع ابدال و اوتاد تھے اور مشائخین سالکین میں خلیفہ اعظم مسلم تھے۔ آپ جذب و سلوک میں بے نظیر تھے. صرف نظر کرنے سے ہی طالب کا سلوک تمام ہو جاتا تھا۔ ایک دفعہ آپ پر جذب غالب ہوا۔ تو فرمایا سُبْحَانِی مَا اَعْظَمَ شَانِی۔ اس کے بارہ میں مریدوں نے کہا کہ آپ نے ایسا ایسا فرمایا ہے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ اگر پھر کبھی ایسا واقع ہو تو مجھ کو تلوار سے مار ڈالنا۔ جب دوبارہ یہی موقعہ آیا تو مریدوں نے تلواریں ماریں مگر آپ کے بدن پر کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ ایک دفعہ ایک ولی اللہ ابو تراب نخشی علیہ الرحمۃ نے اپنے ایک خاص مرید صاحب کمال کو فرمایا کہ تجھکو چاہیئے کہ بایزید کی زیارت سے مشرف ہو۔ اس مرید نے کہا کہ جو شخص بایزید کے خدا کو ہر روز سو بار دیکھے اسکو بایزید کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت نخشی نے فرمایا کہ خدا کو تو اپنی حیثیت سے یا لیاقت سے دیکھتا ہے بایزید کو اسکی ہمت و جلالت سے دیکھے گا۔ آخر کار ایک دن یہ دونوں بزرگ چلتے چلتے بسطام میں پہنچے وہاں پر دریافت کیا بایزید کہاں ہیں کسی نے کہا باہر تشریف لیگئے ہیں۔ اتنے میں کیا دیکھا کہ حضرت بایزید اپنے ہاتھ میں ٹھلیا اٹھائے ہوئے آتے ہیں جونہی اس مرید پر نظر پڑی تو وہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ گویا حالت مرگ تھی۔ حضرت نخشی نے عرض کی کہ حضرت

آپ نے تو اس مرید کو مار ہی دیا تھا۔ آپ نے جواب دیا کہ ابھی اس پر مصر کی عورتوں کی طرح جمال یوسفی کے انوار نہیں پڑے تھے۔ اب وہ پردے ٹوٹ گئے۔ لہٰذا یہ کیفیت ظاہر ہوئی۔ اسی واسطے حضرت جنید علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ بایزید ہمارے درمیان ایسا ہے جیسا جبرائیل جملہ ملائکہ ہیں۔ لقب آپکا سلطان العارفین اور نام آپ کا طیفور بن عیسٰے بن آدم بن سروشان ہے جائے سکونت شہر بسطام اور جد ماجد آپکے قوم گبر سے تھے۔ پھر مشرف باسلام ہوئے صاحب رشحات لکھتے ہیں کہ یہ حضرت اویسی تھے۔ امام جعفر صادق سے روحانی فیض پایا۔ ایک سو تیرہ بزرگوں سے خدمت کر کے فیض لیتے رہے۔ آپ سے کسی نے پوچھا کہ معاملہ سلوک میں انسان کو کیا چاہیئے۔ آپنے فرمایا کہ ولایت مادر زاد۔ پھر پوچھا کہ اگر یہ نہ ہو تو فرمایا کہ آنکھ دیکھنے والی پھر پوچھا اگر یہ بھی نہ ہو۔ فرمایا کہ کان سننے والے۔ پھر پوچھا کہ اگر یہ بھی نہ ہو۔ تو فرمایا کہ مرگ مفاجات (موت ناگہانی) اور نیز آپ کا ارشاد ہے۔ کہ بزرگوں کی صحبت ومجلس اعمال صالحہ سے بہتر ہے اور بدوں کی صحبت گناہ کرنیسے بد تر ہے ولادت آپکی ۱۳۶ھ میں ہے اور وفات آپکی ۲۶۹ھ ۱۵ شعبان روز جمعہ ہے۔ عمر شریف آپ کی ۱۳۳ سال ہے۔ مرقد مبارک شہر بسطام۔ مادۂ تاریخ وفات نور احد (۲۶۹ھ) ہے۔

۳۰ ذکر مبارک حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ ۔ عاشق صادق عارف حق امام جعفر بن محمدؐ بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم آپ مشائخین میں مقتدا ہیں اور عارفین کاملین میں پیشوا تھے۔ آپکی کنیت ابو عبداللہ اور ابو اسمٰعیل اور لقب آپکا صادق ہے۔ فیض باطنی آپ کو دو طرف سے حاصل ہے۔ ایک تو امام محمد باقر بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم سے۔ دوم امام قاسم بن محمدؐ بن ابو بکر رضی اللہ عنہم سے۔ ولادت آپکی ۸۰ھ ۱۳ ربیع الاول بروز دوشنبہ ہے۔ وفات آپکی ۱۵ ماہ رجب بروز دوشنبہ ۱۴۹ھ ہے عمر شریف آپکی ۶۸ برس اور کچھ ماہ ہیں۔ مرقد مبارک آپ کا مدینہ منورہ جنت البقیع میں ہے۔ اور مادۂ تاریخ وفات حق طلب (۱۴۹ھ) ہے۔

۳۱ ذکر مبارک حضرت امام قاسم رضی اللہ عنہ

فائدہ:۔ حدیث میں آیا ہے اِذَا سَئَلْتُمْ فَاسْئَلُوا اللّٰہَ الْفِرْدَوْسَ یعنے خدا سے ہمیشہ جنت فردوس مانگا کرو۔ فیض باطنی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے حضرت امام قاسم بن محمدؒ ابی بکر رضی اللہ عنہم کو حاصل ہوا۔ آپ کبار تابعین اور فقہاء سبعہ مدینہ سے ہیں جملہ علم شریعت و طریقت میں بینظیر ہیں۔ وفات شریف آپکی ۲۴ جمادی الثانی ۱۰۸ھ ہے عمر شریف بقول اہل تحقیق ۱۰۸ سال ہے اور مزار شریف مدینہ طیبہ میں۔ مادۂ تاریخ حق (۱۰۸ھ) ہے

۳۲۔ ذکر مبارک حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

فائدہ۔ آپکا اسم شریف سلمان اور کنیت ابو عبداللہ اور اصل وطن آبائی اصفہان ہے آپ شاہزادہ فارس ہیں۔ اپنے باپ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت سنکر مدتوں سفر کرتے کرتے مدینہ منورہ پہنچے اور اسلام قبول کیا۔ آپ کی زبان فارسی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن سلمان کے منہ میں ڈال دیا تو آپ کی زبان عربی ہوگئی۔ یعنی عربی سمجھنے لگ گئے حضور علیہ السلام کے ساتھ نہایت خلوص و محبت تھی۔ یہانتک کہ فرمایا حضور علیہ السلام نے سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ۔ مَنْ اَحَبَّ السَّلْمَانَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ یعنی سلمان رضی اللہ عنہ ہمارے اہلبیت سے ہے جو شخص اس کو دوست رکھے اس نے مجھے دوست رکھا۔ اکمال میں ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے وصی زربیت بن برثملا کی ملاقات کی ہے حضرات القدس میں ہے کہ ۳۵۰ برس آپ کی عمر تھی۔ شہر مدائن میں انتقال فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسی رات مدائن جاکر خود سلمان کو غسل دیا۔ بقول صحیح ۱۰ ماہ رجب ۳۶ھ یا ۳۳ھ میں انتقال کیا مقبرہ آپ کا شہر مدائن۔ عمر آپ کی بقول صحیح ۲۵۰ رہی ہے۔ مادۂ تاریخ وفات پاکباز (۳۳ھ) ہے فیض باطنی سلمانؓ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملا۔

ذکر مبارک حضرت رفیق برتر امامنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

فائدہ۔ یہ شجرہ طیبہ نقشبندیہ خلیفہ اول وزیر اعلیٰ امام الصادقین رفیق برتر حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے شروع ہے۔ آپکو جو مراتب و مدارج خدا نے عنایت فرمائے ہیں دوسرے صحابہ کرام کو بہت ہی کم عطا ہوئے ہیں۔ چنانچہ ایک تو آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار تھے دوسرا آپکی بیٹی حضرت صدیقہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا منکوحہ تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسرا آپ خلیفہ اول ہیں۔ علاوہ ازیں صدہا آیات واحادیث آپکی افضلیت پر دال ہیں چنانچہ فرمایا آپ نے۔

حدیث۔ ابوبکر منی وانا منہ وابوبکر اخی فی الدنیا والآخرۃ۔ یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور میں روحانی طور سے واحد ہیں اور ابوبکر میرا بھائی ہے دنیا اور آخرت میں۔

حدیث۔ انک یا ابابکر اول من یدخل الجنۃ من امتی (عن ابی ہریرہ) یعنی پہلا وہ شخص جو جنت میں داخل ہوگا وہ ابوبکرؓ ہے میری امت سے۔

حدیث۔ ماصحب النبیین والمرسلین اجمعین ولا صاحب لیٰس افضل من ابوبکر یعنی تمام انبیا اور مرسلین کے اصحاب اور حضور علیہ السلام کے کل اصحاب میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل کوئی نہیں۔

حدیث۔ ان اللہ یکرہ فوق سمائہ ان یخطأ ابوبکر الصدیق فی الارض یعنی خدا کو پسند نہیں کہ صدیق اکبر سے کوئی خطا ہو۔

حدیث عرج بی الی السماء فما مررت بسماء الا وجدت فیہا اسمی مکتوبا محمد رسول اللہ وابوبکر الصدیق خلفی۔ یعنی آسمان پہ جب مجھے بلایا گیا تو ہر ایک آسمان پر لکھا تھا ایک محمد رسول اللہ اور ایک ابوبکر صدیقؓ۔

حدیث۔ ان ابابکر خیر من طلعت علیہ الشمس ولا غربت علی احد یعنی تحقیق ابوبکرؓ

کل جہان سے افضل ہے۔

حدیث۔ حب ابی بکر وشکرہا واجب امتی یعنی حضرت ابوبکر صدیق کی محبت اور شکریہ ہر ایک مسلمان پر واجب ہے۔

حدیث۔ ما طلعت شمس ولا غربت علی احد بعد النبیین والمرسلین افضل من ابی بکر یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ افضل ہے تمام مخلوقات سے بعد الانبیاء والمرسلین کے۔

حدیث۔ یا علی سألت اللہ ان یقدمک ثلاثا فابی علی الا ان یقدم ابابکر یعنی خدا سے میں نے سوال کیا کہ خدا علی کو تینوں پر افضلیت بخشے مگر خدا نے انکار کیا اور صدیق اکبر کو ہی خدا نے مقدم وافضل کر دیا۔ (کنز العمال جلد ۶۔ مناقب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)

حدیث۔ لو وزن ایمان ابی بکر مع ایمان جمیع امتی لرجح۔ یعنی اگر حضرت ابوبکر کا ایمان تمام امت محمدیہ کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابوبکر ہی کا ایمان غالب ہو گا شیخ اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث لکھی ہے ان اللہ تعالی ثلثمائۃ وستین خلقا من لقیہ بخلق منہا مع التوحید دخل الجنۃ قال ابوبکر ہل فی منہا قال کلہا فیک یا ابابکر واحبہا السخاء الی اللہ یعنی خدا کے اخلاق عظیمہ تین سو ساٹھ ہیں جس مومن میں ایک خلق ان اخلاق میں سے ہو گا وہ داخل جنت ہو گا حضرت ابوبکر رضؓ نے عرض کی کہ کیا مجھ میں بھی کوئی خلق ان اخلاق میں سے موجود ہے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابوبکر تجھ میں تو سب اخلاق اللہ ہیں واخرج ابن ابی الدنیا فی مکارم الاخلاق وابن عساکر من طریق صدقۃ بن میمون القرشی عن شعبان بن دینار قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خصال الخیر ثلث مائۃ وستون خصلۃ اذا اراد اللہ لعبد خیر اجعل فیہ خصلتہ منہا یدخل الجنۃ بہا قال ابوبکر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی منہا شیئی قال نعم جمعا من کل واخرج ابن عساکر من طریق اخری عن صدقۃ القرشی عن رجل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خصال الخیر ثلثمائۃ وستون خصلہ الحدیث یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے کہ نیک اور بہتر تین سو ساٹھ (۳۶۰) خصلتیں ہیں جسوقت پاک پروردگار کسی شخص کے ساتھ بہتری کا ارادہ کرتا ہے یعنی اسکو بہتر بنانا چاہتا ہے تو ان تین سو ساٹھ خصلتوں میں سے ایک خصلت اس بندہ میں پیدا کر ڈالتا ہے پس اس خصلت کے سبب اسکو داخل جنت کر دیتا ہے حضرت صدیق اکبر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کیا مجھ میں بھی کوئی خصلت ہے یا نہیں تو فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تجھ میں تو سب خصائل نیک موجود ہیں حضرت شیخ مخدوم شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ نے اپنے عوارف شریف میں یہ حدیث لکھی ہے ماصب اللہ فی صدری شیئا الاوقد صببت فی صدر ابی بکرؓ یعنے جو فیض و نور خدا نے میرے سینہ میں ڈالدیا ہے۔ میں نے حضرت ابوبکرؓ کے سینہ میں ڈالدیا ہے ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نمازی کو باب الصلوٰۃ پر سے پکاریں گے اس طرف آؤ۔ غازی کو باب الجہاد پر سے پکارینگے ادھر آؤ۔ زکوٰۃ خیرات والے کو باب الصدقہ پر سے آوازدینگے روزہ دار کو باب الصیام پر سے بلاوینگے۔ غرضکہ ہر ایک نیکی کا دروازہ جدا جدا ہوگا۔ تو اسپر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ کوئی ایسا شخص بھی ہے جسکو سب دروازوں سے آوازدینگے کہ ادھر آؤ ادھر آؤ۔ تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نعم وارجوان تکون منھم یا ابابکر (رواہ البخاری) یعنے ہاں ایسے بھی لوگ ہونگے اور میں امید کرتا ہوں کہ تو اُن میں سے ہوگا اے ابوبکرؓ۔ ایک حدیث میں یوں ہے۔ لاینبغی لقوم فیھم ابوبکر ان یومھم غیرہ (رواہ الترمذی) یعنے کسی قوم کو یہ حق نہیں کہ ابوبکر کی موجودگی میں کسی اور شخص کو امام بنادے سوائے ابوبکر کے بلکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی موجودگی میں بھی شرف امامت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ملا ہے نہ کسی غیر کو یعنی جسوقت حضور علیہ السلام سخت علیل ہوئے اور امامت میں قیام کی طاقت نہ تھی تو لوگوں کو فرمایا مروا ابابکر فلیصل بالناس (رواۃ الترمذی) یعنے ابوبکر کو کہو میری جگہ جماعت کرائے پس ثابت ہوا کہ آپ جمیع صحابہ کرام میں سے افضل و اکمل و اعلےٰ ہیں۔ لہٰذا ان کا طریقہ بھی افضل الطرق و اقرب الی اللہ ہے خدا سب کو یہی طریقہ نصیب کرے آمین۔

وفات شریف آپکی شب سہ شنبہ ۲۳۔ جمادی الثانی ۱۳ھ ہجری مقدس ہے اور مزار شریف آپکا مدینہ منورہ۔ عمر شریف آپ کی ۶۳ سال۔ مادہ تاریخ وفات احسن (۱۳ھ) ہے۔

ذکر مبارک حضرت رحمۃ للعالمین خاتم النبیین سرور کائنات خلاصہ موجودات محمد مصطفٰے احمد مجتبےٰ رسول رب الانام علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ السلام

فائدہ - حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ وسلم کا توریت میں **محمدؐ** نام اور انجیل میں **احمدؐ** ہے۔ اور زمین پر آپ محمدؐ کے نام سے مشہور اور آسمانوں میں احمدؐ کے نام سے معروف ہیں کنیت مبارک جناب کی ابو القاسم ہے۔ تمام انبیاء کرام کے آپ سردار و امام ہیں۔ خدا نے آپ کو اپنا حبیب بنایا۔ اسمیں ایک عمدہ رمز یا اشارہ ہے۔ وہ یہ کہ محب اپنے محبوب کی رضا و خوشنودی کو بہرحال بہتر و مقدم سمجھتا ہے۔ اور محبوب کو اپنے محب کے کل اشیاء پر تصرف و اختیار ہوتا ہے مگر مودۃً و محبۃً نہ جبراً و قہراً۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی حضرت کلیم اللہ کے نام سے کوئی خلیل اللہ کے لقب سے کوئی صاحب روح اللہ کے عرف سے مشہور ہوتے لیکن **حبیب اللہ** کا لقب سوائے ہمارے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کے اور کسی کو نہ ملا۔ یہی وجہ ہے کہ کل موجودات مخلوقات حضرت ہی کے نور سے پیدا ہوئی چنانچہ اسکی بحث رسالہ ھدایۃ خیریہ میں ہم نے درج کی ہے۔ آپ تمام مخلوقات میں اکرم و اشرف و احسن ہیں۔ پہلے سب کے آپ ہی قبر سے تشریف لاویں گے۔ اور آپ ہی شفاعت فرماوینگے اور آپ ہی دروازہ جنت کا کھلواوینگے اور ہر ایک خلق حسن و صف جمیلہ سے آپ ہی موصوف ہیں۔ آپ ابتدا ہی سے عرب میں **امین** کے لقب اور **صادق** کی صفت سے ضرب المثل تھے۔ آپ پہلے پہل کوہ حرا کی غار میں مشغول بحق رہتے تھے۔ بعد از چالیس برس آپ کو نبوت عطا ہوئی اور نبوت بھی ایسی کہ آپ کی نبوت کے بعد کسی قسم کی نبوت رہی نہ کسی قسم کا نبی و رسول ہوگا اگر کسی کو آپ کے بعد دعوے نبوت ہے تو وہ دجال کا خلیفہ ہے۔ آپ ہی کا دین قیامت تک رہیگا۔ آپ ہی کے دین کی نیابت و خدمت کے لئے حضرت عیسےٰ ابن مریم علیہ السلام جیسے مقدس بزرگ آوینگے۔ آپ ہی کے دین میں جہاد دینی سب عبادتوں سے افضل و اعلیٰ عبادت ہے آپ ہی کی اولاد امجاد قیامت تک رہیگی چنانچہ حضرت مہدی علیہ السلام آپ ہی کی اولاد سے ہوں گے بموجب اقوال کثیرہ معتبرہ آپ ہی کو خدا نے

بجسدہ العنصری آسمانوں کی سیر کرائی۔ بموجب ارشادات اہل علم آپکو ۲۷ یا ۲۸ معراج ہوئے جنمیں سے ایک تو ۲۷ رات ماہ رجب کو۔ آپ اسی جسم اقدس واطہر کے ساتھ آسمان پر تشریف لے گئے اور باقی معراج روحانی ہوئے۔ معجزات آپکے جو وقوع میں آئے انکی گنتی تو ہزاروں سے بڑھکر ہے۔ مگر مختصر طور پر کتاب کلام المبین فی آیات رحمۃ للعالمین میں درج ہیں۔ غرضکہ شجرۂ طیبہ آپکے شروع ہے۔ عمر شریف آپ کی ۶۳ سال اور وفات شریف ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ میں ہوئی۔ روضۂ مطہر مدینہ منورہ میں دیکھو مادۂ تاریخ ھو (۱۱ھ) ہے۔

ذکر اللہ جل شانہ

واضح رہے کہ جسقدر انوار و برکات لوگوں کو حاصل ہیں یا آئندہ حاصل ہونگے ان سب کا منبع ذات واحد مطلق ہے اور جس وجود موجود کو فیض ولایت ملتا ہے اُسی وجود اقدس سے ملتا ہے کوئی ذی روح بلا فیض فیاض حقیقی عارف بن ہی نہیں سکتا۔ لہذا ہر ایک انسان عقلمند پر لازم ہے کہ یہ عقیدہ رکھے کہ خدا وحدہٗ لاشریک ہے جامع جمیع صفات کمالیہ ذاتیہ ازلیہ ہے مکان و زمان و جہت و استقرار بر عرش سے منزہ اور امکان و انقصات کذب و جہل و خلاف وعدہ سے مبرا ہے اور حلول و اتحاد سے مقدس۔ اور نافع و رضار و مؤثر حقیقی صرف وہی ہے۔ حی و قدیر و علیم و مرید و مکون و سمیع و بصیر و متکلم ہے اسکے ذاتیہ صفات کی حد نہیں اسکی ذات جیسی کسی کی ذات نہیں۔ ضد و ند و کفو سے پاک ہے۔ قائم بالذات ہے اور حقیقی غیب دان وہی ہے اور جملہ نقائص و عیوب سے منزہ ہے پس بعد اس عقیدہ کے ہر ایک ایماندار پر اس کا ذکر کرنا فرض ہے۔ ذکر خفی ہو یا جلی۔ قلبی ہو یا لسانی ہر ایک کرنا موزوں ہے اسجگہ ہم صرف وہی حدیثیں نقل کرتے ہیں جو ذکر کے متعلق ہیں۔

پس زہے نصیب اسکے جو رات دن ذکر الٰہی میں مشغول و مصروف ہے اور کم ازکم اگر خود انسان کچھ غافل ہو تو ذاکر کی خدمت میں ہی حاضر ہوتا ہے تاکہ بقول حضرت مولانا وہ بھی شامل جماعت حق ہو جائے

یک زمانے صحبتِ با اولیا بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اور ایمانداروں کو خدا نے فرمایا ہے اُذْكُرُوا اللهَ ذِكْرًا كَثِيرًا یعنے بہت ذکر کرو خدا کا۔ اور منافقوں کے حق میں فرمایا لَا يَذْكُرُونَ اللهَ اِلَّا قَلِيلًا یعنے منافق خدا کو تھوڑا ہی یاد کرتے ہیں۔ اب انصاف کا مقام ہے کہ ذکر قلیل تو منافقوں کی صفت بیان کیگئی ہے۔ پھر جو شخص بالکل ہی غافل ہو اسکا کیا حال ہے نَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الْقَسْوَةِ وَالْغَفْلَةِ۔ ذکر دو قسم پر ہے ایک تو ذکر موقوف و محدود و معدود جیسا کہ نماز و درود روزہ و حج وغیرہ۔ دوسرا دائمی غیر محدود و غیر معدود۔ یہ قسم افضل و اعلےٰ ہے۔ اسی ذکر کے باعث انسان فرشتوں سے بڑھ جاتا ہے یہ ذکر حضرات صوفیہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے۔ جبتک انسان پیرو مرشد کسی کو نہ بناتے تب تک کچھ لذت لطف نہیں آتا۔ بلکہ بے پیری عبادت طعام بے نمک ہے اسکی لذت اسی کو معلوم ہے جو کہ ذاکر ہے اور کو کیا معلوم۔ شعر

پس ز سی سال ایں معنی محقق شد بخاقانی ۔۔۔ کہ یکدم باخدا بودن بہ از ملک سلیمانی

اب صرف وہ احادیث نقل کیجاتی ہیں جو ذکر کی تائید۔ تاکید اور افضلیت میں وارد ہوئی ہیں۔

(۱) حدیث قدسی۔ قَالَ اللهُ اَنَا مَعَ عَبْدِيْ اِذَا ذَكَرَنِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَا جَلِيْسُ مَنْ ذَكَرَنِيْ رواہ ابو ہریرہ وغیرہ۔ یعنے میں اپنے ذاکر بندے کے پاس ہمنشین ہوں جب میرا ذکر کرتا ہے

(۲) اُذْكُرُوا اللهَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ اے يقال للذاكر هذا المجنون۔ ہذا حدیث حسن اخراج احمد بن یونس۔ یعنے اسقدر ذکر کیا کرو کہ لوگ تمکو پاگل کہا کریں۔ مراد کثرت ہے۔ شعر

تو در و گم شو وصال این است و بس ۔۔۔ تو مباش اصلا کمال این است و بس

(۳) اُذْكُرُوا اللهَ عِنْدَ كُلِّ حَجَرٍ وَّشَجَرٍ۔ متفق علیہ۔ یعنے خدا کا ذکر ہر ایک پتھر اور درخت کے پاس کیا کرو۔ مراد یہ ہے کہ ہر وقت ذکر خدا کرو خواہ سبزی ہو خواہ خشکی۔

(۴) لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ فَاِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ قَسْوَةٌ لِّلْقَلْبِ وَاِنَّ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللهِ الْقَلْبُ الْقَاسِيْ۔ رواہ الترمذی۔ یعنے خدا کے ذکر کے سوا زیادہ بیہودہ باتیں نہ کیا کرو کیونکہ کیونکہ زیادہ بک بک کرنیوالے کا دل سخت ہو جاتا ہے اور جس کا دل سخت ہو وہ خدا سے بہت ہی دور ہو جاتا ہے۔ یعنے خدا کی رحمت و برکت و نورانیت سے دور رہتا ہے۔

(۵) مَثَلُ الَّذِيْ يَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِيْ لَا يَذْكُرُ رَبَّهٗ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ۔ متفق علیہ۔ یعنے ذاکر اور

ـه اسکی تفصیل در منثور جلد ۵ صـ ۲۰۵ تفسیر روح البیان جلد ۳ صـ ۵۷۹ تفسیر معالم وغیرہ میں خوب مرقوم ہے۔

غافل کی مثال مردہ و زندہ کی مثال ہے۔ یعنی زندہ وہی سمجھو جو ذاکر حق ہے اور جو غافل ہو وہ مردہ ہے

(۶) حدیث قدسی۔ اَنَا عِندَ اللہ عَبدِی بِی اِن ذَکَرَنِی فِی نَفسِہٖ ذَکَرتُہٗ فِی نَفسِی وَاِن ذَکَرَنِی فِی مَلَاءٍ ذَکَرتُہٗ فِی مَلَاءٍ خَیرٍ مِن مَلَائِکَۃٍ وفی روایہ اَنَا عِندَ ظَنِّ عَبدِی بِی فَلیَظُنَّ بِی مَاشَاءَ وفی روایۃ اِن ظَنَّ بِی خَیرًا فَلَہٗ وَاِن ظَنَّ بِی شَرًّا فَلَہٗ رواہ الطبرانی فی الکبیر والحاکم وابونعیم وغیرہ یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندہ کے یقین اور گمان کے پاس ہوتا ہوں جسطرح میرے ساتھ عقیدہ اور یقین رکھے گا اسیطرح اُسکے واسطے نتیجہ ہوگا پس جو چاہے یقین رکھے بد اعتقاد ہوگا تو اسکے واسطے بد ہوگا۔ نیک یقین رکھے گا تو نیک ہوگا۔ اگر میرا ذکر خفی کریگا تو میں بھی اسکو مخفی یاد کروں گا۔ اگر مجلس میں میرا ذکر کریگا تو میں بھی ایسی مجلس میں اسکو یاد کروں گا کہ وہ بہتر مجلس ہے یعنی ارواح انبیاء و اولیاء میں اس کا ذکر خدا کرتا ہے۔

(۷) مَن قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَمَدَّ ھَا ھُدِمَت لَہٗ اَربَعَۃُ اٰلَافٍ مِنَ الذُّنُوبِ وَ مَدَّ بِہٖ صَوتَہٗ اَسکَنَہُ اللہُ دَارَ الجَلَالِ وَیَرزُقُہُ النَّظَرَ اِلٰی وَجہِہٖ رواہ مسلم۔ یعنی جو شخص باواز بلند کلمہ لاالہ الا اللہ الخ پڑھے اس کے چار ہزار گناہ معاف ہوں گے اور دیدار خدا ہوگا۔ اور جنت خاص میں جگہ ملیگی مگر خالص دل و محبت سے شرط ہے (۸) اَخرَجَ البَیہَقِیُّ عَن زَیدِ بنِ اَسلَمَ قَالَ ابنُ الاَدرَعِ انطَلَقتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ بِرَجُلٍ یَرفَعُ صَوتَہٗ فَقُلتُ یَارَسُولَ اللہِ عَسٰی اَن یَکُونَ مُرَائِیًا قَالَ عَلَیہِ السَّلَامُ لَا وَلٰکِنَّہٗ اَوَّاہٌ وفی روایہ عن جابر ابن عبداللہ اِنَّ رَجُلًا کَانَ یَرفَعُ صَوتَہٗ بِالذِّکرِ فَقَالَ لَو اَنَّ ھٰذَا خَفَضَ مِن صَوتِہٖ بِالذِّکرِ فَقَالَ عَلَیہِ السَّلَامُ فَاِنَّہٗ اَوَّاہٌ وَفِی دُرِّ المَعَانِی الاَوَّاہُ الَّذِی یَرفَعُ صَوتَہٗ بِالذِّکرِ وَالدُّعَاءِ۔ یعنی ایک شخص ذکر جہر کرتا تھا۔ ایک صحابی نے کہا کہ شاید یہ ریا کار ہے۔ کاشکے آواز اپنی آہستہ کرتا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں یہ اواہ ہے۔ یعنی اسکی عادت میں ذکر جہر داخل ہے۔ ریا کار ہرگز نہیں۔ البتہ جس جگہ کسی نمازی کو یا خوابندہ کو یا وظائف خوان کو ضرر و نقصان پہنچے وہاں پر آہستہ افضل ہے چنانچہ اس مسئلہ کی تحقیق شامی شریف جلد اول صفحہ ۴۴۴ اور

تفسیر اتقان صـ۱۳۵ اور میزان الکبریٰ امام شعرانی اور فتاوی عالمگیریہ اور احیاء العلوم صـ۱۵۷ جلد ۱
وغیرہ میں ملاحظہ فرماویں (۹) خَیْرُ الذِّکْرِ الْخَفِیُّ جامع اصول الاولیاء یعنی ذکر وہ بہتر ہے جو پوشیدہ
اور مخفی کیا جائے. چنانچہ قرآن کریم نے اس پر تائید فرمائی ہے وَاذْکُرْ رَبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ یعنی ذکر کر اپنے رب کا دل میں
(۱۰) عَلَیْکُمْ بِلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَالْاِسْتِغْفَارِ فَاِنَّ اِبْلِیْسَ قَالَ اَھْلَکْتُ النَّاسَ بِالذُّنُوْبِ
وَاَھْلَکُوْنِیْ بِلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَالْاِسْتِغْفَارِ. تاریخ الخلفاء یعنی تم پر لازم ہے. کلمہ کا ذکر اور استغفار
کرنا کیونکہ شیطان نے کہا ہے کہ میں لوگوں کو ہلاک وتباہ کرتا ہوں بسبب گناہ کرانے کے اور لوگ مجھے
ہلاک وتباہ کرتے ہیں کلمہ پڑھنے اور استغفار کرنے سے (۱۱) اَخْرَجَ الْحَاکِمُ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ
قَالَ وَاَنَا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ارْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ وَقُوْلُوْا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَعَلْنَا
فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَللّٰھُمَّ بَعَثْتَنِیْ بِھٰذِہِ الْکَلِمَۃِ وَوَعَدْتَّنِیْ بِھَا الْجَنَّۃَ یعنی صحابہ
کرام نے باواز بلند کلمہ پڑھا تو آپ نے دعا مانگی کہ اے خدا مجھے اسی پر قیامت میں اٹھا الخ (۱۲) عَنِ ابْنِ
مَسْعُوْدٍ قَالَ سَاَلْتُ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اِذَا ذَکَرْتُ خُفْیَۃً یَغْلِبُنِیْ
الشَّیْطَانُ بِالْوَسْوَاسِ فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاجْھَرْ بِہٖ لِاَنَّ اَمَرَنِیْ بِہٖ بقولہٖ تعالےٰ
سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی کذا فی تحفۃ المتکلمین اَلتَّسْبِیْحُ رَفِیْعُ الصَّوْتِ کذا فی اللباب
یعنے ابن مسعود نے عرض کی کہ آہستہ ذکر کرنے سے شیطان مجھے وسوسہ ڈالتا ہے. آپ نے فرمایا کہ باواز
ذکر کر کیونکہ ذکر بلند سے شیطانوں کے دماغ پھٹ جاتے ہیں اور ظلمت وغفلت دور ہوتی ہے چنانچہ
یہ بیان تفسیر روح البیان جلد ۳ صـ۵۷۹ اور خزانۃ الجلالی میں مفصل مذکور ہے (۱۳) اَخْرَجَ
الْبَیْھَقِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
مَا مِنْ قَوْمٍ یَّجْتَمِعُوْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا نَادٰی مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ قُوْمُوْا مَغْفُوْرًا
لَّکُمْ قَدْ بُدِّلَتْ سَیِّاٰتُکُمْ حَسَنَاتٍ. یعنی جو قوم جمع ہو کر ذکر خدا کرتی ہے آسمان سے
ایک فرشتہ آواز کرتا ہے کہ اٹھو کھڑے ہو جاؤ تم بخشے گئے ہو. اور تمہاری بدیاں بھی ثواب بن
گئی ہیں چنانچہ آجکل ذکر کے حلقے وختمات کی مجلسیں بھی اسی میں داخل وشامل ہیں (۱۴) عَنْ

ثَابِتٍ قَالَ كَانَ سَلْمَانُ فِي عِصَابَةٍ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ فَمَرَّ بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم فَكَفُّوْا فَقَالَ اِنِّي رَأَيْتُ الرَّحْمَةَ تَنْزِلُ عَلَيْكُمْ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُشَارِكَكُمْ رواه احمد ابن حنبل فی کتاب الزہد۔ یعنے ایک جماعت ذکر کرتی تھی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے۔ اور فرمایا۔ کہ میں نے دیکھا ہے کہ تم پر رحمت نازل ہوتی ہے بس مجھ کو پیارا معلوم ہوا۔ کہ تمہاری شرکت اختیار کروں ذکر میں۔ یعنی جس طرح حضرات صوفیہ مجالس حلقہ ذکر و حلقہ ختمات کرتے ہیں۔ اسی طرح صحابہ کرام بھی کرتے تھے۔ (۱۵) اِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ اِذَا مَاتَ تَنَادَتْ بِقَاعُ الْاَرْضِ عَبْدَ اللّٰهِ مَاتَ فَيَبْكِيْ عَلَيْهِ الْاَرْضُ وَالسَّمٰوٰتُ فَيَقُوْلُ الرَّحْمٰنُ مَا يُبْكِيْكُمَا فَيَقُوْلَانِ رَبَّنَا لَمْ يَمْشِ فِي نَاحِيَةٍ مِّنَّا قَطُّ اِلَّا وَهُوَ يَذْكُرُكَ رواہ ابن ابی الدنیا۔ یعنے جس وقت بندہ مومن فوت ہو جاتا ہے تو مشہور ہو جاتا ہے۔ تمام روئے زمین میں اور زمین و آسمان اس پر روتے ہیں۔ خدا تعالےٰ پوچھتا ہے۔ کہ تم کیوں روتے ہو۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ اے رب ہمارے وہ ہر وقت تیرا ذکر کرتا تھا۔ (۱۶) اَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللّٰهِ حَتّٰى يَقُوْلَ الْمُنَافِقُوْنَ اِنَّكُمْ مُرَاؤُنَ رواہ البیہقی مرسلاً مرفوعاً۔ یعنی اس قدر ذکر کرو کہ منافق (المذہب) تم کو دیکھ کر کہیں کہ ریاکار ہیں۔ دیوانے جیسے (۱۷) قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رِجَالٌ لَيْسُوْا بِاَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَغْشٰى بَيَاضُ وُجُوْهِهِمْ نَظَرَ النَّاظِرِيْنَ يَغْبِطُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ بِمَقْعَدِهِمْ وَقُرْبِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هُمْ جِمَاعٌ مِّنْ نَوَازِعِ الْقَبَائِلِ يَجْتَمِعُوْنَ عَلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ۔ رواہ الطبرانی یعنے قیامت میں یا اس وقت بھی خدا کے داہنے طرف کچھ آدمی ہیں۔ جن کے چہرے چاند سے زیادہ روشن ہیں۔ انبیاء او شہداء کو ان کو دیکھ کر اس مرتبہ کی خواہش ہوتی ہے صحابہ نے پوچھا کہ یہ مرتبہ کس کا ہے۔ تو فرمایا آپ نے وہ مختلف لوگ ہیں۔ جو ذکرِ حق کے لئے جمع ہوتے ہیں (۱۸) من قال لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ رَافِعًا صَوْتَهُ كَتَبَ اللّٰهُ رِضْوَانَهُ الْاَكْبَرَ وَجَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْاَنْبِيَاءِ وَكَانَ مِمَّنْ يَّنْظُرُ اِلٰى رَبِّهِ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا۔ کذا فی روضۃ العلماء یعنی ذاکرین کو خدا نبیوں کے ساتھ رکھے گا اور صبح شام دیدار خدا کریں گے در مقام رضامندی میں اس کا نام لکھا جائے گا۔ (۱۹) وَفِيْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُسْرٍ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ الحدیث۔ یعنی ایک شخص نے عرض کی کہ مجھ پر شرائع اسلام یعنی احکام شرعیہ غالب ہیں۔ کوئی خاص چیز ارشاد

فرمائیں اور ایسا عمل جو خدا کو زیادہ پیارا ہو۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہمیشہ مرنے تک تیری زبان خدا کے ذکر سے تروتازہ رہے (ف) جس طرح صوفیہ کرام تعلیم فرماتے ہیں (۲۰) ذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ کَالْمُقَاتِلِ فِی الْفَارِّیْنَ رواہ الطبرانی یعنی جس طرح جہاد سے بھاگنے والوں میں مجاہد اور غازی افضل ہے۔ ویسا ہی غافلوں میں ذاکر افضل ہے (۲۱) لَیَذْکُرَنَّ اللّٰہَ قَوْمٌ فِی الدُّنْیَا عَلَی الْفُرُشِ الْمُمَھَّدَۃِ یُدْخِلُھُمُ الْجَنَّۃَ الْعُلٰی رواہ ابو یعلی۔ یعنی جو لوگ عمدہ عمدہ فرشوں اور بستروں پر ذکر خدا کرتے ہیں۔ وہ خاص جنت میں جائیں گے (فائدہ) یہ حدیث دینارداروں کے حق میں ہے (۲۲) اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَزَالُ اَلْسِنَتُھُمْ رَطْبَۃً مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ وَھُمْ یَضْحَکُوْنَ۔ رواہ ابن ابی شیبۃ۔ یعنی جو لوگ ہر وقت ذکر کرتے ہیں۔ وہ جنت میں ہنستے جائیں گے (۲۳) مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّرْتَعَ فِیْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَلْیُکْثِرْ ذِکْرَ اللّٰہِ رواہ الطبرانی۔ یعنی جو شخص جنت کے باغوں کی میوہ خوری چاہے۔ تو چاہیئے کہ ذکر خدا بہت کرتا رہے (۲۴) لَا یَتَحَسَّرُ اَھْلُ الْجَنَّۃِ اِلَّا عَلٰی سَاعَۃٍ مَّرَّتْ بِھِمْ وَلَمْ یَذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْھَا رواہ الطبرانی۔ یعنی جنتی لوگوں کو کبھی یہ حسرت پیدا ہو گی۔ کہ فلاں ساعت ذکر سے کیوں غافل رہے (۲۵) اَلْمُسْتَھْتَرُوْنَ فِیْ ذِکْرِ اللّٰہِ یَضَعُ الذِّکْرُ عَنْھُمْ اَثْقَالَھُمْ فَیَاْتُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ خِفَافًا رواہ الترمذی۔ یعنی جو لوگ جوش وخروش سے ذکر کرتے ہیں۔ ان کے گناہوں کا بوجھ اٹھایا جائے گا۔ پس قیامت کو نہایت ہلکے آئیں گی۔ یہ حدیث مسلم میں اور لفظ سے بھی آئی ہے (۲۶) اِنَّ الْجَبَلَ یُنَادِی الْجَبَلَ بِاِسْمِہٖ اَیْ فُلَانُ ھَلْ مَرَّبِکَ اَحَدٌ یَذْکُرُ اللّٰہَ فَاِذَا قَالَ نَعَمْ اِسْتَبْشَرَ الحدیث رواہ الطبرانی یعنی ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کا نام لے کر پکارتا ہے۔ کہ کیا کوئی شخص تم پر ذاکر خدا گزرا ہے پس اگر وہ کہتا ہے۔ کہ ہاں تو یہ پہاڑ اس پہاڑ کو خوشخبری اور مبارکباد دیتا ہے (۲۷) مَا عَمِلَ اٰدَمِیٌّ عَمَلًا اَنْجٰی مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ قَالُوْا وَلَا الْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ وَلَا الْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِلَّا اَنْ یَّضْرِبَ بِسَیْفِہٖ حَتّٰی یَنْقَطِعَ قَالَہٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ رواہ الطبرانی۔ یعنے کوئی عمل خدا کے عذاب سے زیادہ بچانے چھڑانے والا نہیں سوا ذکر کے صحابہ نے عرض کی۔ کہ کیا جہاد بھی نہیں زیادہ بچانے والا۔ فرمایا آپ نے نہیں۔ جہاد بھی نہیں۔ مگر جو جہاد کرتا کرتا ختم ہو جائے (فائدہ) جہاد چونکہ خاص وقتی عبادت ہے اور ذکر دائمی عبادت ہے۔ لہٰذا وہ جہاد جس میں خاتمہ ہو وہ بہتر ہے۔ (۲۸) لَوْ اَنَّ رَجُلًا فِیْ حِجْرِہٖ

دَرَاهِمُ يَقْسِمُهَا وَاٰخَرُ يَذْكُرُ اللّٰهَ كَانَ ذَاكِرُ اللّٰهِ اَفْضَلَ رواہ الطبرانی۔ یعنی ایک شخص لاکھ ہا روپیہ خیرات کرتا ہے۔ دوسرا شخص ذکر میں مشغول ہے۔ تو یہ ذاکر اس سخی سے بہتر ہے۔ (۲۹) سَيُعْلَمُ مَنْ اَهْلُ الْكَرَمِ قِيْلَ مَنْ اَهْلُ الْكَرَمِ قَالَ اَهْلُ مَجَالِسِ الذِّكْرِ مِنَ الْمَسَاجِدِ رواہ ابن حبان۔ یعنی قیامت کو معلوم ہوگا۔ کہ کون ہیں اکرام و بزرگی والے۔ صحابہ نے پوچھا کون ہیں اکرام و بزرگی والے فرمایا حضور علیہ السلام نے مسجدوں میں ذکر کرنے والے (فائدہ) اگر خوف ریا یا خوف فتنہ نہ ہو۔ تو مسجد ہی بہتر ہیں۔ ورنہ گھر میں افضل ہے (۳۰) مَا مِنْ اٰدَمِيٍّ اِلَّا بِقَلْبِهٖ بَيْتَانِ فِيْ اَحَدِهِمَا الْمَلَكُ وَفِي الْاٰخَرِ الشَّيْطَانُ فَاِذَا ذَكَرَ اللّٰهَ خَنَسَ وَاِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ وَضَعَ مِنْقَادَهٗ فِيْ قَلْبِهٖ وَوَسْوَسَ لَهٗ رواہ ابن ابی شیبۃ۔ یعنی ہر ایک آدمی کے اندر دل میں دو خانے ہیں۔ ایک میں فرشتہ ہے۔ دوسرے میں شیطان جس وقت انسان ذکر کرتا ہے۔ تو فرشتہ اس کی مدد کرتا ہے۔ تو وہ شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ جس وقت انسان ذکر سے غافل ہوا۔ شیطان اپنی چونچ اس کے دل میں ڈالتا ہے۔ اور وہ غفلت اور وسوسوں میں پڑ کر گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے (ف) شیطان کو بزرگوں نے بصورت مچھر بھی دیکھا ہے (۳۱) اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ وَاَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ وَاَرْفَعِهَا فِيْ دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٍ لَّكُمْ مِّنْ اِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَخَيْرٍ لَّكُمْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوْا اَعْنَاقَكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ ذِكْرُ اللّٰهِ رواہ ابن ماجۃ و احمد۔ یعنی کیا نہ بتاؤں تم کو وہ عمل جو سب سے بہتر بھی ہو۔ زیادہ پاک کرنے والا بھی ہو۔ اور زیادہ درجات بلند کرنے والا بھی ہو اور سونا چاندی خیرات کرنے سے بہتر ہو اور جہاد کامل سے بہتر ہو۔ صحابہ کرام نے عرض کی ہاں! فرمائیے۔ فرمایا سب چیزوں سے بہتر ذکر اللہ ہے (۳۲) اَلْعَبْدُ لَا يُحْرِزُ نَفْسَهٗ مِنَ الشَّيْطَانِ اِلَّا بِذِكْرِ اللّٰهِ۔ رواہ الترمذی و الحاکم۔ یعنی انسان کبھی اپنے نفس کو شیطان سے نہیں بچا سکتا۔ جب تک کہ ذکر اللہ میں پناہ نہ پکڑے (ف) یہ حدیث بہت طویل ہے۔ اس جگہ صرف یہی فقرہ کافی ہے۔ باقی حصن حصین وغیرہ میں دیکھیں۔ (۳۳) قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ

اَذْکُرُ اللّٰہَ مِنْ صَلٰوۃِ الْغَدَاۃِ اِلٰی حِیْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَکُوْنَ عَلٰی مُتُوْنِ الْخَیْلِ اُجَاھِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَکَذَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔[1] یعنی بعد نماز صبح طلوع آفتاب تک اور بعد نماز عصر غروب آفتاب تک ذکر کرنا زیادہ محبوب ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ سے حضور علیہ السلام کے نزدیک (۳۴) لَاَنْ اَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ مِنْ صَلٰوۃِ الْغَدَاۃِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ اُعْتِقَ اَرْبَعَۃً مِّنْ وَّلَدِ اسْمٰعِیْلَ وَلَاَنْ اَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ مِنْ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ اِلٰی اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ الحدیث رواہ ابو داؤد۔ یعنی بعد نماز صبح تا طلوع آفتاب اور بعد نماز عصر تا مغرب مل کر ذکر کرنا بہتر ہے۔ اس سے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے چار آدمی قید سے رہائی دلا کر آزاد کئے جاویں۔ (ف) یہ دونوں وقت صوفیہ کرام کے نزدیک بہت ہی قابل قدر ہیں اکثر ذکر مراقبہ حلقہ وغیرہ انہی دو وقتوں میں کیا جاتا ہے۔ سبحان اللہ صوفیہ کرام بھی کیسے حدیث کے پابند ہیں۔ (۳۵) اِنَّ خِیَارَ عِبَادِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُرَاعُوْنَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ وَالظِّلَّ لِذِکْرِ اللّٰہِ رواہ الحاکم۔ یعنی بہتر بندے خدا کے وہ ہیں جو چاند سورج ستاروں سائے کی رعایت و حفاظت کرتے ہیں۔ ذکر کے واسطے۔ (ف) جس طرح صوفیہ کرام صبح و شام و نصف رات و چاشت و اشراق وغیرہ کو ذکر کے واسطے مقرر کرتے ہیں (۳۶) اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّۃِ قَالَ حِلَقُ الذِّکْرِ رواہ البیہقی یعنی جب تم جنت کے باغوں میں گزرو تو میوہ چنو یا کھاؤ۔ صحابہ نے پوچھا۔ کہ جنت کے باغ کیا ہیں۔ فرمایا۔ کہ ذکر کا حلقہ (۳۷) اِنَّ لِلّٰہِ سَیَّارَۃً مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ یَطْلُبُوْنَ حِلَقَ الذِّکْرِ فَاِذَا اَتَوْا عَلٰی حِلَقِھِمْ حَفُّوْا بِھِمْ الحدیث رواہ البزار والسیوطی۔ یعنی خدا کے واسطے فرشتے سیر کرتے ہیں۔ اور ذکر کے حلقے تلاش کرتے ہیں۔ جس وقت حلقہ ذکر پا لیتے ہیں۔ تو بس اس کو اپنے پروں میں ڈھانپ لیتے ہیں۔ (ف) سبحان اللہ صوفیہ کرام کیا ہی بزرگ جماعت ہے جو ہمیشہ ذکر کے حلقے کرتے رہتے ہیں۔ (۳۸) لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا حَفَّتْھُمُ

[1] یہ حدیث بالفاظ دیگر تفسیر درمنثور میں بھی آئی ہے۔

الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ
رواہ مسلم والترمذی وابن ماجہ. یعنی جو قوم ذکر خدا کے واسطے بیٹھتی ہے. اس کو فرشتے گھیر لیتے
ہیں. اور رحمت ڈھانپ لیتی ہے. اور ان پر سکینہ نازل ہوتا ہے. اور خدا اُسی جماعت کو
اپنے مقربین ملائکہ یا ارواح انبیاء میں یاد فرماتا ہے بطور فخر کے (۳۹) مَا مِنْ قَوْمٍ جَلَسُوْا
مَجْلِسًا وَتَفَرَّقُوْا مِنْهُ وَلَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْهِ اِلَّا كَاَنَّمَا تَفَرَّقُوْا عَنْ جِيْفَةِ حِمَارٍ وَكَانَ عَلَيْهِمْ
حَسْرَةٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رواہ الترمذی والنسائی والبوداؤد والحاکم وغیرہ. یعنی جو قوم مل کر بیٹھ کر علیحدہ
ہو جاتے. اور ذکر خدا سے وہ قوم وہ مجلس غافل رہے. تو گویا وہ قوم جدا ہوئی. گدھے کے مردار
سے اور یہ مجلس بغیر ذکر اس پر حسرت ہوگی. قیامت میں (ف) خلاصہ یہ ہوا. کہ جس مجلس میں
ذکر خدا نہ کیا جائے. وہ مجلس بدبودار گدھے کی مانند ہے. مراد یہ ہے کہ ایسی قوم سے جدا رہنا
بہتر ہے. (۴۰) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰى حَلْقَةٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ
فَقَالَ مَا اَجْلَسَكُمْ هٰهُنَا قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ وَنَحْمَدُهٗ عَلٰى مَا هَدٰنَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ
بِهٖ عَلَيْنَا فَقَالَ اٰللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذٰلِكَ قَالُوْا اٰللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذٰلِكَ قَالَ اَمَا اِنِّيْ لَمْ
اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَّكُمْ وَلٰكِنَّهٗ اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّ اللّٰهَ يُبَاهِيْ بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ
رواہ مسلم. یعنی حضور علیہ السلام کے اصحاب ایک دن حلقہ ذکر کر رہے تھے. تو حضور علیہ السلام تشریف
لائے تو خوش ہو کر فرمایا کہ خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ فرشتوں میں فخر کر رہا ہے. (۴۱) عَنْ اِبْنِ
جَابِرٍ قَالَ كَانَ اَبُوْ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيْ يُكْثِرُ اَنْ يَّرْفَعَ صَوْتَهٗ بِالتَّكْبِيْرِ حَتّٰى مَعَ الصِّبْيَانِ
يَقُوْلُ اذْكُرُوا اللّٰهَ حَتّٰى يَرَى الْجَاهِلُ اِنَّكُمْ مِنَ الْجَانِّيْنَ. رواہ ابونعیم فی الحلیۃ
یعنی خدا کا ذکر اس قدر کرو. کہ جاہل تم کو دیکھ کر دیوانہ سمجھیں. یہی وجہ ہے. کہ بعض فقراء
وصوفیاء کی ظاہری حالت دیوانہ پن کی سی ہوتی ہے. (۴۲) مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ رَوَاحَةَ وَهُوَ يُذَكِّرُ مَعَ الصَّحَابَةِ فَقَالَ اَمَا اَنْتُمُ الْمَلَاءُ الَّذِيْ اَمَرَنِيَ
اللّٰهُ اَنْ اَصْبِرَ مَعَكُمْ ثُمَّ تَلٰى وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ الاٰيَة. رواہ الطبرانی

یعنی ایک صحابی کو آپ نے ذکر کرتے دیکھا تو فرمایا تم وہی جماعت ہو جسکے ساتھ خدا نے مجھے ساتھ رہنے کا حکم دیا ہے (۴۳) ابن ابی شیبہ از ابی ہریرہ آوردہ است کہ ذاکرین در نظر اہل آسمان چناں درخشاں مے نمایند کہ ستارہا در نظر اہل زمین (تفسیر عزیزی) (۴۴) جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ قِیْلَ کَیْفَ نُجَدِّدُ اِیْمَانَنَا قَالَ اَکْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (رواہ احمد والحاکم) یعنی آپ نے فرمایا تازہ کرو اپنے ایمانوں کو عرض کی گئی کس طرح تازہ کریں. آپ نے فرمایا لا الٰہ الا اللہ کہنا زیادہ کرو (۴۵) اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قَلْبِهٖ ۔ یعنی زیادہ نیک بخت تو میری شفاعت سے قیامت میں وہ ہے جس نے بخلوص دل لا الٰہ الا اللہ کہا ۔ (۴۶) اَکْثِرُوْا

وَبَشِّرُوْا مَنْ وَّرَاءَکُمْ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ صَادِقًا بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ رواہ فی الجامع الصغیر. یعنی جس نے صدق دل سے لآ الٰہ الا اللہ کہا تو داخل جنت ہوا.

(۴۷) مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰی ذٰلِكَ دَخَلَ الْجَنَّةَ (متفق علیہ) یعنے جس نے کلمہ پڑھتے ہی جان دی. پس داخل جنت ہوا. (۴۸) قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِذَا کَانَ الْغَالِبُ عَلٰی عَبْدِی الْاِشْتِغَالُ بِیْ جَعَلْتُ نَعِیْمَهٗ وَلَذَّتَهٗ فِیْ ذِکْرِیْ فَعَشِقَنِیْ وَ عَشِقْتُهٗ فَرَفَعْتُ الْحِجَابَ فِیْمَا بَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ وَصَیَّرْتُ بَیْنَ عَیْنَیْهِ مَعَالِمَ لَا یَسْهُوْا اِذَا سَهَی النَّاسُ اُولٰٓئِكَ الْاَبْدَالُ حَقًّا وَّ اُولٰٓئِكَ کَلَامُهُمْ کَلَامُ الْاَنْبِیَآءِ وَاُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اِذَا اَرَدْتُّ بِاَهْلِ الْاَرْضِ مِنْ عُقُوْبَةٍ وَّعَذَابٍ ذَکَرْتُهُمْ فَصَرَفْتُ عَنْهُمْ ذٰلِكَ. رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ، یعنی جب ذاکر کو میرا ذکر مغلوب کرے. تو اس کے لئے سب نعمتیں و لذتیں اپنے ذکر میں رکھ دیتا ہوں. پس وہ میرا عاشق میں اس کا عاشق بن جاتا ہوں. جبدائی کا پردہ دور ہو جاتا ہے. اس کی آنکھوں میں ایسے معلومات رکھ دیتا ہوں. کہ وہ بھول چوک نہیں کرتا پس یہی ذاکرین ابدال ہیں. انہی کی کلام انبیآء کی کلام ہے. جب میں ساکنین زمین کو عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہوں. تو ان ذاکرین کو یاد کر کے عذاب واپس کر لیتا ہوں. (۴۹) اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنَةٌ وَّمَا فِیْهَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰهِ وَعَالِمٌ وَّمُتَعَلِّمٌ وَّمَا وَالَاهُ. یعنی دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے. سب ملعون ہے. مگر ذکر خدا اور عالم اور طالب علم اور اس کا دوست ۔

(۵۰) سَبْعَةٌ یُّظِلُّهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ مِنْهَا رَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰهَ خَالِیًا فَفَاضَتْ

عَیْنَاہُ۔ متفق علیہ۔ یعنی قیامت کے دن سات قسم کے لوگ عرش کے سایہ میں ہوں گے۔ جن سے وہ لوگ بھی جو خلوت میں ذکر کر کے گریہ میں مشغول رہتے ہیں ہوں گے۔ (۵۱) خَیْرُ الْاَعْمَالِ ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی (جامع اصول الاولیاء مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۷) یعنی فرمایا حضور علیہ السلام نے کہ سب سے بہتر اللہ کا ذکر ہے۔ (۵۲) اَلذِّکْرُ اللّٰہِ بِالْغَدَاوَۃِ وَالْعَشِیِّ اَفْضَلُ مِنْ حَطْمِ السُّیُوْفِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَمِنْ اِعْطَاءِ الْمَالِ سَمْحًا (احیاء العلوم جلد اول صفحہ ۱۸۱) یعنی سخاوت کرنے اور جہاد میں مرنے سے ذکر خدا افضل ہے۔ (۵۳) اَلذِّکْرُ خَیْرٌ مِّنَ الصَّدَقَۃِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مَا مِنْ صَدَقَۃٍ اَفْضَلَ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ۔ یعنی صدقہ و خیرات سے ذکر ہی افضل ہے (جامع اصول الاولیاء صفحہ ۱۳۰) (۵۴) اَلذِّکْرُ یَضْعَفُ فَوْقَ النَّفَقَۃِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ سَبْعَمِائَۃٍ (جامع اصول الاولیاء صفحہ ۱۳۲) یعنی جس قدر صدقات و خیرات خدا کے واسطے دیئے جاتے ہیں۔ ان سے سات سو درجہ بڑھ کر ذکر افضل ہے (۵۵) قَالَ اللّٰہُ یَا ابْنَ اٰدَمَ اِذَا ذَکَرْتَنِیْ شَکَرْتَنِیْ وَاِذَا نَسِیْتَنِیْ کَفَرْتَنِیْ (جامع اصول الاولیاء صفحہ ۱۳۷) یعنی اے بنی آدم جس وقت تو نے ذکر کیا۔ تو بیشک تو نے شکر کیا۔ جب تو نے غفلت کی تو بے شک تو نے کفران کیا ؎

ہر آں کو غافل از وے یک زمان است	دراں دم کافر است اما نہاں است
اگر آں غافلے پیوستہ بودے	در اسلام بروئے بستہ بودے

(۵۶) غَنِیْمَۃُ مَجَالِسِ الذِّکْرِ الْجَنَّۃُ اخرجہ احمد والطبرانی (جامع اصول الاولیاء صفحہ ۱۲۰) وَفِیْ رِوَایَۃٍ۔ اَلذِّکْرُ نِعْمَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ فَادُّوْا شُکْرَھَا (اخرجہ الدیلمی فی مسند الفردوس۔ جامع اصول الاولیاء صفحہ ۱۲۹) یعنی ذکر کی مجلس غنیمت ہے اور خدا کی نعمت ہے۔ اس کا شکر ادا کرو۔ (۵۷) لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ عَلٰی اَحَدٍ یَقُوْلُ اللّٰہُ وفی روایۃ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یُقَالُ فِی الْاَرْضِ اَللّٰہُ اَللّٰہُ رواہ مسلم (رسالہ قیشریہ صفحہ ۱۳۱) یعنی قیامت نہ آئے گی جب تک زمین پر اللہ اللہ کا ذکر کیا جائے گا۔ (۵۸) ذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ کَالشَّجَرَۃِ الْخَضْرَاءِ فِیْ وَسْطِ الْھَشِیْمِ (احیاء

ص۱۲ وابونعیم وغیرہ) یعنی ذکر کرنے والا غافلوں میں ایسا ہے. جیسا سوکھے درختوں میں سبز درخت ہے۔ (۵۹) یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ قَرِّبُوْا مِنِّیْ اَھْلَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَاِنِّیْ اُحِبُّھُمْ (جامع اصول الاولیاء) یعنی خدا فرماتا ہے. کہ اے فرشتو میرے نزدیک کرو. ان کو جو لآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتے تھے. کیونکہ میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔ (۶۰) اِذَا قَالَ الْعَبْدُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ صَدَقَ عَبْدِیْ اَنَا اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا اَشْھِدُوْا یَا مَلٰٓئِکَتِیْ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ بِصِدْقِ مَا قَالَ مَا تَقَدَّمَ ذَنْبُہٗ (مکتوب ص۱۲ ایچی میزی. یعنی کلمہ طیبہ اور خدا میں کچھ پردہ نہیں. جب بندہ کلمہ پڑھتا ہے. تو خدا کہتا ہے. اے فرشتو! گواہ رہو. تحقیق جس نے کلمہ پڑھا میں نے اسے بخش دیا۔ (۶۱) اَلذِّکْرُ الَّذِیْ لَا تَسْمَعُہُ الْحَفَظَۃُ یَزِیْدُ عَلَی الذِّکْرِ الَّذِیْ تَسْمَعُہُ الْحَفَظَۃُ سَبْعِیْنَ ضِعْفًا. اخرجہ البیھقی عن عائشہ رض (جامع اصول الاولیاء ص۱۲۵) یعنی ذکر خفی ستر درجہ افضل ہے ذکر جہر سے (۶۲) مَنْ صَلَّی الْفَجْرَ فِیْ جَمَاعَۃٍ ثُمَّ قَعَدَ یَذْکُرُ اللّٰہَ تَعَالٰی حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ کَانَ لَہٗ کَاَجْرِ حَجَّۃٍ وَّعُمْرَۃٍ (قامۃ روح البیان جلد ۳ ص۱۲۶) یعنی جو شخص صبح کی نماز پڑھ کر طلوع آفتاب تک ذکر میں مشغول ہو. اور بعد از طلوع اشراق پڑھے. تو اسے حج و عمرہ کا ثواب ملے گا۔ (۶۳) یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اُذْکُرْنِیْ بَعْدَ الْفَجْرِ وَبَعْدَ الْعَصْرِ سَاعَۃً اَکْفِکَ مَا بَیْنَھُمَا (درمنثور جلد ۵ ص۲۰۵) یعنی فرماتا ہے خدا کہ فجر و عصر کے بعد میرا ذکر کر تجھ کو کفایت کریگا.

آج کل دیکھنا چاہیئے. کہ ان حدیثوں پر عمل کرنا سوائے صوفیہ کرام کے کسی کو بھی نصیب نہیں. پس دعا مانگو. کہ پاک پروردگار اپنے ذاکرین مقربین کے ساتھ حشر میں اٹھائے اور ان کی شفاعت نصیب فرماوے آمین

آداب پیر خود

انسان جب کسی کے ساتھ نسبتِ غلامی اور رشتہ خادمی قائم کرتا ہے، تو اپنے آقا اور مخدوم کے آداب بجالانے میں از حد ساعی اور کوشاں رہتا ہے۔ کیونکہ ہر ایک ترقی اور بہتری اپنے مولا کی خوشی اور رضامندی پر موقوف ہے۔ اور آداب سے مقصود ہی صرف رضامندی پیر ہے اور انسان روحانی ترقی اور خزانہ باطنی تب ہی حاصل کرتا ہے۔ جب اس کا نفس ذلیل و خوار ہو۔ اور یہ ذلت اس کو تب ہی ہوتی ہے۔ جب انسان ہر ایک کام کو اپنے پیر کے ماتحت رکھے۔ اور حتی الامکان پیر کے خلاف نہ کرے۔ اگر شامتِ نفس سے پیر کا خلاف ہو جائے تو معافی مانگے اور توبہ کرے۔ آداب پیر اگرچہ سب کتبِ تصوف میں مرقوم ہیں۔ مگر میں صرف حضرت امام ربانی قطب یزدانی غوثِ صمدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف سے چند آداب نقل کرتا ہوں۔ جلد اول مکتوب ۱۶۱ وغیرہ۔

۱۔ تفویضِ مرادات خود با پیر خود و در رنگ میت شدن است در دستِ غسال۔

۲۔ خود را تمام باو سپارد و خود را در مرضیاتِ او شناسد و دل خود را از جملہ جہات گرد اند بہ پیر خود سازد (۳) باوجود پیر بے اذنِ او بنوافل مشغول نشود بلکہ اذکار ہم نہ پردازد (۴) در حضورِ او بغیر او التفات ننماید بکلیہ خود متوجہ باو نشیند حتیٰ بذکر ہم مشغول نشود تا آنکہ امرے کند (۵) حتی الوسع در جائے نہ ایستد کہ سایہ او بر جامۂ پیر یا بر پیرِ او فتد (۶) و بر مصلے او پا ننہد و جائے کہ پیر وضو کند در آنجا طہارت نہ کند و در غیبت پائے خود را بسوئے پیر خود دراز نکند (۷) ظروفِ خاص استعمال پیر خود را استعمال نہ کند۔ در حضور او باکسے متوجہ نشود۔ (۸) در حضورِ پیر آدابِ طعام نہ خورد و نہ باکسے سخن کند و نہ بجانب پیر بزاق دہن اندازد۔ (۹) ہر چہ از پیر صادر شود آنرا صواب داند و اگر در الہامش خطا راہ یابد در رنگ خطائے اجتہادیست (۱۰) در امور جزئی و کلی اقتدا بہ پیر کند چہ در خوردن و نوشیدن چہ در خفتن و طاعت کردن۔ (۱۱) نماز را

بطور او ادا ننماید و فقہ را از عمل او اخذ باید نمود۔ (۱۲) بے سعادت ترین جملہ خلائق عیب بین
ایں طائفہ عالیہ است (۱۳) از پیر خود طلب کرامات و خوارق نکند اگر شبہ پیدا گردد لیے توقف
عرض نماید اگر حل نشود تقصیر بر نفس خود نہد (۱۴) از ہر واقعہ پیر را اطلاع دہد و تعبیر خواب
نیز از و طلب کند و ہر چہ بر طالب منکشف گردد آں ہم بہ پیر عرض کند و صواب و خطا از و جوید
(۱۵) بر کشوفِ خود اعتماد ننماید۔ بے ضرورت بے اذن پیر جدا نشود (۱۶) آواز خود را بر آوازِ
پیر بلند نہ کند و ہر فیضے و فتوحے کہ با مرید رسد از پیر خود بداند۔ و حضرت خواجہ رضی اللہ تعالےٰ
عنہ فرماند (۱۷) پیر محبوب است او محبت باو درست کنند و در جہاں وسیلہ درگاہ حق سازند
و دل را باو ارتباط کلی واقع شود۔ (۱۸) در نفیسہ زبدۃ الابرار حضرت ناصر الدین خواجہ عبید اللہ احرار
نوشتہ۔ زنہا زنہار زار بارکہ از مصاحبت و ہم نشینی بد پرہیز کن و از جماعتے کہ غیر ازیں باشند اجتناب نمائند
(ف) طالب کو مرید ہونے سے پہلے پہل پیر کے اندر وہ باتیں دیکھ لینی شرط ہیں۔ جو شیخت اور
پیری کو لازم و ضروری ہیں۔ وہ تمام باتیں احیاء۔ اور عوارف شریف اور نفحات جامی اور شحات اور
قول الجمیل اور غنیۃ الطالبین وغیرہ میں مفصل مرقوم ہیں۔ مگر ان میں سے چند علامات پیر تحریر کر کے
ناظرین کو متنبہ کیا جاتا ہے۔ کہ ہر اک کے مرید نہ بنیں۔ بلکہ علاماتِ پیر مسطور الذیل کا وجود بھی پہلے
تلاش کیا کریں۔

اوّل۔ تو پیر و مرشد کا عالم ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ بے علم فقیر کی مثال ایسی ہے۔ جیسا کہ اندھا
گھوڑے پر سوار۔ جیسا اندھا گھوڑے کو تو قابو کر لیتا ہے۔ مگر راستہ و رفتار کا علم اس کو نہیں۔ بلکہ
گھوڑا کسی وقت چاہے تو گرا دے یا جدھر چاہے لے جائے۔ اسی طرح فقیر بے علم نفس اپنے پر قابو تو پا
لیتا ہے۔ مگر شیطان کے بگاڑنے کے راستوں کا علم ہونا اشد ضروری ہے۔ علم سے مراد فلسفہ و منطق و ریاضی نہیں
بلکہ صرف علوم ضروریہ ما یتعلق بالتقویٰ کا ماہر و عالم ہو۔

دوم۔ یہ کہ عقیدہ اہل سُنت والجماعت سے اس کا قول و فعل باہر نہ ہو۔

سوم۔ یہ کہ دنیا و حب جاہ و مال میں سرگرم نہ ہو۔ بلکہ ہدایت خلق اللہ مقصود رہے۔

چہارم۔ خودی وتکبر وانانیت کے الفاظ عمداً زبان سے نہ نکالے۔
پنجم۔ کسی قسم کی بدعت سیئہ کا موجد و مرتکب نہ ہو۔
ششم۔ احکام ظاہریہ شرعیہ کا اس حد تک اہتمام کرے۔ کہ ادنیٰ ادنیٰ مکروہ مشکوک
چیزوں سے احتیاط اور حتیٰ الوسع مستحب بھی ترک نہ کرے۔
ہفتم۔ یہ کہ وہ اپنے مریدوں کے خلاف عقائد اہل سنت تعلیم وتلقین نہ کرے۔
ہشتم۔ بے پیر بے مرشد نہ ہو اپنے پیران طریقت کا شجرہ شائع کرے۔

ع "کے شود بے شبر مسکہ کے شود بے پیر پیر"

نہم۔ سلف صالحین وعلماء دین پر بدظن نہ ہو۔ بدگو نہ ہو۔
دہم۔ ہر ایک ادنیٰ اعلیٰ امیر غریب کے ساتھ اخلاق وسلوک حسنہ سے برابر پیش آوے۔ ریا کا اس میں دخل نہ ہو۔
بالفعل تو یہی علامات کافی ہیں۔ زیادہ ضرورت ہو تو مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اور قوت القلوب ابو طالب مکی اور ملفوظات خواجگان کا مطالعہ فرماویں۔ پس اگر ایسا پیر جو صفات مذکورہ سے متصف ہو مل جائے۔ تو فوراً مرید ہو جاوے۔ ایسا نہ ہو۔ من لاشیخ لہ فشیخہ الشیطان (بے پیر کا پیر شیطان ہے) اب رہی یہ بات کہ کس طریقہ میں داخل ہونا چاہئیے۔ یہ بات قابل ذکر نہیں۔ کیونکہ اولیائے اللہ کے سب سلسلے خدا تک پہنچتے ہیں۔ البتہ جو سلسلہ جس صحابی سے شروع ہے۔ اس میں اس صحابی کی قدر ومنزلت کے مطابق فضیلت ہے۔ مقصود تو یہ ہے۔ کہ شیخ کامل و مکمل ہو۔ نقشبندی ہو یا قادری ہو چشتی ہو یا سہروردی ہو۔ ہاں اتنا ضرور ہے۔ کہ جب ایک سلسلہ میں داخل ہو گئے۔ تو اس سلسلہ کو حقیر سمجھ کر ترک کر دینا اور دوسرے سلسلہ میں داخل ہونے کی خواہش کرنا محرومی کی علامت ہے۔ مگر یہ احتیاط بیعت کرنے سے پہلے چاہئیے۔ فی الاصل اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ طریقت وبیعت شاخ ہے۔ شجر توحید ومعرفت کی یا اس نور الانوار نور مطلق کا قرب حاصل کرنے کا راستہ ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام کو فرمایا فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً۔ یعنی آدم علیہ السلام زمین میں بارگاہ حق کا خلیفہ ہے۔ پھر داؤد علیہ السلام کو فرمایا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً۔ یعنی ہم نے تجھ کو

خلیفہ مقرر کیا۔ اسی طرح سب انبیاء کرام علیہم السلام بھی وہی کام کرتے رہے۔ جو خلیفوں کا ہے خلیفہ بمعنے نائب یا نگہبان ہے۔ گویا خدا نے حضرات انبیاء علیہم السلام کو اس لئے ارسال فرمایا کہ خلق کو راہِ حق بتادی جائے اور ان کے حالات کی نگرانی کر کے کسی کے حق میں بشیر ہوں کسی کے حق میں نذیر۔ اسی طرح سے نبیوں نے بھی بامر خدا اپنا اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔ چنانچہ موسےٰ علیہ السلام نے ہارون ع کو اپنا خاص خلیفہ مقرر فرمایا۔ اُخۡلُفۡنِیۡ فِیۡ قَوۡمِیۡ وَاَصۡلِحۡ صحابہ رض بھی خلافت و امامت کی دعا خدا سے مانگا کرتے تھے وَجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا اسی طرح حضرت سیدنا رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم جنگ تبوک میں اپنے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے جانشین چھوڑ گئے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا اَنۡتَ مِنِّیۡ بِمَنۡزِلَۃِ ہَارُوۡنَ مِنۡ مُّوۡسیٰ اسی طرح فرمایا کہ میرے بعد ابوبکر رض و عمر رض کی اقتداء کرو جس قوم میں ابوبکر رض موجود ہوں تو اور کوئی امامت کا حقدار نہیں۔ اور بھی خلفا ہوتے اور مہدی علیہ السلام بھی خلیفہ ہی ہونگے۔ پس یہ جو حضرات مشائخین اپنے خلفاء مقرر کرتے ہیں۔ تو گویا سنت الٰہیہ و سنت نبویہ کے مطابق ہے۔ لہٰذا ایمان داروں کو ہر وقت یہ دعا مانگنی چاہیئے۔ وَ جۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا۔

ہاں آج کل کے جہال نے جو طریقہ ملحدانہ بدعت روش پیری مریدی کا نکالا ہے یہ سراسر شرع شریف کے مخالف ہے۔ جیسا بنگ بو زنہ نماز نہ روزہ۔ چرس۔ پوست کا استعمال۔ ذکر فکر سے محض بے خبر۔ تماشا و رنگ راگ کا شوق۔ تصویر پرستی ان کی عبادت ہے۔ گانا بجانا مقام روح ہے ایسے ایسے خلفاء شیطان ہیں۔ ایسے لوگوں سے دور ہی رہنا عبادت ہے۔ قرآن و حدیث و اقوالِ علماء کی اسی پر شہادت ہے۔ بے پیروں بے مرشدوں سے بچو! بچو!! بچو!!!

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست	پس بہر دستے نباید داد دست
دور شو از اختلاط یارِ بد	یارِ بد بدتر بود از مارِ بد
مارِ بد تنہا ہمیں بر جاں زند	یارِ بد بر جان و بر ایمان زند
مارِ بد جانت ستاند اے سلیم	یارِ بد آرد سوئے نارِ جحیم!

یک زمانہ صحبت با اشقیاء — بدتر از مار افعی جاں گزا

اور صلحا کی صحبت و بیعت سے صدہا بیماریاں دور ہوتی ہیں کیونکہ یہی لوگ تو اطباء و حکماء اہلِ ایمان ہیں ؎

چند چند از حکمتِ یونانیاں — حکمت ایمانیاں را ہم بخواں

علم گر بر تن زنی مارے بود — علم گر بر دل زنی یارے بود

صد کتاب و صد ورق در نار کُن ! — جان و دل را جانب دلدار کُن

اگر انسے شفا نہ ہو تو پھر شفا کہاں؟ یہ تو ایسے حکیم و طبیب ہیں کہ دوا بھی مفت، علاج بھی مفت غذا بھی مفت صرف مریض کا صدق و اخلاص سے حاضر ہونا شرط ہے اور صدق و اخلاص کی علامت یہ ہے کہ حکیم کو دوست خیر خواہ جان کر جس سے پرہیز کا حکم کرے اس سے بچے علاوہ ازیں یہ لوگ اہل اللہ حضوری میں رہتے ہیں جو شخص انکے ساتھ تعلق رکھے وہ بھی ضرور خدا کے دربار میں پہنچ جاتا ہے ؎

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا ! — او نشیند در حضورِ اولیاء

صحبت ایشاں اگر باشد نصیب — دولتِ جاوید یابی اے حبیب

برترند از عرش و کرسی علاء — ساکنان مقعدِ صدق و صفاء

آں دعائے شیخ نے چوں ہر دعاست — فانی است و گفتِ او گفتِ خداست

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

پس جب یہ لوگ درباری و حضوری ہوتے تو ان کی خدمتِ مقدس میں خادمانہ و متودبانہ مخلصانہ طور سے پیش آنا چاہیے.
کیونکہ یہ لوگ ظاہر کی طرف بہت کم نظر رکھتے ہیں اور باطن پر زدہ خیال رکھتے ہیں الطریقہ کلہ ادب ؎

از خدا خواہیم توفیق ادب — بے ادب محروم ماند از لطف رب

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد — بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد ! — تا دلِ مردِ خدا ناید بدرد

اصل میں انکے راضی کرنیکا عمدہ طریقہ تو یہ ہے کہ انسان اپنا جان مال اہل و عیال انپر قربان کرے سو ہم سے یہ ہو ہی نہیں سکتا ؎

جاں دہی از بہرِ حق جانت دہند — ناں دہی از بہرِ حق نانت دہند !

کاں دہی از بہر او کانے بری ! ! — جان دہی از بہر او جانے بری

شجرۂ طیبہ منظوم اردو

حمد ہے سب خالق ارض و سما کیواسطے ۔۔۔ اور ہو صلوٰۃ بے حد مصطفیٰ کے واسطے

فضل و رحمت کے بھروسہ پر تیرے مولیٰ کریم ۔۔۔ ہاتھ اپنا ہیں اٹھاتا ہوں دعا کے واسطے

دل سیاہ لے کے ہوں حاضر میں تیری درگاہ میں ۔۔۔ کر منور نور سے ذاتِ بقا کے واسطے

تیری رحمت سے تو کم ہیں میرے عصیاں اے غفور ۔۔۔ بخش دے حضرت محمّد مصطفیٰ کے واسطے

ہو عطا باغِ صداقت سے مجھے بوئے یقین ۔۔۔ حضرت صدیق اکبر باصفا کے واسطے

آفت دارین سے محفوظ و سالم رکھ مجھے ! ۔۔۔ فارسی سلمان دافع ہر بلا کے واسطے

کر میری قسمت میں یا رب نعمتیں فردوس کی ۔۔۔ قاسمِ عرفاں ولی صاحب رضا کے واسطے

مثلِ آئینہ ہو سینہ نور وحدت سے تیری ۔۔۔ جعفر صادق امام اصفیا کے واسطے

جام عشق احمدی سے کر مجھے مدہوش و مست ۔۔۔ بایزید شاہ مستاں بے ریا کے واسطے

آتنا حسنات فی الدارین اے ربّ قدیر ۔۔۔ بوالحسن شیخ زمن پیر ہدیٰ کے واسطے

آرزو ہر دم یہی ہے درد ہو مجھ کو عطا ۔۔۔ بوعلی کامل ولی وحق نما کے واسطے

شربت عشق نبیؐ سے درد عصیاں دور ہو ! ۔۔۔ یوسفِ صادق خلیل با سخا کے واسطے

بہرِ عبدِ خالق کل شاخ ایمان سبز ہو ۔۔۔ عارف راہ حقیقت رہنما کے واسطے

فی الحقیقت پاک اور محمود تیری ذات ہے ۔۔۔ فیض بخش اہل درد و بینوا کے واسطے

عزت و عظمت عطا ہو دین و دنیا کی مجھے ! ۔۔۔ آن عزیزانِ علی مشکلکشا کے واسطے

بلبل باغِ طریقت قمری سرو بہشت ۔۔۔ حضرت بابا سماسی پارسا کے واسطے

ماہیٔ بحرِ حقیقت واقفِ اسرارِ حق ! ۔۔۔ سید میر کلال بادشاہ کے واسطے

داغ عشق مصطفیٰ کی مہر ہو دل پر میرے ۔۔۔ نقشبند فیضِ عالم پیشوا کے واسطے

شاہ بازِ لامکان و طائر باغِ وصال ۔۔۔ یعنی عطار علاؤالدین ہما کے واسطے

آتشِ کبر و عداوت بخل سے دیجو نجات ۔۔۔ خواجہ یعقوب ذی جود و سخا کے واسطے

مالکِ ملک عبادت عاشقِ معبود حق، آں عبید اللہ شاہ اولیاء کے واسطے
اور لباس زہد و تقویٰ بخش اے ربّ قدیر خواجۂ زاہد محمدؐ پارسا کے واسطے
عجز و مسکینی و درویشی و دل سوزی بہم ہو عطا درویشِ حق مردِ خدا کے واسطے
خازنِ انوار احمدؐ گنج بخش خاص و عام شافعِ محشر محمدؐ مقتدا کے واسطے
دائمی حاصل بقا ہو عالمِ فانی ہو دور حضرت باقی باللہ باخدا کے واسطے
بہرِ سلطانِ طریقت تیرہ باطن صاف ہو شیخ احمدؐ شمسِ دیں بدر الدجیٰ کے واسطے
عفت و عصمت طہارت پارسائی اتقا کر عطا معصوم از سہو و خطا کے واسطے
خاتمہ بالخیر و باایمان میرا کیجیو حجۃ اللہ آں امام اتقیاء کے واسطے
کون ہے تجھ بن میرا جیسا ہوں ویسا ہوں تیرا! رحم کر مجھ پر زبیر اولیاء کے واسطے
روئے انور خوئے والا حبذا صد مرحبا خواجۂ قطب الدین اشرف لقا کے واسطے
دل کی حسرت ہے یہی اور التجا میری یہی! ہو جمال اللہ کا حاصل گدا کے واسطے
مرضِ دل بڑھتا گیا ہے اب تو اے عیسیٰ میرے کر دوا ہو وے شفا طالب شفاء کے واسطے
شیخِ عالم قطبِ اعظم غوث و فیاضِ زماں فیض اللہ فیض دہ شاہ و گدا کے واسطے
معدنِ علم و ہدایت مظہرِ نورِ خدا خواجۂ نورِ محمدؐ باصفا کے واسطے
زبدۂ ابدالِ دوراں تاجِ فقراء جہاں آں فقیر محمدؐ صاحبِ ہدیٰ کے واسطے
حاجی گل از گلستان رسول کردگار!! واقفِ سرّ و علا قدر و قضا کے واسطے
حضرت شاہ جماعت علی ہوں میرے شفیع مصدرِ فیض و کرم نجم الہدیٰ کے واسطے
سیّد و حاجی و عالم حافظ و کامل فقیر منبع حلم و حیا نور و ضیا کے واسطے
وہ بہارستانِ احمدؐ کے جو تازہ پھول ہیں ہو فدا یہ جان و دل اس خوش لقا کے واسطے
اس ولی کے زیرِ سایہ رکھیو کونین میں نور چشمِ سیّدہ خیر النساء کے واسطے
بخش دے ماں باپ میرے اور محب و اقربا جملہ شہدائے حسین و کربلا کے واسطے
عاجز و مسکین کو یارب دے جزائے خیر تو! خیر دینا خیر دیں خیر الوریٰ کے واسطے

عربی شجرہ نمبر اول

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فَضْلًا عَظِیْمًا وَّعَفْوًا کَرِیْمًا وَّنَصْرًا عَزِیْزًا وَّفَتْحًا مُّبِیْنًا بِحُرْمَةِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مُّصْطَفٰی

اَللّٰھُمَّ نَجِّنَا مِمَّا نَخَافُ فِی الدَّارَیْنِ بِحُرْمَةِ سَیِّدِنَا اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ بِحُرْمَةِ سَیِّدِنَا حَضْرَتْ سَلْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

اَللّٰھُمَّ اخْتِمْ لَنَا عَلَی الْاِیْمَانِ بِحُرْمَةِ سَیِّدِنَا حَضْرَتْ قَاسِمْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

اَللّٰھُمَّ اَھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ بِحُرْمَةِ سَیِّدِنَا جَعْفَرِ الصَّادِقْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ بِحُرْمَةِ حَضْرَتْ سُلْطَانِ الْعَارِفِیْنَ بَایَزِیْدِ بُسْطَامِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ قُلُوْبَنَا بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ بِحُرْمَةِ حَضْرَتْ اَبُوالْحَسَنْ خَرْقَانِیْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

اَللّٰھُمَّ اقْضِ حَاجَاتِنَا بِحُرْمَةِ حَضْرَتْ اَبُوْعَلِیْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذُنُوْبَنَا بِحُرْمَةِ حَضْرَتْ اَبُوْیُوْسُفْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عُیُوْبَنَا بِحُرْمَةِ حَضْرَتْ عَبْدُالْخَالِقْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

اَللّٰھُمَّ اشْرَحْ صُدُوْرَنَا بِحُرْمَةِ حَضْرَتْ مُحَمَّدْ عَارِفْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قُلُوْبَنَا بِحُرْمَةِ حَضْرَتْ مَحْمُوْدْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ حَضْرَتْ عَزِیْزَانْ عَلِیْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا فِیْ اَنْفُسِنَا صَغِیْرًا وَّفِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْرًا بِحُرْمَةِ حَضْرَتْ بَابَا سَمَّاسِیْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

اَللّٰھُمَّ اَوْصِلْنَا اِلٰی مَقَاصِدِنَا بِحُرْمَةِ حَضْرَتْ مِیْر کُلَالْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُھْلِکْنَا بِعَذَابِكَ بِحُرْمَةِ حَضْرَتْ خَوَاجَہ
مُحَمَّدْ بَھَاؤُ الدِّیْنْ نَقْشْبَنْدْ بُخَارِیْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

اَللّٰھُمَّ اکْفِنَا فِیْ مُھِمَّاتِنَا بِحُرْمَةِ حَضْرَتْ عَلَاؤُ الدِّیْنْ عَطَّارْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا بِحُرْمَةِ حَضْرَتْ یَعْقُوْبْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

اَللّٰھُمَّ لَا تُؤَاخِذْنَا بِمَا نَسِیْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا بِحُرْمَةِ حَضْرَتْ عُبَیْدُاللّٰہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

اَللّٰھُمَّ انْصُرْنَا فِیْ اُمُوْرِنَا بِحُرْمَةِ حَضْرَتِ مُحَمَّد زَاهِد رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْهِ
اَللّٰھُمَّ اَحْلِلْ مُشْکِلَاتِنَا بِحُرْمَةِ حَضْرَتِ دَرْوِیْش مُحَمَّد رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْهِ
اَللّٰھُمَّ هَوِّنْ عَلَیْنَا سَکَرَاتِ الْمَوْتِ بِحُرْمَةِ حَضْرَتِ مُحَمَّد مُقْتَدِیْ رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْهِ
اَللّٰھُمَّ سَهِّلْ عَلَیْنَا عَسِیْرَنَا بِحُرْمَةِ حَضْرَتِ عَبْدُ الْبَاقِیْ رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْهِ
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ رُوْحِیْ نُوْرًا وَّفِیْ عَیْنِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ نُوْرًا
بِحُرْمَةِ حَضْرَتِ شَیْخ اَحْمَد مُجَدِّد اَلْفِ ثَانِیْ رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْهِ
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا بِحُرْمَةِ حَضْرَتِ مُحَمَّد مَعْصُوْم رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْهِ
اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ بِحُرْمَةِ حَضْرَتِ مُحَمَّد حُجَّةُ اللهِ رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْهِ
اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ فَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ بِحُرْمَةِ حَضْرَتِ مُحَمَّد زُبَیْر رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْهِ
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا عِنْدَكَ عَزِیْزًا مَّنْصُوْرًا بِحُرْمَةِ حَضْرَتِ مُحَمَّد قُطْبُ الدِّیْن رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْهِ
اَللّٰھُمَّ اَحْیِنَا عَلَی الْاِسْلَامِ وَاَمِتْنَا عَلَی الْاِیْمَانِ بِحُرْمَةِ حَضْرَتِ خَوَاجَه جَمَالُ اللهِ رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْهِ
اَللّٰھُمَّ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِیْنَ بِحُرْمَةِ حَضْرَتِ مُحَمَّد عِیْسٰی رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْهِ
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا بِحُرْمَةِ حَضْرَتِ مُحَمَّد فَیْضُ اللهِ رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْهِ
اَللّٰھُمَّ تَجَاوَزْ عَنْ سَیِّاٰتِنَا بِحُرْمَةِ حَضْرَتِ خَوَاجَه نُوْر مُحَمَّد رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْهِ
اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّكَ وَحُبَّ حَبِیْبِكَ بِحُرْمَةِ حَضْرَتِ فَقِیْر مُحَمَّد رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْهِ
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا بِحُرْمَةِ هَادِیْنَا وَمُرْشِدِنَا وَمَخْدُوْمِنَا حَضْرَتِ
سَیِّدِنَا حَافِظ حَاجِی **جَمَاعَت عَلِی شَاہ** عَلِی پُوْرِی دَامَ اللهُ ظِلَالَهٗ
عَلَی الْمُرْشِدِیْنَ وَفَیْضَانَهٗ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ۔ اٰمِیْن۔ اٰمِیْن۔ اٰمِیْن بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ٥

عربی شجرہ نمبر دوم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا **مُحَمَّدٍ** وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْن

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا اَبُوْبَکْر صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا سَلْمَان صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا قَاسِم صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا جَعْفَر الصَّادِق صَاحِبْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا بَایَزِیْدِ صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا اَبُوالْحَسَن صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا اَبُو عَلِی صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا اَبُو یُوسُف صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا عَبْدُ الْخَالِق صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا مُحَمَّد عَارِف صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی سَیِّدِنَا مَحْمُود صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا عَزِیْزَان عَلِی صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی سَیِّدِنَا بَابَا سَمَاسِی صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا مِیْر کُلَال صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا خَوَاجَہ نَقْشْبَنْد صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا عَلَاؤالدِّیْن صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا یَعْقُوب صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا عُبَیْدُ اللّٰہ صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا زَاھِد صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا دَرْوِیْش مُحَمَّد صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا مُحَمَّد مُقْتَدَا صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا عَبْدُ الْبَاقِی صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا شَیْخ اَحْمَد فَارُوْقِی صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا مُحَمَّد مَعْصُوْم صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا مُحَمَّد حُجَّۃُ اللّٰہ صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا مُحَمَّد زُبَیْر صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا قُطْبُ الدِّیْن صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِنَا حَافِظ جَمَالُ اللّٰہ صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا مُحَمَّد عِیْسٰی صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِنَا فَیْضُ اللّٰہ صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا بَابَا نُوْر مُحَمَّد صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا فَقِیْر مُحَمَّد صَاحِبْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا وَھَادِیْنَا وَمُرْشِدِنَا وَمَخْدُوْمِنَا حَافِظ سَیِّد حَاجِی جَمَاعَت عَلِی شَاہ صَاحِبْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی حَبِیْبِکَ وَخَلِیْلِکَ وَنَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَخُدَّامِہٖ وَعُلَمَآءِ اُمَّتِہٖ وَصَلِّ وَسَلِّم عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ وَاَھْلِ طَاعَتِکَ اَجْمَعِیْنَ وَارْحَمْنَا مَعَھُمْ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۝

طریقہ نقشبندیہ کا اصلی مقصد

اس طریقہ کا نام طریقہ رسولیہ صدیقیہ ہے۔ اور اس سلسلہ ذہبیہ بھی کہتے ہیں۔ اس کی اصلی غرض یہ ہے کہ انسان دنیا میں رہ کر اپنی عبدیت وعبودیت کا اقرار و اظہار و ثبوت روحانی وجسمانی طریق سے بیان کرے اور

اس کی حالت تمدن پر بھی زد نہ آوے۔ اور حقوق خالق ومخلوق کو ایسی صورت سے ادا کرے کہ جس سے
شریعت محمدیہ وسُنت احمدیہ کی توہین وتحقیر نہ ہو۔ کیونکہ کفار کو بھی ایک قسم کا دعویٰ تصوف ہے۔ جیسا
رہبان۔ عیسائیوں اور یہودیوں میں اور جوگی گوسائیں ہندوؤں میں۔ مگر ہمارے حضرات اہل تصوف میں
اوران مخالفین حق میں مابہ الامتیاز والتفریق صرف یہی ہے۔ کہ ہمارے سلف صالحین پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے متبع ومنقاد ہیں اور فریق ثانی حضور علیہ السلام کا مخالف ونافرمان ہے۔ تصوف نے دنیا میں آکر سب سے
بڑھکر پہلا یہی نقص انسانی دور کیا۔ کہ انسان کے اندر بوجہ وساوس وخطرات یا باغوائے شیطان ونفس
بہت سی کمزوریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور روح میں ایک طرح کی پژمردگی اور غفلت پیدا ہو جاتی ہے
اور دنیا کی محبت وخواہش وحرص زیادہ ہوتی ہے اور اخلاق حسنہ کم ہو جاتے ہیں۔ اور دل کے روزن پر ایک
پردۂ غفلت پڑ جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ انسان اپنے سچے رہبر صادق مشفق اصدق امام المرسلین محبوب
رب العالمین شفیع محشر پیارے ہادی صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے منہ پھیرتا اور عبادت حق سے دل چراتا
ہے۔ بلکہ بسا اوقات کئی محرمات مثل شراب و زنا و مال حرام و بدعاتِ سیئہ و بھنگ و افیون وغیرہ کو اپنے
اوپر حلال بلکہ اسی کو تصوف خیال کر لیتا ہے۔ حضرات صوفیۂ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان نے اس کمی کو اس
طرح دور کیا۔ کہ جس وقت انسان درگاہ حق سے دور اور دربار محمدیؐ سے بہت علیحدہ ہو جائے۔ تو اس کو قرب
حق ومحبت پیغمبرؐ کی حاصل کرنے کے واسطے ایسی ایسی تجویزیں اور تدبیریں بتائی جائیں۔ جن سے اس کا آئینہ قلب
صاف اور سینہ پاک ہو۔ اور اس کے دل میں سے حب دنیا کم ہو۔ اور مرضیات الہٰیہ کی طلب وتحصیل زیادہ
ہو۔ اور حق اللہ وحق الخلق کو بآسانی ادا کرے۔ جو کہ اسلام کا مقصد اعظم ہے۔ تو اس کے لئے معیار صداقت
یہ ہے۔ کہ انسان کا تصوف وتزہد وتعبد وتمدن اگر پیغمبر برحق محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے
موافق ہے۔ تو بیشک صوفی اصلی ہے۔ ورنہ نقلی۔ میرے اس بیان کے شاہد ومؤید ایک دو یا دس بیس نہیں
بلکہ ہزار در ہزار اولیاء اکرام ہیں۔ اگر زیادہ ضرورت ہو تو حضرت سلطان الاولیاء غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر
جیلانی رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کی کتاب غنیۃ الطالبین اور امام غزالی علیہ الرحمۃ کی کیمیا سعادت اور امام
ربانی غوث صمدانی قطب یزدانی محبوب سبحانی شیخ العالم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سرہندی کے مکتوبات

شریف کا مطالعہ فرماویں سچی بات تو یہی ہے۔ کہ جس کو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں فیوض و برکات اور انوار و حقائق حاصل نہ ہوں۔ اور جو شخص حضور علیہ السلام کے ارشاد خیر نہاد پر عمل کرنے سے بھی صوفی حق نہ ہو۔ تو اس کو سمجھنا چاہیئے کہ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا کے رو سے کبھی صوفی حق نہ ہوگا۔

خلافِ پیغمبر کسے رہ گزید　　　　که هرگز نخواهد به منزل رسید

چنانچہ فرمایا حضرت امام الشریعت والطریقت مخزن اسرار حقیقت معدن انوار معرفت شہنشاہ مشکلکشا خواجہ خواجگان محمد بہاؤ الدین المعروف بہ شاہ نقشبند بخاری رضی اللہ عنہ نے۔ "بناء طریقہ ما بر تبع احادیث و آثار است" (ہمعات شاہ ولی اللہؒ) اور فرمایا "مقصود ما آن است کہ سلوک ما بر جادۂ مصطفویہ و متابعت سنت باشد و حق از باطل متمیز گردد"۔ اور ایک جگہ فرمایا "طریقۂ ما از لوازم عروۃ الوثقی است۔ دریں طریقہ باندک عمل فتوح بسیار است اما رعایت سنت کار یست بزرگتر" (انیس الطالبین) اور فرمایا امام العارفین تاج الواصلین حضرت امیر حمزہ ابن حضرت سید میر کلال رضی اللہ عنہ نے "ہر کہ از شریعت بر حقیقت آید او را بازار برید و بفروشید کہ از وے چیزے نیاید۔ تا از در مصطفےٰ نہ آئی۔ ہرگز بسر صفا نہ آئی"۔ اور ایک جگہ فرمایا حضرت منبع الجود والاحسان مصدر النور والفیضان قدوۃ الصالحین زبدۃ السالکین سید امیر کلال رضی اللہ عنہ نے "اے یاران شما را وصیت مے کنم بہ طلب علم و متابعت شریعت کہ ہمہ سعادت ہا و دولت ہا بواسطہ ہمیں است" (رفیق السالکین) ایک جگہ فرمایا "بدانکہ تصوف پاکیزہ داشتن دل است از غیر خدا و آراستن است بفرضہائے خدا و سُنت ہائے خاتم پیغمبر السنت" الخ اور فرمایا "مذہب آنانکہ بر حق اند آنست کہ متابعت کنند سُنتِ رسول علیہ السلام را و صحبت با اہل سنت والجماعت دارند الخ"۔ اور فرمایا حضرت ممدوح الشان نے "خاصانِ خدا کسانے اند کہ متابعت شریعت حضرت رسول علیہ السلام کنند و بر مذہب اہل سنت والجماعت زندگانی کنند الخ"۔ یہی حضرت ممدوح الصدر اور ایک جگہ فرماتے ہیں "اگر در عبادت پشت خمیدہ شود و تن شما چون زہ شود و در ریاضت باریک شود مگر تا وقتیکہ لقمہ و خرقہ خود را پاک ندارید و پیروی شریعت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نہ کنید ہرگز

بمقصود نہ رسید زیرا کہ اصل ہمہ کارہا برین است" اور نیز آگے چلکر صفحہ ۵۵ میں لکھا ہے "بدانکہ خانوادہ خواجگان را بر سائد خانوادہا فضل بسیار است" الخ (از رفیق السالکین) اور حضرت سلطان الاولیاء برہان الاصفیاء مرشدِ عالم شیخ اعظم امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اپنے مکتوبات شریف جلد اول مکتوب ۲۴۴ میں تحریر فرماتے ہیں "پس ہر طریقیکہ ملتزم متابعت سنت سنیہ باشد و اوفق باتیان احکام شرعیہ از برائے اختیار اولی و انسب بود و آں طریق طریقِ اکابر نقشبندیہ است. چہ این بزرگواران دریں طریق التزام سُنت نمودہ اند و از بدعت اجتناب فرمودند. احوال و مواجید را تابع شرع ساختہ اند و آن تجلی ذاتی کہ دیگر آنرا کالبرق است نقشبندیہ را دائمی است بمع ذالک طریق ایشاں اقرب طرق والبتہ موصل است و نہایت دیگران در بدایۃ این بزرگواران مندرج است ونسبت ایشاں کہ بحضرت صدیق اکبر است فوق نسبتہا مشائخ است. اما فہم ہر کس بہ مذاق این اکابر نرسد. وحضرت خواجہ احرار فرمودند. کہ خواجگان این سلسلہ بہر زراقی ورقاصی نسبت ندارند کارخانۂ ایشاں بلند است. اگر دفاتر در بیان خصائص وکمالات این برگزیدگان تحریر کردہ شود حکم قطرۂ باشد از دریا. ملخصًا" مکتوب ۲۲۱ میں فرماتے ہیں "دریں طریق پیری و مریدی بہ تعلیم وتعلم است نہ بکلاہ وشجرہ دریں طریق ریاضات ومجاہدات بانفسِ امارہ باتیان احکام شرعیہ است والتزام متابعت سنت سنّیہ. این طریق از سائر طرق مشائخ بوجوہ امتیاز دارد. وسر حلقہ این طریقہ سنّیہ حضرت صدیق اکبرؓ است. کہ ایں بتحقیق افضل از جمیع بنی آدم است بعد از انبیاء علیہم اسلام وبہمیں اعتبار در عبارات اکابرین طریقہ واقع شدہ کہ نسبت ما فوق ہمہ نسبت ہا است" الخ. خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرمودہ اند کہ طریق ما اقرب طرق است" واز خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نقل کردہ اند کہ "چرا اقرب نباشد وموصل نبود. کہ انتہا در ابتداء آن مندرج است. پس رفع ہوائے نفس مربوط باتیاں احکام شرعیہ گشت. ہر قدر کہ در شریعت راسخ تر باشد از ہوائے نفس بعید تر بود. پس ہیچ چیز بر نفس امارہ شاق تر از امتثال او امر ونواہی شریعت نبود" اور مکتوب ۱۶۸ میں فرماتے ہیں "معلوم باد کہ علو این طریقہ عالیہ و رفعت طبقہ نقشبندیہ بواسطہ التزام سنت واجتناب از

بدعت است الخ" اور یہی بیان ہے مکتوب ۵۴ اور ۱۳۱ وغیرہ میں۔ اور ایک جگہ فرماتے ہیں " نزد فقیر یک گام دریں طریق زدن برابر بہزار گام در طریق دیگر است۔ داہیکہ بکمالات نبوت بطریق تبعیت و وراثت کشادہ میشود مخصوص بایں طریق عالی است۔ طریق ایں بزرگواران طریق اصحاب کرام است" الخ (جلد اول مکتوب ۶۶) **خلاصہ** عبارات مذکور الصدر کا یہ ہے۔ کہ انسان کا ہر ایک کام جب موافق سُنت سنیہ ہو۔ یہانتک کہ کھانا پینا چلنا پھرنا پہننا وغیرہ تو ہر اک کام عبادت اور ثمر حسنات ہو جاتا ہے۔ اور ہر اک کام میں اس کی روح پر اثر و پر توہ روح محمدی کا پڑتا رہتا ہے۔ اور کسی کام میں اس کو رجعت یا زحمت نہیں آتی۔ اسی واسطے شارع علیہ السلام نے سارے مضمون کو دو جملوں میں نہایت فصاحت و بلاغت سے ادا فرمایا۔ وہ یہ ہے۔ **حدیث** من رغب عن سنتی (وفی روایۃ) من ترک سُنتی فلیس منی ولم ینل شفاعتی۔ یعنی جو شخص میری سنت سے منہ پھیرے یا قصداً ترک کرے۔ تو وہ ہمارے سے نہیں۔ اور نہ وہ قیامت کے دن شفاعتِ نبوی کا مستحق ہے۔ پس حضرات بزرگان دین اولیائے کاملین نے سُنت احمدی کی ترویج پر بہت ہی زور مارا۔ اور خدا نے ان کی کوششیں پوری کیں۔ اور اسی واسطے ہمارا فرقہ بنام اہل سنت والجماعۃ موسوم ہوا۔ اور یہی مقصد اصلی ہے طریقہ انیقہ نقشبندیہ مجددیہ[1] کا۔ پس ہر ایک اہل ایمان پر لازم ہے۔ کہ نیک لوگوں کی صحبت و محبت و خدمت و اطاعت کریں۔ تاکہ قیامت کے روز انہی کے ساتھ محشور و مبعوث ہوں۔ اور جہاں تک ہو سکے گمراہ فرقوں مثل وہابی، نیچری، مرزائی و چکڑالوی وغیرہ سے بچتے رہیں۔ اور ان کے عقائد جدیدہ اور اعمالِ قبیحہ سے دور رہیں۔ اور اپنے اپنے خاندان اور طریقہ پر ثابت قدم رہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

---

[1] کتاب بہجۃ سنیہ فی آداب الطریقۃ العالیہ میں حضرت امام الکاملین قدوۃ الصالحین عمدۃ الواصلین محمد بن عبداللہ خالدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ قال الشاہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ طریقتنا اقرب الطرق وطلبت من اللہ طریقاً تکون موصلۃ وقد اجیبت دعوتہ کما فی الرشحات۔ وذکر العلامۃ الشیخ ابن حجر الھیتمی المکی خاتمۃ الفتاوی الطریقۃ العلیۃ السالمۃ من کدورات جھلۃ الصوفیہ وھی طریقۃ النقشبندیہ وقال العلامۃ الشیخ علی القاری حنفی فی شرح حدیث من دخل السوق فقال لا الٰہ الا اللہ الخ وھذا دلیل لما اختارہ السادۃ النقشبندیہ من اکابر الصوفیہ الخ۔ وقال العارف الاکمل المحقق الشیخ محمد مراد الازبکی اعلم ان الطریقۃ النقشبندیہ السنیۃ طریقۃ الصحابۃ علی اصلھا لم یزیدوا ولم ینقصوا وھی عبارۃ عن دوام العبودیۃ ظاھراً وباطناً بکمال الالتزام للسنۃ والعزیمۃ الخ۔ خلاصہ یہ ہے کہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ سب کدورتوں سے منزہ و مبرا اور اقرب الطرق ہے اور موافق حدیث و آثار صحابہ کرام ہے۔ اور جملہ طریقوں سے آسان ہے

مسئلہ بیعت مستورات

عورتوں کی بیعت کا ثبوت جس قدر قرآن میں ہے۔ وہ یہ ہے۔ یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَاَرْجُلِھِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْھُنَّ (الآیۃ) خلاصہ اس آیت کا یہ ہے۔ کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ عورتوں سے بیعت لیں۔ اس پر کہ نہ وہ چوری کریں نہ شرک کریں۔ نہ زنا وغیرہ۔ کسی کام میں آپ کی نافرمانی نہ کریں۔ اس آیت میں پہلے یہ فقرہ ہے۔ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یعنی جس وقت مومن عورتیں آپ کے پاس آئیں۔ اس جگہ ثابت ہوا۔ کہ مومنوں کو بھی بیعت کی ضرورت ہے اور یہ بیعت بغرض اجتناب از معاصی ہے۔ کیونکہ بعد از اسلام و ایمان بیعت توبہ ہے۔ نہ کہ بیعت اسلام وغیرہ۔ آخر میں ہے۔ فَبَایِعْھُنَّ پس بیعت لے ان سے۔ پس اب یہ بات غور طلب ہے۔ کہ عورتوں کا خود بخود آنا تین حال سے خالی نہیں (۱) یا تو حضور علیہ السلام نے خود عورتوں کو کسی وجہ سے بیعت کی تحریص و ترغیب دلائی ہوگی تب وہ آئیں (۲) یا عورتوں کو پہلے ہی سے مرید ہونے اور بیعت کرنے کی رسم یاد تھی۔ تو وہ حسب عادت قدیم آپ کے پاس آئیں۔ (۳) یا خود بخود ان کے دل میں اشتیاق بیعت پیدا ہوا تھا۔ تو وہ آئیں۔ بہرحال خدا نے حکم دیا اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ عورتوں سے بیعت لیں۔ اب یہ ثابت ہونا ضروری ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے اس آیت کی تعمیل فرمائی ہے یا نہیں۔ سو بے شک آپ نے فرمائی ہے۔ چنانچہ پہلا طریق عورتوں کی بیعت کا یہ ہے۔

حدیث اول۔ اخرج ابن سعد وعبد ابن حمید وابوداؤد وابویعلی والطبرانی وابن مردویہ والبیہقی عن ام عطیہ قالت لما قدم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم المدینۃ جمیع النساء الانصار فی بیت۔ فارسل الیھن عمر ابن الخطاب فقام علی الباب فسلم فقال انا رسول اللہ الیکن بایعن علی ان لا تشرکن باللہ شیئا ولا تسرقن ولا تزنین قلنا نعم فمد یدہ خارج البیت مددنا اید ینا من داخل البیت۔ کذا فی درالمنثور۔ قلت اخرجہ ابن جریر وثاقہ ابن کثیر الخ یعنی ام عطیہ فرماتی ہیں۔ کہ جس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

مدینہ طیبہ میں تشریف لائے۔ تو آپ نے انصار کی عورتوں کو بلا کر ایک مکان میں جمع کیا۔ اور ان کی طرف عمر رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔ اور حضرت عمرؓ نے دروازہ پر کھڑے ہو کر سلام کر کے فرمایا۔ کہ مجھے خدائے پاک کے رسولؐ نے بھیجا ہے۔ کیا تم بیعت کرو گی۔ اس پر کہ نہ شرک کرو خدا کے ساتھ اور نہ چوری کرو۔ اور نہ زنا کرو۔ تو سب عورتوں نے کہا کہ ہاں۔ پس فاروق اعظم نے اپنا ہاتھ دراز کیا۔ اور سب عورتوں نے اپنے اپنے ہاتھ لمبے کئے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ عورتوں کی مجلس جدا تھی۔ اور حضرت عمرؓ اکیلے وہاں تشریف لے گئے تھے۔ اور عورتوں نے ہاتھ سے بیعت کی پس ایک طریق یہی بیعت کا ہوا

حدیث دوم۔ اخرج ابن ابی حاتم عن مقاتل قال نزلت ھذہ الآیۃ یوم الفتح فبایع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرجال علی الصفاء وعمر یبایع النساء تحتھا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واخرج نحوہ ابن جریر وابن مردویہ عن ابن عباس یعنی بروز فتح مکہ کوہ صفا پر تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مردوں سے بیعت لیتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی پہاڑ کے نیچے عورتوں سے بیعت لیتے تھے۔ امام رازی نے تو کلبی کی بلفظ قیل بیان کی ہے جس سے ثابت کیا ہے۔ کہ عورتوں سے مصافحہ بھی کیا گیا۔ مگر شاذ وہ روایت چنداں معتبر نہیں۔

حدیث سوم۔ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا بایع النساء دعا بقدح ماء فغمس یدہ فیہ ثم یغمسن ایدیھن فیہ۔ یعنی جس وقت بیعت لیتے رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام عورتوں سے تو منگواتے پانی اور اس میں اپنا ہاتھ مبارک ڈالتے۔ پھر وہ عورتیں بھی اپنے اپنے ہاتھ ڈالتیں“ روایت کیا اس کو ابن سعد و ابن مردویہ نے اور ابن اسحاق نے مغازی میں۔ پس یہ دوسرا طریق ہوا عورتوں کو بیعت کرنے کا

حدیث چہارم۔ عن الشعبی کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یبایع النساء ووضع علی یدہ ثوبۃ اخرجہ سعد ابن منصور و ابن سعد و ابن داؤد فی المراسیل وعبد الرزاق۔ یعنی امام شعبی سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جب عورتوں سے بیعت لیتے تھے۔ تو اپنے ہاتھ مبارک پر کپڑا رکھ لیتے تھے۔ پس یہ تیسرا طریق ثابت ہوا۔ عورتوں کی

بیعت کا۔ ملا علی قاری مرقاۃ میں لکھتے ہیں۔ وظاہرہ انہ کان مبایعۃ للنساء بالید ایضاً الخ اور امام ابن حجر نے فتح الباری شرح بخاری میں مفصل لکھا ہے۔ اور امام بخاری نے جو حضرت ام عطیہ کا تذکرہ بیعت لکھا ہے۔ وہاں پر یہ فقرہ بھی موجود ہے۔ فقبضت امرأۃ یدھا (الحدیث)

حدیث پنجم عن ام عطیہ قالت بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقرأ علینا اٰیۃ ان لا یشرکن باللہ شیئاً ونہانا عن النیاحۃ الخ متفق علیہ۔ یعنی ام عطیہ فرماتی ہیں کہ ہم سے بیعت لی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اور شرک و نوحہ (بین) سے منع فرمایا

حدیث ششم۔ ان ھندۃ بنت عتبۃ قالت یا نبی اللہ بایعنی فقال لا ابایعک حتی تغیر کفیک فکانہا کفا سبع رواہ ابو داؤد۔ یعنی ہندہ عتبہ کی بیٹی نے عرض کی کہ یا نبی مجھے بیعت کرائیں۔ آپ نے فرمایا میں بیعت نہ کراؤں گا جبتک تو دونوں ہاتھوں کا رنگ نہ بدل لے۔ (ف) شاید اس عورت نے ہاتھوں کو مہندی لگائی ہوگی اور ابتدا میں عورتوں کو مہندی منع تھی بعد ازاں رخصت ہوگئی تھی

حدیث ہفتم عن عائشۃ اومت امرأۃ من وراء الستر بیدھا کتاب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقبض النبی صلے اللہ علیہ وسلم یدہ فقال ما ادری اید رجل ام ید امرأۃ (الحدیث) رواہ ابو داؤد والنسائی یعنی ایک عورت نے پردہ میں اپنے ہاتھ نکالے۔ بیعت کے واسطے اور ہاتھ میں ایک چھٹی تھی بطرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو آپ نے اپنے ہاتھ مبارک پیچھے کھینچ کر فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ ہاتھ مرد کا ہے یا عورت کا (ف) وہ عورت خود تو پردہ میں تھی۔ پھر ہاتھ مبارک آنحضرت صلعم کا بوجہ نہ پہچاننے کے ہٹا لینا۔ اس سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس بی بی کا روبرو آنا ضروری تھا یا عورتوں کا روبرو ہونا لازم تھا۔ تاکہ ان کے حسب حال ہدایت کی جاتی۔

حدیث ہشتم عن امیمۃ بنت رقیقۃ انہا قالت اتیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی نسوۃ بایعنہ علی الاسلام فقلنا یا رسول اللہ بنایعک علی ان لا نشرک باللہ ولا نسرق ولا نزنی ولا نقتل اولادنا ولا نأتی ببہتان نفترینہ بین ایدینا وارجلنا ولا نعصیک فی معروف فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فیما استطعن واطقتن فقالت فقلن اللہ ورسولہ ارحم

منا من انفسنا هلم نبایعک و اصافحک فقال انی لا اصافح النساء (الحدیث رواہ الموطا و المعالم)
یعنی جناب کی خدمت میں عورتیں آئیں اور بیعت کرکے مصافحہ کا سوال کیا آپ نے فرمایا کہ میں عورتوں سے
مصافحہ نہیں کرتا (ف) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صرف قولی بیعت تھی بمصافحہ نہ تھا اور بالا روایتوں
سے ہاتھ ملانا بھی ثابت ہے پس علی سبیل الجواز ملانا بھی ثابت ہوا۔ اور عمل بر احتیاط ناجائز بھی ہوا اور سب سے
بہتر اس وقت وہ طریق ہے جو ہمارے سید و مولا حاجی حرمین الشریفین حافظ کلام رب المشرقین واقف علوم
کونین زبدۃ العارفین قدوۃ الزاہدین تاج الذاکرین عمدۃ العابدین حضرت مولانا صوفی مولوی سید جماعت علی
شاہ صاحب علی پوری ادام اللہ فیضانہم علینا و علی المسلمین نے اختیار فرمایا ہے۔ یعنی صرف ایک کپڑا پکڑ کر بیعت
فرماتے ہیں نہ مصافحہ کرتے ہیں۔ نہ ہاتھ ملاتے ہیں۔ بلکہ ہاتھ پاؤں و سب بدن چادر سے مستور کیا جاتا ہے
اور تلقین و تذکیر فرما کر رخصت کیا جاتا ہے۔ بغرضیکہ بہرحال بیعت عورتوں کی سنت ہے۔ لیکن یہ یاد
رہے کہ بیعت کرانے والا نہایت ہی صالح و عالم و متقی ہو۔ اور احکام شرعیہ کا عامل ہو۔ اور ادنیٰ ادنےٰ
مکروہات سے محترز ہو۔ اور مستحبات پر بھی عامل ہو۔ اور ہر وقت ذکر و فکر و مراقبہ میں مصروف ہو۔ مال و جاہ
کا طالب نہ ہو۔ خلاف عقائد مقلدین اس کا کوئی قول و فعل نہ ہو۔ اور اہلسنت پر بدظن نہ ہو اور غرور و تکبر و
انانیت و شیخی وغیرہ صفات ذمیمہ سے آلودہ نہ ہو۔ زاہد خشک نہ ہو۔ اس مسئلہ کی بحث ہم نے رسالہ الصوفیہ لاہور
جلد اول نمبر ۱۰ صفحہ ۵ میں درج کی ہے۔ ملاحظہ فرماویں۔ اور بیعت مستورات کی نسبت یہ بھی یاد رہے
کہ صرف بیٹھنا عورتوں میں منع ہے۔ ورنہ وعظ و ہدایت کرنا یا حکیم کا نبض وغیرہ دیکھنا یا سبق پڑھنا
یا گواہی لینا یا اور بعض مواقع مستثنیٰ ہیں۔ بوجہ ضرورت کے الضرورات تبیح المحظورات چنانچہ
امام بخاری نے بروایت ابوسعید خدری حدیث لکھی ہے۔ قال جاءت امرأۃ الی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقالت ذہب الرجال بحدیثک فجعل من نفسک یوما نأتیک فیہ تعلمنا ما علمک
اللہ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تعلمن (الحدیث) یعنی ایک دن عورتیں آئیں بخدمت
رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور عرض کرنے لگیں، کہ آدمی تو آپ کی حدیث سنکر جاتے ہیں پس ہمارے
لئے بھی کوئی دن مقرر فرمایا کریں۔ تاکہ ہم بھی وہ حاصل کریں۔ آپ نے فرمایا کہ فلاں فلاں دن اور فلاں فلاں

مکان پر تم جمع ہو کر آؤ پس وہ جمع ہو کر آئیں۔ اور آپ ان کو تعلیم و تلقین فرمایا کرتے پس اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ صرف عورتوں ہی کا علیحدہ مکان میں جمع ہو کر آنا اور آپ کا ان میں تعلیم کے لئے جانا اور کسی مرد کا موجود نہ ہونا۔ محض ضرورت کیوجہ سے تھا نہ کہ کسی اور وجہ سے۔ اسی طرح خاص خاص اہل اللہ کے واسطے حسب ضرورت جائز ہے۔ ہر ایک بد باطن اعمیٰ اپنے اوپر خاصان خدا کو قیاس نہ کرے۔ اب دانشمند نیک طینت کے واسطے تو یہی کافی ہے اور ملحد سیرت کے لئے تو ختم اللہ وارد ہے۔ زیادہ ضرورت ہو تو کتب صحاح میں ملاحظہ کریں۔

صلوٰۃ اللیل

ارباب تصوف و سلوک پر یہ بات روشن تر ہے کہ عبادات نافلہ میں سے جو بزرگی و فضیلت نماز تہجد کو ہے۔ وہ شاید کسی اور عبادت کو حاصل ہو۔ خدا کو یہ عبادت ایسی پیاری ہے کہ خاص اپنے محبوب اعظم کو اس کی تحریص و ترغیب فرمائی ہے۔ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ۔ اور اس کی تشریح احادیث میں یوں ہے۔ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ صَلٰوةٌ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ رواہ احمد یعنی بعد فرائض کے نماز تہجد افضل العبادات ہے۔ قِيْلَ اَيُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ قَالَ جَوْفُ اللَّيْلِ رواہ الترمذی یعنی آدھی رات کی دعا مقبول ہے۔ يُحْشَرُ النَّاسُ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ فَيَقُوْلُ اَيْنَ الَّذِيْنَ كَانَتْ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ فَيَقُوْمُوْنَ وَهُمْ قَلِيْلٌ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ الخ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ یعنی قیامت کے دن ایک آوازہ دیا جائے گا۔ کہ کہاں ہیں تہجد گزار جو آرام گاہ اپنی اپنی چھوڑ کر شب بیدار تھے پس تھوڑے لوگ کھڑے ہوں گے۔ اور بلا حساب داخل جنت ہونگے۔ اور بلا حساب داخل جنت ہوں گے۔ يَضْحَكُ اللّٰهُ اِلٰى رَجُلٍ اِذَا قَامَ بِاللَّيْلِ يُصَلِّيْ وَالْقَوْمُ نِيَامٌ الحدیث۔ رواہ فی شرح السنۃ۔ یعنی خدا اس شخص کی طرف دیکھ کر ہنستا ہے۔ جو شخص تہجد گزار ہے عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقِيْلَ لَهٗ مَا زَالَ نَائِمًا حَتّٰى اَصْبَحَ مَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِيْ اُذُنِهٖ متفق علیہ۔ یعنی ایک شخص کا ذکر پیغمبر علیہ السلام کے پاس گیا۔ کہ صبح کی نماز تک سوتا رہتا ہے تو فرمایا حضور علیہ السلام نے اس شخص کے

کان ہیں شیطان نے پیشاب کر دیا ہے. اس واسطے صبح تک سورہتا ہے۔ عَلَیْکُمْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ فَاِنَّہٗ دَابُ الصَّالِحِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَقُرْبَۃٌ لَّکُمْ اِلٰی رَبِّکُمْ وَمُکَفِّرَۃٌ لِّذُنُوْبِکُمْ وَمَنْھَاۃٌ عَنِ الْاِثْمِ رواہ الترمذی یعنی رات کی نماز کو لازم سمجھو کیونکہ تم سے پہلے انبیاء واہل اللہ کا یہی طریق ہے اور گناہ کی دوری اور برائیوں سے بچنے کی صورت اور قرب حق کا باعث یہی قیام لیل ہے۔ پس زہے قسمت اس شخص کی جس کو خدا شب بیداری کی توفیق بخشے۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِلطَّاعَاتِ وَالْعِبَادَاتِ ہر اک شیخ طریقت کا جدا جدا ارشاد ہے۔ مگر ہمارے باباجی تیراہی کے خاندان کا ایک خاص طریق ہے۔ وہ یہ ہے۔ اول وضو کرتے ہی دو نفل بہ نیت تحیۃ الوضو مانند دیگر نوافل کے پڑھے۔ بعد ازاں ۱۲ نفل دو دو رکعت کی نیت کرکے چھ سلام سے ادا کرے۔ ہر رکعت میں بعد از سورۃ فاتحہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ پڑھے اور ایک ایک قل ہو اللہ ہر رکعت میں زیادہ کرتے جائے۔ بعد ازاں درود ہزارہ ۳۱۳ بار پڑھے وہ یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّائَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔ **تہجد** کا وقت عمدہ آدھی رات سے صبح صادق کے پہلے تک ہے۔ اگر اتفاقاً وقت کم ہو تو چار ہی نفل پڑھے اگر بالکل ہی کم ہے تو دو رکعت تحیۃ الوضو ہی پڑھ لے۔ وفی العالمگیری وَاَقَلُّہٗ رَکْعَتَانِ کذا فی فتح القدیر ناقلاً عن المبتغٰی۔ اور جس کے تہجد فوت ہو جائیں۔ تو وہ بوقت چاشت چند رکعت پڑھے تاکہ نقصان پورا ہو جائے۔ اور مستحب ہے کہ تہجد پڑھ کر قدرے لیٹ کر اذان سے پہلے اٹھ کر نماز صبح کی باجماعت پڑھے۔ بعض نادان تہجد پڑھ کر سو جاتے ہیں اور صبح کی نماز جماعت سے نہیں پڑھتے۔ افسوس ہے ان پر ان کو معلوم نہیں کہ نماز باجماعت پڑھنا صدھا نفلوں سے بہتر ہے۔ خاص کر صبح کی نماز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھیں کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صبح کی جماعت سے فارغ ہو کر فرمایا۔ فلاں صحابی غیر حاضر ہے۔ کسی اور صاحب نے عرض کی۔ کہ وہ ساری رات جاگتا تھا۔ آپ نے فرمایا افسوس ہے اس کے واسطے کہ صبح کی جماعت سے محروم رہا۔ اس کے واسطے نفلوں سے بہتر تھا کہ جماعت سے مل کر نماز پڑھتا اگر کسی صاحب کو ہمیشہ تہجد کی عادت ہو اور برابر وقت پر جاگنے کا یقین ہو۔ تو وہ صاحب بعد

از نماز تہجد وتر پڑھا کرے۔ کیونکہ وتر پر نماز کو ختم کرنا مستحب ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔ اجعلوا اٰخر صلوٰتکم اللیل وترا۔ اگر جاگ کھلنے کا بھروسہ نہیں تو عشا کے ساتھ ہی وتر پڑھ لیوے اگر تہجد کا وقت بالکل ہی کم ہو تو پھر وتر ہی پڑھے۔ تاکہ وتر فوت نہ ہوں۔ اگر اکیلا ہے تو نماز تہجد ایسے طریق سے پڑھے کہ شور و شر نہ ہو۔ غوغا نہ مچ جائے۔ تاکہ ریاکاروں میں داخل نہ ہو۔ بلکہ اگر کسی موذی جانور وغیرہ کا خوف نہ ہو تو تہجد اندھیرے میں پڑھنا بہتر ہے۔ اگر اس کے اہل و عیال تہجد کے وقت اٹھنا پسند کریں۔ تو بہتر ورنہ ناحق ان کو تنگ نہ کرے اور جبراً نہ ستاوے۔ ہاں عادت ڈالنے کے واسطے جگانا بہتر ہے۔ اگر نیند غلبہ کرے۔ تو ذکر خوب زور سے کرے۔ تاکہ شیطان بھاگ جائے۔ مگر آہستہ ذکر ہو نہ بلند۔ قبر کے اندھیرے کو دور کرنے کے لئے نماز تہجد کا تاریکی میں پڑھنا بہتر ہے۔ اور ذکر و مراقبہ کرنا نہایت ہی اکسیر اعظم ہے۔ (تفسیر عزیزی) چونکہ یہ وقت دعا کی قبولیت کا ہے اور حضرت شاہ صاحب قبلہ کی بھی ازحد تاکید ہے۔ لہٰذا ہر ایک صاحب دل پر لازم ہے۔ کہ اس وقت شجرہ طیبہ ضرور پڑھا کرے خواہ نثر خواہ نظم عربی یا اردو ضرور پڑھے۔

حقّہ نوشی اور چرٹ وغیرہ کے نقصانات اور ممانعت

یہ بات اہل علم پہ واضح ہے کہ حرمت و حلت کے واسطے تو دلیل قطعی کا ہونا ضروری ہے مگر درمیان حلت و حرمت کے کئی امور ایسے ہیں۔ جن کو شارع علیہ السلام نے مشتبہات کے نام سے موسوم کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَبَیْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ پس اشیائے مشکوکہ و مشتبہ سے بچنا بھی شارع علیہ السلام نے تحریصاً و ترغیباً ارشاد بیان فرمایا ہے۔ فَمَنِ اتَّقَى مِنَ الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ (متفق علیہ) یعنی جو شخص پرہیز کرے اشیاء مشتبہ سے پس اس نے بچا لیا اپنے دین کو۔ آپ صاحبان کو جب مشتبہ چیزوں سے نفرت ہو گی۔ تو حرام سے خود ہی کراہت پیدا ہو گی۔ جو لوگ احتیاط کرنے کی نیت رکھتے ہیں ان کے واسطے یہی دلیل کافی ہے۔ جبکہ پیاز و لہسن (جو فی نفسہ حلال ہے) کھا کر مسجد کے اندر آنے سے حضور علیہ السلام نے منع فرمایا اور علت اس کی یہ بیان فرمائی۔ کہ اس بدبو سے لوگوں کو ایذا پہنچتی ہے۔ پھر حقّہ یا چرٹ

کی بدبو جو تمام بدبوؤں سے بدتر ہے۔ اس کے پینے سے ملائکہ کو کس قدر ایذا و تکلیف ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے بار بار مسواک کرنے کی سخت تاکید فرمائی ہے اور خود حضور علیہ السلام ہمیشہ مسواک نہایت اہتمام و اشتیاق سے کیا کرتے تھے۔ اور صحابہ کرام سے بھی مسواک کبھی نہیں چھوٹی۔ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے۔ کہ مسواک کی اس قدر تاکید شدید اور تحریض بلیغ کرنے کی اس سے صرف منہ کی بدبو کا دفع کرنا مقصود تھا۔ پس جبکہ صرف بدبو کے دور کرنے کے واسطے شارع علیہ السلام نے اس حد تک مبالغہ کیا۔ تو پھر کس قدر افسوس ہے اس شخص پر جو بجائے دفع بدبو کے ایک سخت بدبو حقہ یا چرٹ پینے سے اپنے منہ میں پیدا کرتا ہے۔ افسوس! افسوس!! افسوس!!! اب ہم چند مضامین تحقیقات جدیدہ سے نقل کر کے ناظرین کو حقہ یا چرٹ کے نقصانات بتاتے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

تمباکو نوشی کا بد اثر

تمباکو پینے سے کئی امراض پیدا ہوتے ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔ مثلاً دھڑکنا دل کا۔ ڈیپسیا۔ بھوک کی کمی۔ حافظہ کی کمزوری۔ ضعف نظر۔ کھانسی۔ قلت اولاد۔ جسم کی کمزوری۔

ڈاکٹر اے۔ ڈبلیو۔ میئورلیس کی رائے۔ کہ مرض سرطان جو اکثر مردوں کی زبان و لب و دہن و رخسارہ پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کا باعث تمباکو نوشی ہے۔ پس جب کسی کے ان اعضا میں جلن پیدا ہو تو اسے تمباکو ترک کر دینا چاہیئے۔ امریکہ کی ایک یونیورسٹی نے یہ قاعدہ جاری کیا ہے کہ جو لڑکا چرٹ پیتا ہو۔ اور اس علت کے چھوڑنے سے انکار کرے۔ تو اسے خارج از قوم کیا جائے۔ کیونکہ اکثر تجربہ سے دریافت ہوا ہے کہ ایسے لڑکے بالکل کاہل اور کوڑھ مغز ہوتے ہیں

شوپو صاحب فرماتے ہیں۔ کہ تمباکو ایک مضر گھاس ہے۔ جس کی بدبو نازک مزاج لوگ برداشت نہیں کر سکتے۔ تمباکو تو درحقیقت ایک زہر ہے۔

جیمس صاحب اول کا قول ہے۔ کہ تمباکو نوشی آنکھوں کے لئے مضر ہے۔ دماغ اور پھیپھڑے کو سخت نقصان پہنچاتا ہے (ماخوذ از رسالہ العزیز جلد اول نمبر ۱۔ ماہ جون ۱۹۰۷ء صہ ۱۲) اسی طرح ایک اور مضمون ٹمپرنس گائیڈ امرتسر نے بھی لکھا ہے۔ وہ یہ ہے۔

شراب اور تمباکو نوشی کے بدیہی نقصانات

تمباکو اور شراب کے نقصانات دریافت کرنے کے واسطے انگلستان میں ایک سرکاری طور پر کمیشن مقرر ہوئی جنہوں نے یوں فیصلہ کیا۔

اسی تنزل کا اصلی اور سب سے بڑا باعث شراب اور تمباکو ہے۔ چونکہ لڑکوں کے درمیان سگرٹ پینے کی عادت ترقی پر ہے۔ جس کا بُرا اثر انکے مزاج پر پڑتا ہے اور اس کے فروخت کرنے کی ممانعت کیجائے مسٹر وجی ممبر پارلیمنٹ ہوس آف کامنز نے تمباکو نوشی کے انسداد کے متعلق ایک مسودہ پیش کیا جس کی رو سے اگر کوئی ۱۶ برس کا بچہ تمباکو پیتا ہو۔ تو اس پر ۱ شلنگ جرمانہ ہوگا۔

فرانس کے مشہور ڈاکٹر ایم اے موسنڈ نے اپنے ذاتی تجربہ سے لکھا ہے۔ کہ تمباکو اور شراب کے استعمال سے انسان کے اعضاء رئیسہ کمزور ہوتے ہیں۔ اکثر ایسے مرضوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ کہ جن کا علاج مشکل ہے۔ (ماخوذ از رسالہ ٹمپرنس گائیڈ جلد اول نمبر ماہ اکتوبر ۱۹۰۷ء ص ۱۳)

تمباکو نوشی

از ڈاکٹر جے۔ ایچ۔ کیلاگ۔ ایم۔ ڈی

خون میں تمباکو کا اثر۔ خون معمول سے زیادہ پتلا ہوجاتا ہے اور زیادہ سخت حالتوں میں اس کی رنگت زردی مائل ہوجاتی ہے۔ ایسی صورت میں خون کا ناقص رنگ تمام بدن میں پھیل جاتا ہے۔ اور خارجی سطح زردی مائل یا سفید یا دھوئیں کے رنگ کی ہوجاتی ہے۔ لیکن خاص تبدیلی ان چھوٹے اجسام میں پیدا ہوتی ہے۔ جن کی بے شمار تعداد خون میں اڑا کرتی ہے۔ اور جس کو انگریزی میں ریڈ بلڈ کارپسلس کہتے ہیں۔ ان چھوٹے چھوٹے دوائر یا کرون کی صورت بالطبع ایک دوہری مجوف سطح ہوتی ہے۔ اور ان کے کنارے کامل طور سے مسطح اور ہموار ہوتے ہیں۔ تمباکو کے گھونٹ کے جذب ہونے سے ان میں جلد جلد تبدیلیاں پیدا ہوجاتی ہیں۔ آلہ خوردبین سے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی گولائی جاتی رہتی ہے۔ اور ان کے سرے بیضاوی یا بے قاعدہ ہوجاتے ہیں۔ اور باہمی کشش و اتفاق کے جو ایک حد تک ان کی جسمانی تندرستی کی ایک اچھی علامت ہے۔ وہ بالکل منتشر

اور پریشان رہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ ایک لائق مبصر پر اس سے یہ بات ہویدا ہو جاتی ہے۔ اور اس طور سے ظاہر ہوتی ہے۔ کہ گویا انہوں نے خود اس سے کہا کہ جس آدمی سے وہ مشتق کیے گئے تھے وہ جسمانی طور سے شیفتہ ہے۔ اور اس کی اعصابی و دماغی دونوں قوتیں کمزور ہیں

اب یہ امر مسلم ہو گیا کہ اگر تمباکو بڑی مقدار میں استعمال کیا جائے تو زہر ورنہ اس کی ہر مقدار مضر اور نقصان رساں ضرور ہے۔ اس سے سانس میں داغ لگ جاتا ہے۔ اور خون فاسد ہو جاتا ہے۔ دماغ بھاری اور دل مضمحل رہتا ہے۔ رگ کے وہ پٹھے کمزور پڑ جاتے ہیں۔ جگر کا فعل خراب ہو جاتا ہے۔ بصارت کم ہو جاتی ہے۔ جلد میلی پڑ جاتی ہے اور ہر عضو اور ریشہ میں جس سے وہ جسم ملتا ہے۔ چوٹ لگ جاتی ہے۔ اور اس کا انجام یہ ہے۔ کہ وہ مادۂ حیات کو بے حس اور عمر کا حصّہ کوتاہ کرتا ہے یعنی مار ڈالتا ہے۔

تمباکو سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔ نظام جسم پر تمباکو کا ایسا مضرت رساں اثر پڑتا ہے۔ کہ جسم میں مرض کے دیگر اسباب کی مدافعت و مقاومت کی قوت کم ہو جاتی ہے۔ اور جب جسم میں امراض کے مقابلے کی قوت باقی نہ رہی۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ تقریباً ہر قسم کے مرض لاحق ہونگے۔ اس دلیل کے ثبوت میں مندرجہ ذیل مشہور و معروف بزرگوں کی آرا درج کی جاتی ہیں۔

غیر تندرست اور مرطوب اضلاع کے باشندوں کا زرد چہرہ یا ناقص ریحان اور حقیرانہ جسمانی قوت ملاحظہ کیجیے۔ ان لوگوں میں زندگی کے باقاعدہ نصف اوصاف بھی نہیں ہیں۔ یہی کیفیت عادی تمباکو نوش کی ہے (مسٹر سوئی فیلو رائل کالج آف سرجنس) مجھے یہ کہنے میں تامل نہیں ہے۔ اگر دو جنسوں کی ایک جماعت کو جس کے آباؤ اجداد بڑے خوش قطع اور طاقت ور لوگ تھے۔ شروع سے تمباکو نوشی کی تعلیم دی جائے۔ اور اگر شادی کا احاطہ صرف تمباکو نوشوں میں محدود کر دیا جائے۔ تو مرد اور عورتوں کی ایک صریح نئی اور جسمانی طور سے کمزور نسل کھڑی ہو جائے (ڈاکٹر بی۔ ڈبلیو۔ رچرڈسن) ہندوستان کے ایک برٹش افسر نے بیان کیا کہ گیارہ افسروں

ہیں جو ایک مہم کو بھیجے گئے تھے۔ صرف دو شخص تندرست تھے اور یہ لوگ تمباکو نوش نہ تھے۔ تمباکو کے خلاف ڈاکٹر ایڈورڈ اسمتھ ایک مشہور علم الصحت کا بیان ہے۔ کہ تمباکو کے فعل کا سوا رجحان بیماری کی جانب ہے۔ اور یہ کہنا ناممکن ہے کہ وہ انسان کی بہتری کا کتنا بڑا دشمن ہے۔

خشکی اور خراش۔ تمباکو نوش کے منہ اور گلے کی خراش اور خشکی اس زہریلے پنے کی اس گرم گرم دھوئیں کا نتیجہ ہے۔ جو حقہ یا سگار کے ساتھ کھینچا جاتا ہے۔ بعض لوگ گلے کی خراش دور کرنے کے لئے تمباکو پیتے ہیں۔ لیکن اکثر صورتوں میں یہ عذر بھی محض ہے۔ تمباکو سے گلے کی خراش کبھی دور نہیں ہو سکتی۔

تمباکو اور دق۔ ناپاک ہوا کو پھیپھڑے کے امراض سے ایک ایسا تعلق ہے۔ جس کو سب لوگ مانتے ہیں۔ یہ بات بہت صاف اور صریح طور سے معلوم ہے۔ کہ ناپاک ہوا کے پینے سے مرض دق لاحق ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے زہریلے عنصر خون اور پھیپھڑوں کو خراب کر دیتے ہیں جتنے کہ وہ نجاستیں جو خود خون سے جمع ہوئی ہیں۔ اس ہوا میں موجود رہتی ہیں۔ جو ہم ایک مرتبہ پی چکے ہیں۔ اور اس کثرت سے موجود رہتی ہیں۔ کہ ان کو دوبارہ پینے سے تندرستی محفوظ نہیں رہ سکتی جب یہ بات ہے۔ تو یہ صاف ظاہر ہو سکتا ہے۔ کہ پھیپھڑوں کو تمباکو کے زہردار اور گرم دھوئیں سے دن میں کئی گھنٹے تک بھرنا پھیپھڑے کا مرض ضرور پیدا کریگا۔ علاوہ بریں تجربے سے بھی بات ظاہر ہے۔ ڈاکٹر سی۔ آر ڈرائڈیل طبیب خاص میٹراپالی تن فری ہسپتال لنڈن نے رسالہ حفظان صحت میں بیان کیا ہے۔ کہ کم سنی میں تمباکو پینا مرض دق کا ایک معمولی سبب ہے۔

تمباکو باعث مرض دل۔ دل پر تمباکو نوشی کا جو اثر پڑتا ہے۔ وہ نبض سے ظاہر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ نبض دل کی حالت کا ایک نہایت ہی سچا آئینہ بردار ہے۔ تمباکو نوش کی نبض نہایت ہی صاف لفظوں میں کہتی ہے۔ کہ اس کا دل جزوی طور پر مفلوج ہے اور اس کا زور اور جوش گھٹ گیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ زہرناک ہے۔ دیرینہ تمباکو نوش اور اکثر وہ لوگ جو چند برس سے تمباکو پیتے ہیں۔ اختلاج قلب اور نبض کا ٹھہر ٹھہر کر حرکت کرنا اور اس مفید

عضو کی خرابی کے دیگر آثار میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اصل میں تمباکو نوش کے دل کی کیفیت ایسی ہو جاتی ہے۔ کہ اطبائے فرنگ نے اس مرض کا نام ہی طب کی اصطلاح میں" ورنا کو ترم آف دی ہارٹ"، یعنی سمیت دل قرار دیا ہے۔ طبی نقشہ جات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر چار تمباکو نوشوں میں ایک شخص کی یہی حالت ہوتی ہے۔ اس یقین کی کامل وجوہ ہیں۔ کہ تمباکو کے استعمال سے دل کے نہ صرف فعلی بلکہ اعصابی مرض پیدا ہو سکتے ہیں۔

تمباکو اور ضعف معدہ - حالانکہ تمباکو ضعف معدہ کا ایک حکمتی علاج بیان کیا جاتا ہے۔ لیکن ڈاکٹروں کے مبصرانہ تجربوں سے یہ اکثر پایۂ تحقیق کو پہنچ گیا ہے۔ کہ اس سے ضعفِ معدہ کو کبھی فائدہ نہیں پہنچتا۔ بلکہ اکثر صورتوں میں ضعفِ معدہ پیدا ہو جاتا ہے۔ تمباکو نارکاٹک یعنی زہر ہے۔ کل سمیات کا بالعموم یہ اثر ہے کہ وہ ہاضمہ کو کم کرتے اور معدے کی قوت کو گھٹاتے ہیں۔ تمباکو میں یہ بات خاصتہً موجود ہے۔ کہ اگر ایک شخص بھوکا اور تمباکو کا عادی ہے۔ تو وہ اپنی بھوک تمباکو کے استعمال سے فرو کر سکتا ہے۔ اسی طرح دیگر سمیات سے بھوک مٹائی جا سکتی ہے۔ حالانکہ معدہ خالی رہتا ہے۔ لیکن اشتہا جاتی رہتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ تمباکو معدے کو بگاڑ کر کمزور کر دیتا ہے۔ ناس سونگھنے سے ناک کی اسفنجی جھلی میں خراش ہوتی ہے۔ جو ہمدردی معدہ کے باعث معدہ کو ضعیف کر دیتی ہے۔

تمباکو باعثِ ناسور ہے - اس میں برائے نام شک نہیں کہ یہ مرض مہلک اکثر تمباکو کے استعمال سے پیدا ہوتا ہے۔ کل نامی گرامی ڈاکٹروں کا مشاہدہ ہے۔ کہ ہم نے اکثر مریض دیکھے ہیں۔ جو لب اور زبان کے اس ناسور میں مبتلا پائے گئے۔ اور جو تمباکو نوشی سے پیدا ہو گیا ہے۔ اس مرض کے بہت سے لوگ خود ہمارے مشاہدے میں آئے اور ہم کو اصلاً شبہ نہیں کہ لب اور زبان کے اکثر ناسور اسی ذریعے سے پیدا ہوتے ہیں۔

اس خیال کی تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے۔ کہ لندن کے عظیم الشان ہسپتال ناسور میں جہاں اس عارضہ کے دس ہزار مریضوں کا علاج ہو چکا ہے۔ ان مردوں کی تعداد جو لب اور

زبان کے ناسور میں مبتلا تھے۔ اس مرض کی عورتوں سے تنگی تھی۔ حالانکہ ناسور میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ یعنی پانچ اور ایک کی نسبت ہے۔

تمباکو سے سکتہ۔ گذشتہ تیس برس سے ایک خاص قسم کے سکتہ کی وہ شدت ہے کہ الاماں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا اثر خصوصاً ان ریشوں پر ہوتا ہے۔ جن سے پٹھے بنتے ہیں۔ اور جو رفتہ رفتہ انسان کی اعصابی قوت کو ضائع اور ختم کر دیتا ہے۔ اس کا خاص باعث تمباکو کا استعمال ہے۔ کیونکہ یہ مرض اکثر تمباکو نوشوں کو ہوتا ہے۔

ایک قسم کا فالج آنکھوں پر گرتا ہے۔ جس سے انسان اندھا ہو جاتا ہے اور جس کو کحال بخوبی جانتے ہیں۔ ایسے مرض بالعموم تمباکو ترک کرنے سے اچھے ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب تک تمباکو کا استعمال رہتا ہے۔ مرض قائم رہتا ہے۔

آنکھوں کا اندھاپن۔ یہ مرض بڑی شدت سے بڑھتا جاتا ہے۔ خصوصاً بلجیم اور جرمنی میں جہاں تمباکو نوشی کی کثرت بڑھتی جاتی ہے۔ اس مرض کو دن دگنی ترقی ہے اور اس کی خاص وجہ تمباکو کے استعمال کی بیان کی جاتی ہے۔ سب سے پہلے بلجیم کے ایک نامی حکیم نے اس امر کا اعلان کیا اور گورنمنٹ بلجیم کی درخواست پر اس بارے میں ایک جامع تحقیقات کی۔

تمباکو اور خوف۔ تمباکو کے استعمال کرنے والے بڑی شدت سے خوف کے عارضہ میں مبتلا رہتے ہیں۔ اور یہ خوف مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ کوئی شخص بہت جلد گھبرا اٹھتا ہے۔ کوئی شخص حد سے زیادہ چڑچڑا اور خشمگین اور بدمزاج ہو جاتا ہے۔ کسی شخص کو رات بھر نیند نہیں آتی۔ کسی کا ہاتھ کانپا کرتا ہے۔ جس سے ان کو لکھنے میں بڑی دقت محسوس ہوتی ہے۔ ہم نے سینکڑوں مریضوں کو تمباکو کا استعمال ترک کرنے پر ان علامات سے بری پایا۔ تمباکو سے عارضی طور پر رگوں میں طاقت اور مستعدی پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ عارضی قوت دھوکے کی ٹٹی ہے یہ بالکل ہی مصنوعی ہے۔ اور اس کا آخری نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ جس مشکل کے دفعیہ کے لئے تمباکو استعمال کیا گیا تھا۔ وہ دقت اور بڑھتی جاتی ہے۔

ہم نے بیویوں اور بچوں کو اعضائے رئیسہ کے ان مختلف عوارض میں بشدت مبتلا پایا ہے جو ان کے نازک جسموں میں محض تمباکو کے اس زہریلے دھوئیں کے اثر سے پیدا ہو گئے تھے۔ جو انہوں نے اپنے تمباکو نوش شوہروں اور والدوں کی زہرناک کششوں سے حاصل کیا تھا۔

تمباکو کا موروثی اثر۔ ایسا کوئی عیب یا عادت نہیں جس کا اثر تمباکو سے زیادہ اولاد میں یقینی طور منتقل ہوتا ہو۔ ایک طاقتور شخص تمام عمر تمباکو پیتا رہا ہے۔ اور اپنے دل میں سمجھتا رہے کہ اس کو تمباکو کے استعمال سے کوئی مضرت نہیں پہنچی۔ لیکن اس شخص کے بچے جن کو توانا اور تندرست ہونا چاہیئے۔ بجائے موروثی طاقت اور توانائی حاصل کرنے کے کمزور پیدا ہوتے ہونگے۔ اور ان کے نظام جسمانی کو ہمیشہ بیماری کا کھٹکا رہے گا۔ اور بہت ان کی قوت زائل ہو جائے گی۔ عادی اور کہنہ تمباکو نوش کی اولاد کبھی ان کی طرح توانا نہ ہوگی۔ اور یہ بھی ممکن نہیں کہ وہ ڈرپوک۔ کمزور اور مضمحل نہ ہو۔ ہم نے اس امر کی اس کثرت سے آزمائش کی ہے۔ کہ ہم اس کی تائید کے لئے صدہا، ہزارہا نظیریں پیش کر سکتے ہیں۔ ایک تجربہ کار انگریز طبیب ڈاکٹر پیڈک صاحب تمباکو کے اثر پر اپنے تجربے کو مندرجہ ذیل عبارت میں تحریر فرماتے ہیں اگر اس کا بُرا انجام اس شخص ہی پر محدود ہو۔ جو اس بُری اور خطرناک عادت میں پڑ کر اپنی خاص تندرستی کھو بیٹھتا اور اپنی [illegible] اور جسمانی قابلیتوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ تو وہاں تک غنیمت ہے۔ لیکن یہ بات نہیں ہے۔ باپ کا گناہ اس کے بچے کی گردن پر اس شدت اور کسی بُری عادت کے اختیار کرنے والے پر نہیں ہے۔ ضعف۔ اختناق الرحم جس کو بعض لوگ غلطی سے آسیب کا خلل کہتے ہیں، بدصورتی۔ لونا پن۔ دق اور عادی تمباکو نوشوں کے بچوں کی مصیبت ناک زندگی اور قبل از وقت موت وغیرہ اس کمزوری اور نقاہت کی پورے طور سے شاہد ہیں۔ جو اس بری عادت کے باعث باپ سے بچوں کو منتقل ہوتی ہے۔

ان عوارض کے علاوہ جن کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ ہم اور بہت سی بیماریاں تبلا سکتے

ہیں. جو تمباکو استعمال سے صراحتہً یا کنایتہً لاحق ہوتی ہیں. لیکن جو امور ہم نے بیان کئے ہیں ان سے بخوبی منتج ہوتا ہے. کہ تمباکو کا استعمال نہایت ہی خراب عادت ہے. اور بیماری پیدا کرنے کا ایک یقینی ذریعہ لہذا نوجوان اور بچوں کو اس عادت سے بچنے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے. اور جو لوگ اس بُری عادت میں مبتلا ہیں. ان کو اس کے چھوڑنے کی ترغیب دلانے میں ثواب ہے۔

حالانکہ جان اور تندرستی کے خطرے اس ناپاک پتے کے استعمال سے بڑھتے اور ظاہر ہوتے جاتے ہیں. لیکن اس کے مریدوں کی تعداد برابر بڑھتی چلی جاتی ہے. تمباکو کی عادت کو اخلاقی مرض سمجھنا اور ایسا سمجھ کر ویسا ہی اس کے ساتھ برتاؤ کرنا چاہیئے. یہ وہ کیڑا ہے . کہ انسان کو ذلیل و خوار کرنے کے لئے سوسائٹی کو لگ گیا ہے. انسان کی عقل حقیقت میں کیسی الٹی ہے. کہ وہ دیدہ دانستہ اپنے صانع کے نقش کو اس طرح بگاڑتا ہے. کہ اس کی صنعت کی ہر علامت اس ٹھہری ہوئی پتی کے مارے مٹ جاتی ہے۔

کیونکر اصلاح ہو۔ تمباکو کا استعمال یک لخت موقوف کر دیجئے. بہت کم شخص ایسے ہیں جن میں انضباط نفس اور ارادہ کی پختگی ہو. بعض چیزوں کے ترک کرنے میں سخت نقصان متصور ہیں لیکن تمباکو وہ شے ہے. کہ اگر اس کو یک لخت ترک کیا جائے تو سوا اس کے کہ تھوڑی سی بے چینی ہو. کوئی بُرا نتیجہ لاحق نہیں ہو سکتا. چند روز کا صبر اچھا ثمرہ پیدا کرے گا. اور انسان کو اس مبتذل عادت کے ستم سے محفوظ رکھے گا۔

لندن کا برٹش میڈیکل جنرل رقمطراز ہے. کہ " تمباکو نہ صرف جسمانی طور پر مضرت بخش ہے. بلکہ طالب علموں کی دماغی ترقی بھی روکتا ہے۔ امریکہ کی تمام یونیورسٹیوں نے طلبائے کالج کو تمباکو کے استعمال سے باز رکھنے کی کوشش کی ہے. بوسٹن یونیورسٹی نے سرکلر جاری کیا ہے کہ جو طالب علم تمباکو کا پرہیز نہیں کر سکتے. ان کے نام کالجوں سے خارج کر دیئے جائیں گے ۔ سیہو یونیورسٹی اور چند دیگر دار العلوموں نے بھی یہی قاعدہ جاری کر دیا ہے. ۱۸۹۱ء میں ایک

سرکاری ڈاکٹر نے نہایت غور اور احتیاط کے ساتھ نقشہ جات تیار کئے۔ تو ۱۰۴ انڈر گریجوایٹ طلبا میں سے ۷۷ ایسے تھے جو تمباکو سے محترز تھے اور ۲۰ استعمال کرتے تھے۔ اول الذکر اپنے دوسرے ہم سبقوں پر چار سال کے اندر ہر ایک بات میں سبقت لے گئے تھے، ۱۰ فی صدی وزن میں اور ۴۰ فی صدی بلندی میں اور ۲۶ فی صدی سینے کی کشادگی میں ۷۸ فی صدی پھیپھڑوں کے نشو و نما میں ترقی کر گئے تھے۔ علاوہ ازیں ایک پروفیسر کالج نے لیاقت کی حیثیت سے اپنے شاگردوں کو چار درجوں میں تقسیم کیا۔ بعد میں تحقیقات کی گئی۔ جو طلبا اول میں شامل کئے گئے تھے۔ ان میں میں سے کوئی تمباکو استعمال کرنے والا نہ تھا۔ اور جو سب سے پیچھے درجے میں شمار کئے گئے تھے۔ وہ تقریباً سب ہی سب تمباکو پینے والے تھے۔ غرضیکہ یہ امر بہمہ وجوہ پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے

تمباکو کا استعمال صحت کے واسطے سخت مضر ہے۔

اور اس میں کسی تمباکو نوش کو بھی شبہ نہیں۔ کہ تمباکو کا استعمال نہ کرنا تمباکو استعمال کرنے سے بہتر ہے۔ عام آدمی اکثر یہ عذر پیش کرتے ہیں۔ کہ بڑے بڑے عالی دماغ اور جادو رقم ہکسلے جیسے مصنف صبح سے شام تک تمباکو سے ایک دم مفارقت نہیں کرتے۔ لیکن اگر تحقیقات کی جائے۔ تو ثابت ہو جائے گا۔ کہ اگر وہ اس سے محترز رہتے تو اور بھی عمدہ کام کر سکتے۔

ولایت میں چرٹ پینے کی کثرت کو دیکھ کر ڈاکٹر نکلسن صاحب ایم۔ ڈی نے اٹھائیس لڑکے نو سال کی عمر کے لے کر دس سال تک ایک جگہ جمع کئے۔ اور ان کی صحت جسمانی کی بہت احتیاط کی۔ دس سال کے بعد غور کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ چرٹ نے اُن کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ ۲۲ لڑکوں کے تو ہاضمے خراب ہو گئے تھے۔ اور چھاتی میں ایک قسم کا دھڑکا پیدا ہو گیا تھا اور دس کی نیند بھی کم ہو گئی تھی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کا قول ہے۔ کہ تمباکو کا استعمال صحت کے واسطے سخت مضر ہے۔ وہ کفایت شعاری اور صفائی کا سخت دشمن ہے۔ سانس کو ہمیشہ کے لئے کثیف کر دیتا ہے۔ ہاضمے کو بگاڑتا ہے اور ذہن کو خراب کرتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات عمر کو بھی کم کر دیتا ہے۔

جو لوگ سگار پینے کے عاشق ہیں. وہ اس کو غور سے پڑھیں. امریکہ کے ایک ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں. کہ اس میں پانچ چیزیں ایسی مخلوط ہیں. جو انسان کو ہلاک کر دیتی ہیں. اول تمباکو کا تیل. دوسرا اس کاغذ کا عرق جو اس کے اوپر لپٹا ہوتا ہے. تیسرا سنکھیا جو اس غرض سے ملایا جاتا ہے کہ دھواں سفید نکلے. چوتھا شورہ جس سے یہ مدنظر ہوتا ہے. کہ تمباکو گر نہ پڑے - پانچویں افیون تاکہ پینے کے ساتھ ہی دماغ میں اثر پہنچ جاتے. کیا اب بھی اس بات میں شبہ ہے کہ تمباکو کا استعمال صحت کے واسطے سخت مضر ہے؟

تمباکو پر انگلینڈ کے مشہور ڈاکٹر سر پی. ڈبلیو. رچرڈسن کی رائے بھی عالمانہ ہے. وہ لکھتے ہیں.

تمباکو کا استعمال صحت کے واسطے سخت مضر ہے

۱. یہ خون میں کثافت پیدا کرتا ہے.

۲. معدے کو کمزور بنا کر قوت ہاضمہ کو بگاڑتا ہے.

۳. دل کی آرگن یعنی فتور برپا کرتا ہے.

۴. حواس خمسہ کو آہستہ آہستہ ناکارہ کر دیتا ہے.

۵. دماغ میں بہت سے ردی مادے پیدا کر دیتا ہے. جو مضر ہوتے ہیں.

۶. رگوں اور پٹھوں پر بُرا اثر کرتا ہے.

۷. حلق اور نتھنوں میں خشکی اور گرمی جمع کر دیتا ہے.

۸. پھیپھڑوں میں ایسے انجرے پیدا کر دیتا ہے. جن سے دائمی بلغم کا اندیشہ ہے.

اپنے نوجوان دوستوں کے سامنے لائق ڈاکٹروں کے خیالات پیش کر کے میں باادب ملتمس ہوں. کہ وہ سطور بالا پر کافی غور فرماویں. (رسالہ الرفیق جلد دوم نمبر اول ماہ جنوری ۱۹۰۷ء)

ہم نے بعض حوالے صرف اس غرض سے لکھے ہیں. کہ لوگوں کو تمباکو نوشی کے دینی و دنیاوی نقصانات کا علم ہو. اور اس کے ترک کرنے کی نہایت کوشش کریں. ورنہ ہم کو

توحضرات صوفیہ صافیہ رح کی ممانعت کافی دلیل ہے چونکہ ہمارے خاندان عالیہ نقشبندیہ
میں اس کی سخت ممانعت ہے ۔ لہذا سب احباب اس کے ترک کرنے کی کوشش کریں۔

بعض اہل اللہ نے خواب کے ذریعہ معلوم کیا۔ کہ حقہ و چرٹ پینے والے کو مجلسِ دربار نبوی ؐ
میں شامل ہونے کی اجازت نہ ہوئی۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کو بدبو سے سخت نفرت و کراہت
ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خلال کرنا سنت اور مسواک کرنا سنت موکدہ ہے ۔ اور کچا پیاز و تھوم کھانے
سے ممانعت کی گئی ۔

ہم اس مضمون کو طول دے کر معرض بحث میں لانا نہیں چاہتے۔ کیونکہ یہ ایک قسم
کا اتقا یا احتیاط ہے۔ اور یہ ان ہی کو منظور ہوتا ہے۔ جن کو خوفِ خدا اور عشق و محبت رسولِ
خدا صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ کا پاس ہو ۔ اور جن کو رات دن میخواری و افیون خوری
بمنزلہ غذا ہو ۔ ان کے لئے یہ حروف شاذ مفید ٹہریں یا مضر۔ فقط والسلام ۔

تمت بالخیر

مولف ھذا فقیر محبوب احمد المعروف

عاجز خیر شاہ

حنفی نقشبندی مجددی نوری امرتسری عفے اللہ عنہ

سفر محبوب

یعنی

ضمیمہ رسالہ ہذا

ناظرین اہل دین پر یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ قدرت حق جسطرح گوناگوں تغیرات و حادثات میں لگی رہتی ہے۔ اسی طرح اسکے اسباب و علل بھی ساتھ ساتھ پیدا کرتی چلی جاتی ہے کیونکہ ضد و ند و کفو و شرکت و ہمسری و دیگر نقائص سے منزہ و مبرا ہونا صرف ذات واحد مطلق کا خاصہ ہے نہ دیگر کسی مخلوق کا بلکہ اسکی مخلوق کے لئے یہ سب سامان ضروری اور لازمی ہے۔ اگر آدم علیہ السلام ہے تو اس کا مدمقابل ابلیس ہے اگر ابراہیم علیہ السلام ہے تو سامنے نمرود بھی ہے اگر موسیٰ علیہ السلام ہے تو فرعون بھی ساتھ ہی ہے اگر سید المرسلین رحمۃ اللعالمین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو ابوجہل ابولہب بھی در پے حاضر ہے علیٰ ہذا اسی سنت الٓہیہ کے مطابق اکثر اہل اللہ کے ساتھ ایسی کئی صورتیں در پیش آئیں اور آتی رہینگی چنانچہ فی الحال اسی سنت اللہ کے موافق ایک واقعہ ملک کرناٹک علاقہ جنوبی ہند میں پیش آیا مختصر کیفیت اسکی یوں ہے کہ ۱۳۲۵ھ میں حضرت مولانا مولوی پیر خیر شاہ صاحب حنفی نقشبندی قادری امرتسری پنجاب کیطرف سے دورہ کرتے ہوئے کوہ نیلگری علاقہ مدراس میں پہنچے وہاں مسجد جامع میں مدت دراز رہے اس عرصہ قیام میں آپ کے وعظ و توجہ سے لوگوں کے دلوں کو کشش الٓہیہ نے خوب کھینچا اور لوگ سلسلہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ سے مشرف ہونے لگے۔ ہاں یہ لطیفہ بھی قابل غور ہے کہ جو ایماندار طریقہ نقشبندیہ میں داخل ہوتا تو بعض جاہل اسکی طرف اس طرح دیکھتے جس طرح کسی نو عیسائی کیطرف دیکھا کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک ناپاک روح نے یوں لکھ دیا ہے۔

"پادری سے بچگئے، اور ہوگئے انکا شکار ۔۔۔ ہر طرح ہونے کو ہے ایمان رخت آجکل"

ایک اور ملحد صاحب یوں فرماتے ہیں

"خدا محفوظ رکھے اس کی زد سے یہ وہ گولہ ہے ۔۔۔ نہ پیادہ ہی کو چھوڑا اور نہ راکب کو نہ مرکب کو"

جس دن کوئی خوش نصیب طریقہ نقشبندیہ میں داخل ہوجاتا تو فوراً ایک غوغا مچ جاتا۔ مگر خدا نے حسب وعدہ خود واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون بوستان صدیقیت کا شجر طیبہ نہایت مضبوطی و ثباتی سے لگانا تھا سو لگادیا اور دشمن صدیق اکبر روتے ہی رہ گئے۔ نتیجہ اسکا یہ نکلا کہ لوگ نمازیں پڑھنے لگے ذکر و فکر و مراقبہ سے مسجدیں آباد ہوگئیں۔ بعض نیک کردار تہجد گذار بھی بنگئے۔ ختمات قرآن اور مجلس میلاد شریف اور محفل گیارھویں شریف ہونے لگیں اور لوگ افعال قبیحہ سے تائب ہوگئے۔ شراب فروش بادہ نوش پیر رونے لگے اور بھنگ و افیون خوار چڑنے لگے اور ایماندار لوگ ہندؤں کو چھوڑ کر مسلمانوں کی دوکانوں سے سودا خریدنے شروع ہوگئے اور ہر طرح کی اصلاح جب ہونے لگی اور دینداری کا دور دورہ زور پکڑ گیا تو وہی سنت الٰہیہ کا وقت آگیا۔ یعنی بعض دین کے دشمنوں نے کسی پیرزادہ حیدر شاہ سیاہ صاحب کو حضرت مولانا مولوی پیر خیر شاہ صاحب کے مد مقابل کھڑا کیا۔ یہ پیر حیدر شاہ خود تو بے علم ہے مگر فتنہ پردازی اور مفسد واندازی میں ایسا بےنظیر ہے کہ کوئی مرتد صوفی بھی اسکے برابر نہ ہوگا اور اسکو اسلئے مد مقابل کیا کہ یہ اپنے باپ دادا کے مریدوں سے ہزار ہا روپیہ لوٹ کر عیش و عشرت کرتا تھا انکی خوشامد یا آئندہ برسی صدقات وصول کرنیکے واسطے اپنی کم فہمی سے مخالفت پر کمر بستہ تیار ہوجاتا ہے اختلاف تو کچھ نہ تھا پیر حیدر شاہ صاحب اور مولوی پیر خیر شاہ صاحب دونوں حنفی دونوں مقلد دونوں صوفی دونوں پیر دونوں سنی العقیدہ مگر مریدوں نے بات کا بتنگڑ بنادیا بلکہ اس جگہ پر وہ مثل صادق آتی ہے جو مشہور ہے کہ جب منصور عباسی بادشاہ نے لاکھا سادات کو قتل کیا تو ایک دن اتفاقاً اسکے ہاتھ سے ایک مچھر یا پسو مرگیا۔ فوراً علماء سے فتوی طلب کیا اور حضرت سعید ابن المسیب کے پاس بھی گیا اور عرض کی کہ آج مجھ سے سخت ظلم صادر ہوا ہے اگر آپ للہ کوئی معافی کی تدبیر فرماویں تو ممنون احسان ہونگا۔ آپنے فرمایا وہ کونسا ایسا سخت گناہ ہے کہ جس سے تیرے جیسے سنگدل کو بھی دقت ہوئی اس نے کہا کہ مجھسے اتفاقاً ایک مچھر مرگیا اسکی کچھ تعزیر یا فدیہ ہے۔ آپنے ہنسکر فرمایا کہ اے ظالم لاکھا سادات قتل کرنے سے تیرے دل کو کچھ بھی صدمہ نہ ہوا اور ایک مچھر کا مرنا تجھے ناگوار گذرا افسوس دور موجودہ میں یہی حال ہے بعض ملکوں کے پیروں کا چنانچہ آئندہ واضح ہوگا۔ غرضیکہ مریدوں کے اغوا سے اور اپنی عیش و عشرت کے قائم رکھنے کیلئے پیر حیدر شاہ صاحب نے اسقدر مخالفت پر کمر باندھی کہ اگر پیر خیر شاہ صاحب

کہتے ہیں کہ خدا ایک ہی ہے توحید شاہ صاحب اسکی ضرور نفی کرینگے یہ مخالفت اس حد تک ترقی کرگئی کہ جنوبی
ہند میں دو جماعتیں (ایک بڑا گروہ تو سنی العقیدہ مولوی خیر شاہ کا طرفدار ہوگیا اور چند اشخاص بازاری لوگ
پیر حیدر شاہ کا حمایتی بنگیا) تیار ہوگئیں جب پیر حیدر شاہ صاحب نے دیکھا کہ اسطرح تو دال نہ گلی تو لوگوں سے
مضامین لکھوا کر رسالے چھپوانے شروع کئے. جنکا اصلی مضمون تو یہ ہے کہ نقشبندیوں کو دل کھولکر گالیاں دیجائیں
اور انہی دنوں میں ایک تازہ رحمت حق کا ظہور ہوا وہ یہ کہ قدرتِ الٰہی نے اہل ایمان کے دلوں میں ایک ولی اللہ
مردِ خدا نمونۂ خدا سادات حق ہادی وقت کی محبت ڈالدی وہ کون یعنی برگزیدۂ بارگاہ حقائق آگاہ رہبرِ
حق جناب حافظ حاجی صوفی حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب حنفی نقشبندی قادری محدث علیپوری
مدظلہٗ. اس واقعہ کا تذکرہ اخبار وکیل جلد ۱۳ نمبر ۲۶ صفحہ ۶ اور اخبار وطن جلد نمبر ۴ نمبر ۳۴ صفحہ ۱۷ اور اخبار
اہل فقہ امرتسر جلد ۲ نمبر ۲۴ اور جلد ۲ نمبر ۳۴ صفحہ ۵ اور رسالہ انوار الصوفیہ جلد ۴ نمبر ۱، ۲ اور پیسہ اخبار
اور المجدد وغیرہ میں ہوتا رہا. غرض اہل ایمان نے حضرت قبلہ ممدوح کو مورخہ ۱۲ مئی بذریعہ تار بار بار مدعو
کیا. آپنے نہایت ہی نظر لطف فرماکر دعوت قبول فرمائی اور علیپور شریف سے ۱۹ مئی مذکور کو روانہ ہوکر راستہ
میں لاہور و قصور و دہلی و بھوپال و بمبئی و پونا وغیرہ مقامات سے سیر کرتے کرتے ۲۰ جون ۱۹۰۷ء کو رونق
افروز نیلگری ہوئے. وہاں کے اہل ایمان نے نہایت ہی استقبال و احترام سے آپکی قدمبوسی حاصل کی
اور کئی اسٹیشنوں تک استقبال کو حاضر ہوئے اگرچہ آپ کی تشریف آوری سے پہلے اکثر ایماندار آپکے خادم دلی
ہو چکے تھے مگر اور چند احباب مثلاً خان بہادر سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب رئیس اعظم اور سیٹھ صدیق صاحب رئیس
اور سیٹھ محمد قاسم بن خان بہادر سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب اور سیٹھ عبدالستار صاحب کلاتھ مرچنٹ اور دیگر کئی
حضرات طریقہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے. حضرت قبلہ شاہ صاحب وہاں پر دو ماہ تک
مقیم رہے اور آپ کے ساتھ حضرت مولانا مولوی حافظ ظفر علی صاحب ایڈیٹر انوار الصوفیہ لاہور بھی تھے
جنھوں نے بذریعہ وعظ و ہدایت نیلگری کے اہل اسلام کی بہت خدمت کی. چونکہ سیٹھ عبدالستار صاحب
مذکور کا بار بار تقاضا تھا کہ کنور تشریف لے چلیں تو جناب شاہ صاحب قبلہ نیلگری سے روانہ ہوکر راستہ
میں بنگلہ سیٹھ ستار صاحب میں تین روز مقیم رہے اسوقت تک پیر حیدر شاہ صاحب عرصہ چھ ماہ سے وہاں

پر ہی اپنے باپ دادا کے مریدوں کے ہاں ہر طرح سے عیش و آرام میں مست تھے۔ مگر اسقدر مرعوب و دہشت زدہ تھے کہ دہلیز سے باہر تک نہ نکلے۔ نہ مباحثہ کا شوق نہ گفتگو کا خیال نہ مناظرہ کی دعوت بلکہ گویا زندہ ہی نہ تھے کیونکہ وہاں پر کوئی سادہ لوح سادہ مزاج سادہ عقل نہ تھا جب حضرت قبلہ کنور سے روانہ ہوئے تو آپنے مدراس اور حیدرآباد کا ارادہ پختہ کر لیا تھا۔ کیونکہ وہاں سے دعوت مع کرایہ وغیرہ آ چکی تھی آپنے بطور آرام ایک دن کے واسطے لشکر بنگلور بردوکان خواجہ غلام نبی صدر الدین صاحبان شال مرچنٹ قیام فرمایا صبح کو آپکا ارادہ تھا کہ روانہ ہوں تو خدا نے مسلمانان میسور کے دلوں میں حضرت شاہصاحب کی محبت ایسی ڈالدی کہ یکایک سیٹھ فقیر محمد صالح محمد وغیرہ احباب نے تار دیکر حضرت قبلہ شاہصاحب کو صرف ایک دو روز کے وعدہ پر مدعو کیا اور بذریعہ تحریر عرض کی کہ میسور کے بہت ایماندار آپکے دیدار کے مشتاق ہیں۔ حضرت شاہصاحب نے درخواست منظور فرما کر حکم دیا کہ اسباب سب باندھ کر تیار رکھو پرسوں صبح میسو آتے ہی حیدرآباد روانہ ہو جائینگے جب میسور پہنچے تو وہاں کے معززین نے ہاتھ پاؤں جوڑ کر عرض کی کہ لِلّٰہ فی اللہ آپ چند روز اسجگہ قیام فرماویں تاکہ ہزارہا لوگ جو مدت سے منتظر دیدار ہیں محروم نہ رہیں۔ یہ خبر جب حیدر شاہ کے کان تک پہنچی تو اسکے پیٹ میں سخت قرقراہٹ اور پیچش شروع ہوئی نہایت اضطراری و بیقراری کی حالت میں چند چھوکروں کو جمع کر کے اشتہار بنام "اعلان ضروری" ۳۰۔ اگست ۱۹۰۷ء کو نکالا حضرت قبلہ نے قَالُوْا سَلَامًا پر عمل کر کے جواب نہ دیا۔ پھر دو روز کے بعد ایک پرچہ بعنوان "جماعت علی شاہ کی آؤ بھگت میسور میں" ۴ ستمبر ۱۹۰۷ء کو نکالا پھر چند روز کے بعد ایک پرچہ بنام "جماعت علی شاہ اور اسکے خلیفہ خیر شاہ کی جہالت" شائع ہوا پھر چند روز کے بعد ایک اور پرچہ "تعزیر المفترین" کی سرخی سے ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۷ء کو تقسیم ہوا۔ ان پرچوں میں ایک سنت انبیاء بھی پوری ہوئی۔ وہ یوں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر گئے تو باوجود ہارون علیہ السلام کی موجودگی کے چند لوگ مرتد ہو گئے تھے اُسیطرح ایک دو مرتد حیدر شاہ کے ساتھ ملکر نقشبندیوں کو خوب گالیاں دینے لگے اگرچہ حیدر شاہ نے کئی رسالوں میں بے شمار گالیاں دیں مگر ہم انکے ایک ہی رسالہ بنام "چار مسئلوں کی تحقیق" سے چند عام فہم گالیاں نقل کر کے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں تاکہ ثابت ہو کہ صرف حیدر شاہی قطار گالیوں میں ہوشیار نہیں۔ بلکہ پیر حیدر شاہ بھی ان سے نمبر اول ہے یا تو گالیاں ایران کے

شیعہ کے پاس ہیں یا حیدر کے دل میں۔ وہ چند گالیاں یہ ہیں۔ کافر۔ اکفر۔ خبیث۔ اخبث۔ پلید۔ جادوگر مسمریزم کنندہ۔ بدعقیدہ بے ادب۔ گستاخ۔ منافق۔ ملحد۔ زندیق۔ معلم ملکوت۔ رافضی۔ تقیہ باز۔ دنیاپرست ابلیس۔ خبیث النفس۔ بدباطن۔ جاہل۔ اجہل۔ فریبی۔ مکار۔ غدار۔ رہزن۔ مردود وغیرہ وغیرہ۔ حیدر شاہ کے حنفی ہونیکی یہ بڑی علامت ہے۔ پھر چالاکی یہ کہ بقول "چہ دلاور است وزدے کہ بکف چراغ دارد" یہی حیدر شاہ اپنے ایک خط مورخہ ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ میں حضرت محدث علیپوری مدظلہ کیطرف لکھتا ہے کہ آپکے معتقدین نے گالی گلوچ کیا۔ واہ حضرت آپکے اس سچ پر لاکھوں جھوٹ قربان۔ حالانکہ کسی عبداللہ صاحب نامی ثالث نے ایک پرچہ جسکی سرخی یہ ہے اشتہار صلح الآثار مطبوعہ مدراس میں نہایت عمدگی سے ثابت کیا ہے کہ ابتدا گالی گلوچ اور ہر قسم کی بدزبانی اور بداخلاقی کی پیر حیدر شاہ صاحب کیطرف سے ہوئی اور یہی درست ہے۔ کیونکہ سلسلہ تحریرات کا ابتدائی نمبر حیدر شاہ کیطرف سے ایک رسالہ بنام صمصام قادریہ علی طائفۃ الزنادقیہ نکلا تھا جس پر قاضی عبدالغفار صاحب بنگلوری کی بڑے زور شور سے دستخطی تقریظ ہے اس رسالہ میں فرقہ نقشبندیہ وغیرہ کو بلکہ سوائے قادریہ کے اور سب کو زندیق بنایا ہے اور فرقہ نقشبندیہ کی سخت توہین وتحقیر کی ہے چنانچہ اسکے مطالعہ سے عقلمندوں کو پتہ لگ جائیگا۔ پھر دوسرا نمبر ایک سادہ لوح حقہ بردار چھوکرے کے نام سے "اشتہار اعلان ضروری" نکالا۔ اب اہل عقل خوب قیاس کرسکتا ہے کہ جسکی تحریر میں اسقدر سلسلہ وار قافیہ وار گالیاں ہوں تو اسکی تقریر میں کسقدر غلاظت ہوگی۔ اور یہ باعث تعجب بھی نہیں۔ کیونکہ جو کچھ وراثت وعنایت اسکو اپنے بڑے سے ملی وہی اسکے سینہ وقلب میں ہوگی اور وہی اسکے اعمال واقوال سے ٹپکتی رہیگی اور وہی طالبوں اور مطلوبوں کو تقسیم کریگا۔ یہ اسکے بچپن کی ابتدائی عادت ہے نئی نہیں۔ غرض اس روش سے حیدر شاہ اور اسکی پارٹی کی یہ تھی کہ اس علاقہ جنوبی ہند میں طریقہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ جاری وساری نہ ہو اور یہ پنجاب سے تین ہزار کوس کا فاصلہ طے کرکے یہاں آئے ہیں۔ گالیوں سے ڈر کر بھاگ جائینگے مگر انکو کہاں معلوم تھا ؎

ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند　　　آں سگے کیست کہ بگسلد ایں سلسلہ را

انکو خبر ہی نہ تھی کہ یہ آسمانی مشعل تو توسین سی روغن لیکر روشن ہی اسکو کوئی خبیث بجھا نہیں سکتا ؎

چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد　　　اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغے را کہ ایزد برفروزد　　　ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

آخر الامر جب حیدؔ شاہ کی تعلیم یافتہ پارٹی نے سخت بدزبانی بذریعہ اشتہارات شروع کی تو اہل ایمان میسور نے دست بستہ کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا حضرت قبلہ شاہصاحب علیپوری ہمکو بھی اجازت ہو تو اشتہارات کا جواب دیا جائے۔ آپنے فرمایا ایسے لوگوں کا جواب دینا شرعاً مصلحت نہیں بار بار پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡجَاهِلِیۡنَ کیونکہ اگر مشتہر یا مخاطب کوئی شریف یا فہیم ہوتا تو ایسا اشتہار کاہے کو دیتا ہم خود موجود تھے۔ نیت نیک ہوتی تو خود ہم نیلگری و کنور و بنگلور تھے وہاں پر کسی کو جرأت نہ ہوئی اب یہ محض فتنہ اندازی و مفسد پردازی ہے اور کچھ نہیں مگر سیٹھ جماعت اور دکھنی اور بھی صاحبان وغیرہ نے عرض کی کہ خواہ مشتہر رذیل ہو یا شریف ہم ضرور جواب دینگے۔ حضرت قبلہ خاموش ہوگئے اب اہل ایمان میسور نے بھی ترکی بترکی جوابات دینے شروع کئے اور حضرت قبلہ شاہصاحب کی توجہ و تصرف نے وہ رنگ الٰہی دکھایا کہ سبحان اللہ ہر روز سینکڑوں علماء و سادات۔ عہدہ دار۔ رسالدار۔ تاجر۔ ملازم۔ امراء پیشہ ور فوجی لوگ مع مستورات طریقہ مقدسہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ میں داخل ہونے شروع ہوئے ماسواۓ اسکے گرد و نواح دیہات مثلاً چند پٹن۔ منڈہ۔ مدھور۔ ہیرُوڑ۔ تنجن گدہ۔ گگے سری۔ نوی پیٹ۔ بھکیشوان۔ صالح گرام گنجام۔ سری رنگ پٹن وغیرہ کے لوگوں کا اندازہ الگ ہے۔ حضرت قبلہ وہاں پر پانچ ماہ سے زائد مقیم رہے اس عرصہ میں آپنے تمام اسلامی اسکولوں کا معائنہ کیا اور دیگر شاہی محلات اور پرانا شاہی اسلحہ خانہ اور مہارانی کا اسکول اور بہت عجائبات ملاحظہ کئے جب اشتہارات کی بے تمیزی اس حد تک بڑھی کہ حیدؔ شاہ کی گالیوں کا شافی جواب دیا گیا تو ایک پرچہ مطبوعہ صفدری ۱۶ ستمبر بعنوان "جواب استفسار" نکلا جسمیں اہل ایمان میسور نے لکھا کہ اگر کسی نے کچھ پوچھنا ہو تو بالمشافہ آؤ اور پوچھو۔ پھر مسلمانان میسور کیطرف سے ایک پرچہ بنام "نیاز نامہ" شائع ہوا جسمیں پیر حیدؔ شاہ کو مخاطب کرکے کہا کہ ۶ ستمبر کو میسور آیئے اور حضرت شاہصاحب علیپوری اور مولوی پیر خیر شاہ صاحب کے روبرو آکر وہی باتیں کریں جو دور بیٹھکر کاغذوں میں لکھتے ہیں اسکا جواب ایک چھوکرے نے یوں دیا کہ اگر تم میسوری مسلمان حیدؔ شاہ کو بلانا چاہتے ہو تو حیدؔ شاہ کے خرچی کا ذمہ لیلو۔ دیکھو پرچہ ۴ ستمبر ۱۹۰۷ء بعنوان "جماعت علیشاہ کی آؤ بھگت میسور میں" اسکے جواب میں کسی صاحب نے لشکر بنگلور سے یوں جواب دیا کہ لکھو حیدؔ شاہ کی خرچی کیا ہے ہم دینے کو تیار ہیں۔ دیکھو

پرچہ "اظہار حق" مطبوعہ مطبع سلطان الاخبار غرض کہ جب میسوری بہادر دل نے حیدر شاہ کی خاطر خواہ دعوت کی اور عزت افزائی فرمائی نواب پیرزادہ حیدر شاہ کو بھی عقل آئی اور کچھ عرصہ تک پرچے بند کئے اور میسوری مسلمان خصوصاً سیٹھ صاحبان حیدر شاہ سے سخت متنفر ہوئے چونکہ حیدر شاہ کا یہ منتر بھی نہ چلا تو اب اس نے اور رنگ بدلا۔ وہ یہ کہ مسلمانان میسور کو لگے بد دعائیں دینے۔ میسوری بھی حضرت وہ یہ سمجھے کہ ان گیدڑ بھبھکیوں سے کچھ نہیں ہوتا۔ بد دعا لگے تو کسی متقی پرہیزگار کی نہ کہ حیدر شاہ کی جسکو میسور و بنگلور کا بچہ بچہ جانتا ہے۔ جب یہ تیر بھی خالی گیا تو اب کل مخالفین کی چند پارٹیاں بنگئیں اور سب نے الگ الگ کام بانٹ لئے۔ ایک پارٹی نے جھوٹ بنا۔ بہتان باندھنا۔ گالیاں دینا غیبیں چلانا ذمہ لیا۔ ایک پارٹی نے یہ کام لیا کہ نقشبندیوں کو بنگلور خصوصاً چھاؤنی میں آنے نہیں دینا۔ انکا سرغنہ پیرزادہ سیاہ پوش تھا۔ ایک پارٹی نے حکام تک جھوٹی خبریں پہنچانا اور حکام کو بدظن کرنا ذمہ لیا۔ انکا سرپرست ایک سبزہ پوش تھا۔ ایک پارٹی نے دل سے نئے نئے مسئلے تجویز کر کے پوچھنا شروع کیا جنکے جوابات حضرات نقشبندیوں نے وعظوں میں مفصل بیان کر دیئے خصوصاً ہمارے دوست بلبل ہزار داستان طوطی شیریں بیان حافظ مولوی ظفر علی صاحب پسروری کے وعظوں اور لکچروں اور تقریروں نے وہ ہلچل مچادی کہ مخالفین کی زبانیں گنگ اور قلمیں شکست ہو گئیں ایک پارٹی صرف دھمکیاں دینے اور ڈرانے پر مقرر ہوئی تھی۔ انکا یہ کام تھا کہ لوگوں کے گھر جا کر یا بلا کر کہتے کہ اگر علماء پنجاب یہاں بنگلور آگئے تو دیکھو کیا ہوگا۔ وہ ہوگا۔ یہ ہوگا۔ غرض اس سے یہ تھی کہ مسافر ڈر کر بھاگ جائینگے انکو یہ خبر نہ تھی کہ یہ ترکی بہادر تو روس منحوس کو ۵ لحظہ میں ہزیمت دیدینگے اور بیچارے کیا چیز ہیں آخر الامر بعد پانچ ماہ کے حضرت قبلہ شاہ صاحب علیپوری نے ارادہ روانگی کا ظاہر فرمایا جس پر اہل ایمان میسور نے ۲۶ دسمبر ۱۹۰۷ء کو ایک رخصتی جلسہ عام بمقام ٹون ہال میسور مقرر کیا۔ چنانچہ بذریعہ اعلان سب کو اطلاع دی گئی ہزارہا لوگ جمع ہوئے۔ ۲۶ صدر کو بعد مغرب ایڈریس پڑھا گیا اور صبح کو باشان و شوکت روانہ ہوئے اور ساتھ ہزارہا لوگ وداع کرنیکو ہمرکاب چلے اور وہاں پر جناب نواب میر صاحب نظام الدین علیخانصاحب رئیس اعظم میسور نے ایک گاڑی سیلون (جو خاص راجہ یا لاٹ کے واسطے مقرر ہے) اپنی طرف سے تجویز کر کے حضرت شاہ صاحب کو مع خلفاء کرام کے سوار کیا راستہ میں جسقدر اسٹیشن آتے گئے تو ہر اک جگہ احباب

نے استقبال کیا چنانچہ اسکی مختصر کیفیت رسالہ انوار الصوفیہ لاہور جلد نمبر ۱، ۲ صفحہ ۶ وغیرہ۔ اور اخبار اہل فقہ امرتسر جلد ۲ نمبر ۳۳ صفحہ ۵ میں مندرج ہے۔ غرضکہ حضرت قبلہ شاہصاحب ۲۹ دسمبر ۱۹۰۷ء کی عصر کے وقت اسٹیشن سٹی بنگلور پہنچے۔ جہاں پر کثرت سے اہل ایمان بغرض استقبال حاضر تھے۔ حضرت قبلہ کو نہایت عزت واحترام سے میاں غلام دستگیر صاحب سالدار کے بنگلہ متصل پرانی سوارلین میں مقیم کیا۔ یہ سالدار نہایت مخلص اور محب صادق خدمت گار ہے قریباً ایک ماہ وہاں پر آپنے قیام فرمایا حضرت شاہصاحب کی توجہ وتصرف نے وہ کام کیا کہ چھ چھ کوس بارہ بارہ کوس سے خلقت آتی اور بیعت کرکے چلی جاتی۔ اور سٹی بنگلور کے بہت لوگ آنکر داخل ہوئے۔ آخرالامر شہر بنگلور کے اہل اسلام نے استدعا کی کہ ہم کاروباری اور تاجر دوکاندار ہیں۔ سوارلین تک آتے جاتے بہت ہرج ہوتا ہے علاوہ ازیں اتنی مسافت پر بوڑھے بچے اور مستورات کا آنا جانا نہایت دشوار ہے لہٰذا حضرت قبلہ اگر شہر میں تشریف لیچلیں تو زہے قسمت ہماری۔ آپنے بنظر ترحم وتلطف سٹی جانیکا وعدہ فرمالیا۔ آپنے ایک ماہ کے بعد بنگلہ رسالدار صاحب سے تشریف لیجاکر سٹی محلہ نعلبند واڑی حویلی صوبیدار سید محمدؒ صاحب میں قیام فرمایا۔ وہاں پر ایک عباس خانصاحب ٹمبر مرچنٹ ہیں جو نہایت ہی لائق وفادار جان نثار رفیق دوست ہیں اور حکیم عبدالستار صاحب اور قاضی عبدالباسط صاحب بڑے خلیق الطبع سلیم اللسان ہیں ان احباب نے بہت اخلاصمندی سے خدمت کی اسی محلہ کی مسجد میں وعظ بھی روزانہ ہوتا تھا اور حضرت قبلہ وہاں ہی جمعہ پڑھاتے رہے اور بعد مغرب حویلی مذکور میں حلقۂ ذکر ومراقبہ ووعظ نہایت زور وشور سے ہوتا رہا خلقت بیشمار سلسلہ مقدسہ سولیہ صدیقیہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے مسجد مذکور الصدر مخالفین کی کمیٹیوں کی ایک برانچ تھی اور عرصہ تیس ۳۰ سال سے مخالفین کا تعلق وتصرف تھا۔ ہمارے قبلہ کے خلاف وہاں پر کئی تجویزیں ہوتی تھیں۔ اہل محلہ کو سخت تاکید سے کہا گیا تھا کہ خبردار! نقشبندی علماء اور سادات اس مسجد میں نہ آویں نہ وعظ کریں نہ کچھ دخل دیں ایسا نہو کہ مسجد ناپاک ہوجاتے اور تم لوگ کافر ہوجاؤ۔ اس مسجد میں ایک بزرگ سعید پاشا صاحب قادری سیدھے سادے تھے انکو حاسدین نے نہایت ہی ورغلایا تھا۔ بلکہ وہ اپنی بزرگی سادہ پن کیوجہ سے مخالفین کے دام تزویر میں کچھ پھنس گئے تھے مگر جب حضرت شاہصاحب کی نورانی صورت پر نظر پڑی تو فوراً دل

سے معتقد و دوست بنگئے اور مخالفین کی بیہودہ گوئیوں سے سخت ناراض ہوگئے اور انکے حسد و ضد پر افسوس ظاہر کیا اور پاشا صاحب موصوف نے حضرت قبلہ کو دعوت پر تکلف دی اور آثار شریف کی زیارت بھی آپکو کرائی اور جبتک حضرت وہاں رہے وہ بزرگ ہمیشہ آتے رہے جس سے مخالفین کی کمریں ٹوٹ گئیں اور سر چکرائے حواس باختہ ہوگئے اور یہ سمجھے کہ یہ شیر ببر (شاہصاحب) صدر چھاؤنی میں بھی دورہ اور قبضہ کریگا۔ اب سبز پوش تو گھر بہ گھر پھرتا ہے اور کہتا ہے کہ خبردار! دیکھنا کہ یہ نقشبندی جماعت کہیں صدر چھاؤنی میں نہ آجائیں نہ انکو مسجدوں میں آنے دینا نہ انکا کہیں وعظ ہو۔ ادہر حکام تک جھوٹی خبریں پہنچائیں بعض لوگ صرف لوگوں کو بہکانے پر مقرر تھے بعض لوگ پانچ پانچسو روپیہ شرط باندہتے تھے کہ نقشبندی صدر لشکر میں آہی نہیں سکتے ادہر کالا پیر حیدر شاہ منتر پڑھکر حصار باندہتا اور قصیدہ غوثیہ پڑھکر میمنو سپر دم کرتا اور کئی چلے وظیفے کرتا تاکہ نقشبندی جماعت کہیں صدر لشکر میں نہ آجاتے۔ مگر اس دشمن عقل اور کور باطن کو یہ خیال نہ آیا کہ ان چیزوں کی تاثیر تو وہ پاتا ہے کہ جس نے صدق مقال اور اکل حلال اور نیت صاف سے عمر گذاری ہو پھر جس نے تمام عمر کبھی نہ سچ بولا نہ حلال کھایا نہ نیت صاف رکھی اسکو ایسے عملیات سے خاک فائدہ ہوگا اور بفرض محال اگر کچھ فائدہ ہوا بھی تو آفتاب کے مقابل کیا ہوگا۔ کانٹا لیکر شیر کو ڈرانا سوزن لیکر جنگ کرنا کس قدر حماقت ہے اور بعض بدقسمت تو رات دن یہی دعا مانگتے رہے ہے

خدا محفوظ رکھے اسکی زد سے یہ وہ گولہ ہے ‏ ‏ نہ پیادہ ہی کو چھوڑا اور نہ راکب کو نہ مرکب کو

مگر انکی دعائیں بحکم وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ سب کی سب رائگاں گئیں اور یہ خدا کی میگزین اور اسلامی ڈائنامیٹ کا گولہ مخالفین کے سروں پر پھٹ ہی گیا اور مخالفین کی صورتیں بھی مانند لباس کے سیاہ ہوگئیں اور جگر تھام کر دل پر ہاتھ رکھکر یوں کہتے رہ گئے ع "اے بسا آرزو کہ خاک شدہ" غرضکہ حضرت شاہصاحب مع ہر دو خلفاء کرام لشکر بنگلور میں رونق افروز ہوگئے چونکہ یہاں پر خلقت مدت مدید سے منتظر و مشتاق دیدار تھی اسلیے آتے ہی لوگ سلسلہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ میں داخل ہونے شروع ہوگئے اگرچہ مولوی حافظ ظفر علیصاحب پسروری کے لکچروں نے لوگوں کے خیالات کی بہت ہی اصلاح کرلی تھی اور لوگوں کے دلوں سے سب شکوک و اوہام کافور ہوچکے تھے مگر دوبارہ قند مکرر سمجھکر حضرت شاہصاحب

قبلہ کا وعظ لال مسجد میں دس پندرہ روز متواتر ہوتا رہا پھر مسجد قصابان میں (جو قاضی بنگلوری کے ماتحت کارروائی کیا کرتے تھے) روزانہ ۱۱ دن تک وعظ ہوتا رہا۔ لوگوں نے جب دیکھا کہ آجتک ایسا متشرع متقی متبع سنت پابند عقاید حقہ حنفیہ پیر یا خالص مخلص خیر خواہ اس علاقہ میں نہ آیا نہ دیکھا گیا تو انکی آنکھیں کھلیں اور اصلی اور جعلی پیروں صوفیوں میں تمیز کرنے لگے۔ کیونکہ اس سے پہلے جسقدر پیر و مشائخ آچکے تھے۔ وہ اکثر حیدر شاہ کی طرح تھے اور انہی پیروں کو دیکھکر لوگ بدعقیدہ اور وہابی بنگئے تھے کیونکہ جب انمیں کوئی علامت تصوف یا پیری کی نہ تھی تو لوگوں نے سمجھا کہ یہ مکار صوفی اور نقلی پیر ہیں اور وہ وہابی بنگئے۔ مگر چونکہ خدا نے انکی اصلاح ایک ہادی من اللہ، رہبر صادق کے ذریعہ کرنی تھی اس لئے تمام عقلمندوں پر یہ راز کھل گیا کہ رسولی طریقہ کیا ہے اور حیدر شاہی طریقہ کیا ہے اور رسولی طریقہ چھوڑ کر حیدر شاہی طریقہ اختیار کرنا کس عقلمند دیندار کا کام ہے بعض احباب سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ تم حیدر شاہ کے مرید تو نہیں بنتے اور صرف منہ سے قبلہ قبلہ کہتے ہو انھوں نے جوابدیا کہ مرید تو اسلئے نہیں ہوتے کہ انکے حالات سے سب میسوری بنگلوری واقف ہیں اور اسمیں پیری کی کوئی صفت بھی نہیں اور قبلہ اسلئے کہتے ہیں کہ انکے باپ دادا کا ادب ہمکو ملحوظ خاطر ہے فی الواقع سب کا یہی خیال ہے۔ خیر جب ہزارہا مرد و زن اہل ایمان طریقہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ سے مشرف ہوگئے تو وہ پارٹی جو عینیں چلانے پہ مقرر تھی ٹھنڈی ہوگئی۔ بلکہ ان میں سے کئی لوگ داخل طریقہ نقشبندیہ میں ہوئے اور وہی لوگ اور لوگوں سے کہتے تھے کہ پیر حیدر شاہ اور قاضی بنگلوری کی ایک بات بھی سچی نہ نکلی اور انکا سارا بیان تحریری تقریری بالکل غلط اور جھوٹ ہی نکلا۔ افسوس صد افسوس۔ نہ پولیس نہ حکام کا دخل نہ کسی شریر کی شرارت چلی۔ اسجگہ پر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ خان بہادر عبدالرحمن صاحب مجسٹریٹ درجہ سیکنڈ لشکر بنگلور کے احسانات کا بھی شکریہ واجبات سے ہے جنکی توجہ سے پنجاب کے علماء کو کئی قسم کی امداد ملی۔ الحمد للہ علے احسانہ۔ ایسی مخمصہ کی حالت میں حیدر شاہ نے ایک اور حرکت مذبوحی کی وہ یہ کہ ایک دو خط بذریعہ رجسٹری بنام جناب قبلہ مومنین وکعبہ اہل دین حضرت شاہصاحب علیپوری اور بنام مجاہد اکبر مولوی پیر خیبر شاہصاحب حنفی امرتسری روانہ کئے۔ جنمیں حیدر شاہ صاحب نے کچھ مناظرہ کا اشتیاق ظاہر کیا اگرچہ اہل ایمان کو حیدر شاہ کا مبلغ علم تو معلوم تھا۔ سمجھے گئے کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا۔ یہ بیچارہ قابل مباحثہ کہاں مگر

تاہم جامع علوم مولانا مولوی حافظ ظفر علیصاحب پسروری نے وعظ میں علی الاعلان کہدیا کہ کاغذی جہازوں
اور اشتہاری گھوڑوں سے کچھ فائدہ نہیں نہ ہمکو پسند ہے۔ ہاں جس نے جو پوچھنا ہو آوے اور برسر عام مجمع اہل
اسلام میں پوچھے۔ سائل کا کام ہے دروازہ پر آنکر خیرات مانگنا نہ یہ کہ گھر میں حکومت سے کہے کہ گھر والو۔ صدقہ
خیرات بھیجو!۔ اگر مناظرہ منظور ہے تو علمی امتحان دیدو یا سند پیش کرو ورنہ جاہلوں اور ضدیوں سے مناظرہ
حرام ہے چنانچہ یہ مختصر کیفیت اخبار برق سخن لشکر بنگلور جلد ۳ نمبر اول ۔ ۱۵ مارچ صفحہ ۷ میں مندرج ہے
غرض حضرت قبلہ مدظلہٗ اور مولوی صاحب مذکور الصدر نے چند روز آیۃ وَاَعْرِضْ عَنْهُمْ پر عمل کیا اور چپ
رہے پھر چند روز کے بعد جناب نواب غلام محمد خانصاحب کولار اور ڈپٹی عزیز الدین صاحب کولار اور میر
حمزہ حسین صاحب جج کولار نے حضرت شاہصاحب قبلہ مدظلہٗ کو مدعو کیا بلکہ جج صاحب حضرت کے ساتھ
ساتھ رہے۔ جناب حضرت شاہصاحب قبلہ کولار پہنچے تو وہاں ڈپٹی صاحب مذکور الصدر کے مکان پر مقیم
رہے اور ڈپٹی صاحب نے بہت ہی خدمت کی۔ حالانکہ حضرت قبلہ کے ساتھ کئی سوداگر پنجاب سے تشریف
لائے تھے مگر ڈپٹی صاحب نے نہایت فراخدلی سے کام لیا حضرت وہاں تین روز مقیم رہے اور ہر روز حلقہ ذکر
و مراقبہ اور وعظ ہوتا رہا۔ اور لوگ طریقہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ میں داخل ہوتے گئے۔ پھر نواب صاحب ممدوح الذکر نے
حضرت قبلہ کو مع قافلہ کے خاص اپنی جیب سے مصارف ریل وغیرہ خرچ کرکے گولڈن فلیس (سونیکی کان) دکھانے
کے واسطے حضرت قبلہ شاہصاحب کو ساتھ لیکر گئے اور اپنے خاص مکان مکلف میں مقیم رکھا اور حضرت قبلہ
کے علاوہ آپکے ہمراہیوں اور درویشوں کی علی حسب قدرہ نہایت خاطر و تواضع کی۔ یہ نوابصاحب نہایت
خلیق و حلیم الطبع سلیم اللسان اور ہمہ دوستی العقیدہ ثابت ہوئے ہیں کبر و نخوت انکے نزدیک بھی نہیں آیا
دوسرے روز نواب صاحب مذکور نے خاص گاڑیاں تیار کراکر حضرت قبلہ کو گولڈن فلیس کا کارخانہ مع احباب
دکھایا۔ لعد ازاں واپس آنکر رات کو مجلس میلاد شریف مقرر ہوئی جسمیں حضرت قبلہ مع احباب شریک تھے اور
نواب صاحب نے خود بھی نہایت عمدگی سے نعت پڑھی اور صبح کو ناشتہ جلدی تیار کراکر عین گاڑی کے وقت پر
حضرت قبلہ کو رخصت کیا اور پھر دوبارہ بھی واپسی اخراجات اپنی طرف سے دیئے اور بورن پیٹ تک خود
بھی ساتھ ہی آئے اور حضرت قبلہ شاہصاحب نے جمعہ وہاں ہی پڑھا اور حافظ مولوی ظفر علیصاحب نے دیر

تک وعظ کیا۔ پھر مغرب کے بعد حلقہ ہوا خدا کے فضل سے وہاں بھی کئی لوگ طریقہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ میں
شامل ہوئے۔ باوجود آنکہ یہاں پر بھی نواب صاحب موصوف کا مکان نہایت وسیع اور فراخ تھا مگر وہ بھی کافی نہ
ہوا۔ اس قدر ہجوم تھا۔ بعد از حلقۂ ذکر و مراقبہ کے پھر اُسی مسجد مذکور میں مولانا پیر خیر شاہ صاحب امرتسری نے
بارہ بجے رات تک وعظ فرمایا جس سے سامعین پر ایک حالت وجد طاری ہوئی۔ صبح کے چار بجے اٹھکر ریل پر سوار
ہوئے اور سات بجے بنگلور پہنچے۔ چونکہ اہالیان میسور کو پانچ ماہ کے صدمۂ فراق نے سخت پریشان کر دیا تھا اسلیے
انھوں نے نہایت عاجزانہ التماس کر کے دوبارہ جانیکا بارہا وعدہ کرا لیا تھا لہذا حضرت قبلہ آتے ہی بارہ راست
سیدھا میسور اور منڈہ کو مع چند احباب ہمراہی پنجابی تشریف لیگئے۔ اس عرصہ میں کوہ بالائیں احباب نیلگری نے بعد
اصرار مولانا پیر خیر شاہ صاحب امرتسری کو بتقریب عرس شریف جناب باباجی صاحب علیہ الرحمۃ مدعو کیا تھا
اور مولانا موصوف الصدر وہاں پر تشریف لیگئے ہوئے تھے تقریباً ایک ماہ رہکر جلسہ عرس شریف کو نہایت خوبی سے
سرانجام دیکر واپس لوٹ آئے تھے اور نیلگری میں جو بعض منافقین نے یہ جھوٹی افواہ مشہور کی تھی کہ بہت
مسلمان طریقہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ سے مرتد ہو گئے وہ بالکل جھوٹے اور غلط ثابت ہوئے۔ اگرچہ پہلے بھی ایک
اشتہار مورخہ ۷ اشعبان ۱۳۲۵ھ کے ذریعہ خبر مذکور کی کامل تردید ہو چکی تھی مگر لوگوں کے حالات و بیانات سے
اور بھی عمدگی سے مخالفین کی کذب بیانی ثابت ہوئی۔ جب حضرت قبلہ میسور سے دوبارہ تشریف لائے تو آپنے
آتے ہی روانگی کی رائے مبارک ظاہر فرمائی۔ جسکے سننے سے بنگلور لشکر وغیرہ کے صادق الایمان مسلمانوں کو
سخت صدمہ پہنچنے کی پوری توقع ہو گئی۔ آخرش جوشیلے مسلمانوں نے حضور پُر نور قبلہ کو ایڈریس دینے کی تجویز کی
چنانچہ بنگلور کے خاص خاص احباب اہل ہمت خصوصاً عباس خانصاحب ٹمبر مرچنٹ سکریٹری انجمن میسور
اور حکیم عبدالستار صاحب و قاضی عبدالباسط صاحب وغیرہ نے بکمال دلی خلوص اور جانفشانی سے جلسہ ہذا کے
کل سامان دکرسیان۔ قالین۔ گیس۔ گلدستے وغیرہ مہیا کئے اور ایک اشتہار کے ذریعہ خاص و عام اہل اسلام کو اطلاع
دی کہ بتاریخ ۱۳ اپریل بروز اتوار بعد مغرب بمقام ڈوڈ ناہال بنگلور جلسہ الوداعی جناب فیضمآب عمدۃ السالکین
قدوۃ الزاہدین تاج العابدین زبدۃ العارفین ہادی حق حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ۔ صوفی سید جماعت علیشاہ
صاحب حنفی نقشبندی قادری محدث علیپوری ادام اللہ برکاتہم علی العالمین قرار پایا ہے اور ساتھ ہی یہ تجویز

بھی پاس ہوئی کہ صدر جلسہ ہذا جناب خان بہادر محمد عبد الرحمٰن صاحب مجسٹریٹ متعین ہوں۔ چنانچہ یہ رائے بالاتفاق پاس ہوئی اور دوسری بیرونی مقامات پر بعض نوابان و رؤسا رعظام کو بذریعہ تار اطلاع دیگئی آخرالامر وہ دن مقررہ بھی آگیا۔ لوگ بیشمار ہر طرف سے آئے اور نماز مغرب کی جماعت اسی میدان میں مولانا مولوی پیر خیر شاہ صاحب حنفی نقشبندی قادری امرتسری نے کرائی جسکو دیکھکر مخالفین بھی رعب کھائے ہے تھے۔ بعد نماز مذکورہ ہال میں حضرت شاہ صاحب علیپوری تشریف فرما ہوئے اور ساتھ وہ احباب ذی عزت جو پنجاب سے حضرت شاہ صاحب کی قدمبوسی کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے کرسیوں پر جلوہ نما ہوئے اور چند منٹ کے بعد صدر صاحب ممدوح الصدر بھی تشریف لائے۔ بعض حضرات نے بآوازِ بلند کہا کہ خان بہادر صاحب صدر جلسہ مقرر ہوئے ہیں جسپر کل احباب نے تائید کی اور اسکے بعد صدر صاحب نے مختصر تقریر فرماکر صدارت منظور فرمائی باجازت صدر صاحب حسب تفصیل پروگرام کارروائی شروع ہوئی پہلے کسی صاحب نے کچھ قرآن شریف پڑھا پھر مولانا میر محمد حسین صاحب حنفی نقشبندی امام مسجد بیمنان علیہ نے نہایت تجوید قرأۃ اور آواز دلکش سے قرآن شریف پڑھا بعدہٗ ایک دو صاحبوں نے خوشنما آواز سے نعت و قصائد پڑھے اسکے بعد توفیق صاحب شاعر بنگلوری اور مولانا غلام محمد صاحب شاعر بنگلور اور مولانا مولوی عبداللہ حسین صاحب خلیل ہیڈ ماسٹر مدرسہ اسلامیہ لشکر بنگلور نے کچھ چیدہ چیدہ غزلیں طبعزاد خود پڑھیں اور ایک مسدس محب رفیق مولانا محمد عبد اللہ شریف صاحب تصدیق مدرس دوم نے ایسے دردناک لہجہ اور سوز دل سے پڑھی کہ ہزار ہا آدمیوں کے دلوں کو ہلا دیا۔ پھر ازاں بعد مولانا مولوی عبد اللہ خلیل صاحب مذکور الصدر اور مولانا مولوی واحد علیخانصاحب نے علیحدہ علیحدہ مولانا مولوی حافظ ظفر علیصاحب ایڈیٹر انوار الصوفیہ لاہور نے پڑھکر سنایا۔ جسکے سننے سے حاضرین کے دلوں پر ایک خاص اثر محسوس ہوا۔ پھر اگرچہ وقت نہ تھا مگر باجازت صدر صاحب عیسٰے سیٹھ میسوری نے ایک قصیدہ فراقیہ پڑھا۔ اختتام پر حضرت صدر جلسہ صاحب نے تقریر پر تاثیر شروع کی۔ تقریر کیا تھی گویا سمندر عشق کے موتی تھے ہر اک لفظ دلوں پر منقش و کندہ ہو رہا تھا۔ خدا جانے صدر صاحب کے دل اور سینہ میں کیا ایسی قوت برقی چمک رہی تھی کہ ان کے لفظوں کی تاثیر سامعین کے دلوں کو حالت وجد میں لارہی تھی۔ صدر صاحب کے اخلاص و محبت و عقیدت معنوی صورت خود ان کے لفظوں سے ظاہر ہورہی تھی۔ اس تقریر دلپذیر کا حظ و لطف نہ صرف خود صدر صاحب کو ہی آرہا تھا۔ بلکہ کل ارباب جلسہ

کی آنکھوں سے اک عجیب آب و تابی تھی انکے ہر اک لفظ میں جداگانہ لذت تھی۔ ہم ناظرین کے خوش کرنیکے لئے خلاصہ لکھتے ہیں۔ وہ یہ ہے (۱) آج میں آپ صاحبان کے ساتھ بحیثیت صدارت ایک نمونۂ انبیاء بنی اسرائیل (شاہصاحب) کو رخصت کرنیکے لئے جلسہ میں شامل ہوں (۲) جب سے میرے پیرومرشد حضرت صاحب قبلہ اس علاقہ میں تشریف فرما ہوئے ہیں اس دن سے جنت کے باغوں کے نقشے ہر جگہ لگا دیئے ہیں اور آپ صاحبان کو ان کی میوہ خوری کی تجویزیں کافی طور پر فرما دیں (۳) آپ صاحبان نے ہرچند شاعرانہ یا ناثرانہ زور طبع دکھا کر قبلہ موصوف الدر کی تعریف کی مگر میرے نزدیک مشتے نمونہ از خروارے بھی نہ ہوئی (۴) کیونکہ جن لوگوں کی تعریف خدا نے قرآن میں بیان فرمائی ہے حضرت شاہصاحب علیپوری بھی انہی میں سے ہیں (۵) آپ عابد ہیں۔ حاجی ہیں حافظ قرآن ہیں۔ سید السادات ہیں۔ (۶) آپ جیسے لوگوں کی مدح میں بارہ آیات نازل ہوئی ہیں۔ خدا خود ان پر سلام بھیجتا ہے سَلٰامٌ عَلیٰ اِلْیَاسِیْن سے مراد ایسے ہی اصلی سادات ہیں (۷) اور ایسے لوگوں کی خدمت و ادب کرنا۔ انکی محبت رکھنا متابعت کرنا انہی کا کام ہے جنکو فلاح دارین اور خلاصی عذاب کا وعدہ دیا گیا ہے (۸) خدا نہ کرے کہ کوئی شخص انکی مخالفت و عداوت میں پھنس کر اپنے ایمان و اسلام کو برباد کرے اور لوگوں کو بھی دین حق سے محروم رکھنے کی کوشش کرے (۹) مجھے یقین نہیں کہ کوئی مسلمان کہلا کر ایسی بیجا حرکت کرے (۱۰) چونکہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ میری طبیعت کچھ ناساز ہے اس لئے آپ کی مغز خراشی یا تضیع اوقات میرا مقصد نہیں (۱۱) میں ایک رباعی پڑھکر ختم کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔

الٰہی بحقِ بنی فاطمہؓ   کہ بر قول ایماں کنم خاتمہ

اگر دعوتم رد کنی و رقبول   من و دست و دامانِ آل رسولؐ

(۱۲) اس رباعی کو پڑھکر صدر صاحب سخت دردناک رنگ میں روئے اور اپنے دونوں ہاتھوں سے حضرت شاہصاحب کا پیراہن پکڑ لیا اور تین بار مذکورہ بالا رباعی پڑھی اور ہر بار روئے۔ ساتھ ہی ساری مجلس کے دل بھڑک اٹھے اور آنکھوں سے پانی جاری ہو گیا اس لئے حضرت شاہصاحب نے صدر صاحب کے گلے میں پھولوں کا ہار پہنایا اور دعا کے واسطے کھڑے ہوئے اور اسی ضمن میں شاہصاحب نے فرمایا کہ مجھے ہر چند ناحق ستایا گیا اور ہر طرح سے بدزبانی گالی گلوچ سے یاد کیا۔ مگر تم گواہ رہو کہ میں نے سب کو معاف کر دیا۔ کیونکہ میرے آباؤ اجداد کا یہی طریقہ

حسنہ تھا۔ اور میں بھی سب دوستوں کو اسی بات کی تاکید کرتا ہوں اسکے بعد حضور قبلہ شاہصاحب نے اُسیوقت بسرعام تین بزرگوں کو دستار خلافت عطا فرمائی اور بیعت لینے کی اجازت بخشی۔ ایک تو مولوی سید عبداللطیف صاحب کابلی حال وارد میسور۔ دوسرے مولانا مولوی غلام محمد صاحب صفی سر برنگ پٹنی۔ تیسرے مولانا عبداللہ حسین صاحب خلیل مدرس اول لشکر بنگلور۔ یہ ہر سہ صاحبان نہایت شریف اور مخلص متواضع سلیم الطبع اور اہل علم ہیں بعد از اعطائے خلافت طریقہ نقشبندیہ کے حضرت شاہصاحب نے چند پند سودمند زبان شیریں بیان سے فرمائے بالخصوص خلفاء ثلاثہ موجودہ جدیدہ کو مخاطب کرکے فرمایا اے صاحبان! رازق حقیقی اسی کو جانو جو تمہارا مالک و خالق ہے۔ عبادت بے ریا کرو تاکہ اس کا اجر معبود سے تمکو ملے حق گوئی پر ہر وقت کمر بستہ رہو۔ اپنے مولا کو کسی حال میں نہ بھولو۔ سوائے جبار و قہار کے اور کسی سے نہ ڈرو۔ اور خلق اللہ کے نفع و نقصان کو اپنے ذاتی نفع و نقصان پر مقدم سمجھو۔ جہانتک ہوسکے مخلوق کی ہمدردی و خیر خواہی لازم پکڑو۔ فقط۔

چونکہ قبل از روانگی تین دن پہلے اطلاع دیگئی تھی کہ حضرت صاحب فلاں روز روانہ ہونگے لہذا حسب اطلاع بتاریخ ۱۵ اپریل ۱۹۰۸ء بروز چارشنبہ ٹھیک پانچ بجے دن کے ہزارہا اہل اسلام خاص و عام از قسم علماء و سادات و فقراء و تجار و دوکاندار از ہر قوم میمن و لبّی و دکھنی وغیرہ خصوصاً نواب صاحب میسور میر نظام الدین علی خانصاحب اور نواب میر حسام الدین علیخانصاحب اور نواب کولار جناب غلام محمد خانصاحب اور خان بہادر عبدالرحمن خانصاحب مجسٹریٹ لشکر بنگلور اور ملٹری کے دوست رسالدار و صوبیدار و جمنٹ اور جمعدار وغیرہ بھی حاضر خدمت ہوئے جسوقت حضرت قبلہ کی سواری نکلی تو احباب مذکور الصدر آپکے یمین و یسار سوار و پیادہ تھے ایک عجیب و غریب شاندار جلوس نظر آرہا تھا۔ اس جلوس کے دیکھنے کو بیشمار دیگر مذاہب کے لوگ بھی موجود تھے بلکہ مخالفین کے جگر دیکھ دیکھکر پاش پاش ہورہے تھے جب سواری اسٹیشن پر پہنچ گئی تو صدہا یورپین اور دیگر اقوام کے لوگ دیکھکر حیران تھے کہ خدایا یہ تیرا محبوب کہاں سے آیا۔ حاضرین اہل اسلام کیحالت ایک قیامت کا نمونہ تھا ہزارہا آوازیں گریہ و زاری کی آرہی ہیں اور جدائی کے صدمہ سے جگر پھٹ رہے ہیں آنکھوں سے اشک جاری۔ دلوں کو بیقراری۔ ہر اک اپنے اپنے درد سے مضطرب و بے چین۔ کوئی حسرت زدہ حالت پژمردہ۔ ایک سخت شور برپا تھا۔ آنکھیں سرخ رنگ زرد آہ سرد۔ کوئی قصائد مدحیہ پڑھ رہا ہے کوئی وعدہ لے رہا ہے کوئی

پتہ لکھ رہا ہے. کوئی دعائیں منگوا رہا ہے. کوئی وظیفہ طلب کر رہا ہے کوئی خاموش دم بند ہے. اتنے میں سیٹی
ریل بجی اور ریل چلی. پھر احباب کی حالت کا خدا ہی نگہبان. کئی لوگ تو اسی وقت غش کھا کر گر گئے. ناظرین
نے احباب حاضرین کا نقشہ تو غالباً دیکھ لیا ہے مگر ساتھ ہی آپ اس کا بھی اندازہ کر سکتے ہیں کہ جبکہ ہزارہا
لوگوں کی فرداً فرداً یہ حالت تھی تو جس ذات مقدس کے صرف ایک تنہا وجود پر ان تمام حالتوں کا اثر پڑا ہوگا
اسکا کیا حال ہوگا. بیچے حضرت شاہصاحب کی طبیعت کو ہزارہا دوستوں کی جدائی کا صدمہ پہنچنے سے جو
حالت ہوگی اس کا اندازہ ہم نہیں کر سکتے. بلکہ حضرت قبلہ کو ہی معلوم ہے الغرض وہاں سے سوار ہو کر بروز
جمعہ بمبئی پہنچے وہاں سے ایک روز احمد آباد رہے دو روز دہلی دو روز رہتک علی ہذا القیاس قصور لاہور و
امرتسر و سیالکوٹ وغیرہ دورہ کرتے کرتے خاص علیپور شریف پہنچے. بنگلور سے تا سیالکوٹ جسقدر اسٹیشن
پڑے گزرے سب پر احباب نے نہایت جوش و محبت سے استقبال کیا اور سب نے اپنے اپنے صدق و اخلاص کا پورا پورا
ثبوت دیا. بعد ازاں علیپور شریف سالانہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ لاہور کا بتاریخ ۹، ۱۰، ۱۱ مئی [illegible]ء حسب
دستور سال گزشتہ مقرر تھا. جسمیں بڑے بڑے علماء نامدار و صوفیاکرام وغیرہ بکثرت شامل ہوئے حضرت
شاہصاحب کیطرف سے حاضرین کو عمدہ دعوت دی گئی اور ختمات شریف اور مولود شریف اور وعظ کے بعد
سب کو آثار شریف کی زیارت کرائی گئی اور کھڑے ہو کر سلام پڑھا گیا. بعد از اختتام حضرت شاہصاحب نے
فاتحہ اور دعائے خیر فرمائی اور جلسہ مبارک کا انجام بخیر ہوا حضرت شاہصاحب نے جب بنگلور سے روانگی کا
قصد ظاہر فرمایا تو پہلے دن بنام منشی جلال الدین صاحب شریف ایک اشتہار عام دیا گیا جسمیں مخالفین حق
کو تین روز کی مہلت دیکر اجازت دیدی گئی تھی کہ جس صاحب کو جس قسم کا شک و شبہہ ہو یا کوئی مسئلہ پوچھنا
ہو تو آنکر دریافت کرے مگر افسوس کہ کوئی صاحب صرف پوچھنے کی جرآت نہ کر سکا اور نہ کوئی نیک نیت
حاضر ہوا. اب ہم مخالفین حق کے سوالات کا جواب بھی ہدیہ ناظرین کرتے ہیں تاکہ صورت اختلاف بھی
ناظرین کے ملحوظ خاطر رہے اور حقیقت کھل جائے

سوال مخالفین حق. مولوی خیر شاہصاحب نے جو شجرہ شریف تالیف کیا ہے اسمیں لکھا ہے حضرت
ابوبکر صاحب اور رضی اللہ عنہ نہیں لکھا تو یہ علامت روافض کی ہے **الجواب**. انکو دو آیتوں سے ثابت

کردیا گیا کہ خدا نے حضور علیہ السلام اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر لفظ صاحب استعمال کیا ہے دیکھو مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی یعنے تہارا صاحب (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) نہ تو گمراہ ہے نہ ٹیڑھی راہ پر ہے اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ یعنی جسوقت کہا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحب (صدیق اکبرؓ) کو مت ڈر جاہلوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ الفاظ صاحب صحابی صحابہ صحبت. مصاحبت باہم ایک ہی مادہ رکھتے ہیں پھر کونسا کفر ہوگیا۔ سوال۔ مولوی خیر شاہصاحب میلاد و قیام وغیرہ کے منکر ہیں الجواب۔ انکو کہا گیا کہ مولوی خیر شاہصاحب نے دس برس پہلے ۱۳۱۶ھ میں ایک رسالہ الفرقان لکھا ہے جسپر علمائے کانپور کی تائید بھی بعدہٗ علیحدہ چھپتی تھی۔ اسمیں میلاد شریف اور قیام وغیرہ کی خوب مفصل تائید مرقوم ہے ہراک بات پر آیت یا حدیث لائی گئی ہے اسکا جواب ایک خناس نے یوں دیا کہ ہاں پہلے تو بیشک قائل تھے اب منکر ہیں خدا کی شان دیکھیئے کہ اس کذاب کی تکذیب کے واسطے ایک اتفاقی صورت یوں پیش آئی ۲۰ شعبان ۱۳۲۴ھ کو حضرت شاہ قبلہ کی والدہ مکرمہ کا عرس شریف آیا تو میسور بمکان فخر الدین گورہ تجویز مجلس مقرر کے بذریعہ اشتہار عام اطلاع دیگئی جسمیں ہزارہا اہل اسلام رؤساء و مشائخین عظام و علماء کرام وغیرہ کو مدعو کیا گیا چنانچہ حسب اعلان سب حضرات تشریف لائے اور مجلس عظیم الشان منعقد ہوئی پہلے قرآن شریف ختم کیا گیا پھر نعت خوانی ہوئی۔ پھر مولانا خیر شاہصاحب نے خود کھڑے ہو کر سلام پڑھا۔ بعدہٗ طعام تقسیم کیا گیا۔ دوسری صورت کذاب کی تکذیب کی یہ ہوئی کہ ۲۹ محرم ۱۳۲۵ھ کو محفل عرس شریف جناب باباجی تیراہی رحمۃ اللہ علیہ چھاؤنی بنگلور مسجد بیاپاریان میں منعقد ہوئی جسمیں علاوہ خاص و عام کے جناب حاجی پاشا صاحب سیٹھی بنگلور اور سجادہ نشین صاحبزادہ خانقاہ متصل لال باغ بنگلور اور دیگر اہل علم اور نواب میر نظام الدین علی خانصاحب میسور اور خان بہادر عبد الرحمن صاحب مجسٹریٹ بنگلور وغیرہ احباب بھی شامل تھے وہاں بھی حسب دستور سابق بعد از ختم قرآن شریف مولوی خیر شاہصاحب نے قیام و سلام ایسے لہجہ سے پڑھا کہ سامعین پر ایک حالت وجد نمودار ہوئی۔ تیسری صورت یہ پیش آئی کہ احباب نیلگڈی نے مولوی پیر خیر شاہصاحب کو بغرض عرس شریف جناب باباجی تیراہی مدعو کیا اور مولوی صاحب موصوف وہاں پر تشریف لے گئے ۹ ماہ صفر کو مجلس عرس مبارک مسجد جامع بروز جمعہ نہایت جوش و خروش سے منعقد ہوئی جسمیں سب

احباب میمن اور دکھنی اور بسی وغیرہ علماء و امراء خاص وعام شامل جلسہ ہوئے اور پھر خود پیر خیر شاہ صاحب نے کھڑے ہو کر سلام اردو و عربی پڑھا۔ ان تین مجلسوں کے علاوہ بھی پیر خیر شاہ صاحب ہمیشہ نیلگڑی وغیرہ میں سلام پڑھا کرتے تھے۔ بلکہ اسکے جواز پر بحث کرتے جب مخالفین نے دیکھا کہ ہر طرح سے جھوٹوں کا منہ کالا دل سیاہ ہو گیا تو سخت نادم ہوئے جو لوگ رات دن مخالفوں کی باتیں سنتے تھے وہی جا جا کے بولتے کہ یہ کیا بھید ہے کہ حیدر شاہی فریق کی جو بات نکلتی ہے جھوٹ ہی نکلتی ہے۔ افسوس۔ سوال۔ پیر خیر شاہ صاحب نے آثار شریف کی زیارت کے وقت تعظیم نہیں کی۔ الجواب۔ اسکے کئی جوابات دیئے گئے (۱) آثار شریف روبرو نہ تھا اگر روبرو ہوتا تو البتہ کھڑا ہونا بھی نیک کام تھا چنانچہ پرچہ اظہار حق مشتہرہ سید محمد قاسم خیاط نیلگڑی میں مذکور ہو چکا ہے (۲) یہ کہ یہ تعظیم محض بلحاظ ملکی رسم ہے کیونکہ عرب روم و افغانستان و کشمیر و ہندوستان وغیرہ میں کوئی نہیں کرتا۔ بلکہ ان ملکوں میں مؤدب بیٹھنا درود پڑھنا خاموش رہنا ہی تعظیم ہے (۳) یہ کہ کل آثار شریفوں کا سردار اور امام قطعی و یقینی تو قرآن شریف ہے جس سے بڑھ کر کوئی بھی آثار شریف نہیں پھر کیا وجہ ہے کہ تمام میمنوں کی مسجدوں میں روز جمعہ ایک دوسرے کی پیٹھ اور چوتڑوں کے پیچھے قرآن شریف پڑھتے اور پڑھاتے ہیں بلکہ بعض وقت کوئی نماز پڑھتا ہے تو دوسرا اسکے پیچھے قرآن پڑھتا ہے تو نمازی کا پاؤں بوقت سجدہ قرآن خواں کیطرف ہو جاتے ہیں۔ مگر افسوس یہی معترضین اسوقت خدا جانے اپنا ایمان کہاں چھوڑ آتے ہیں اور اس سید الآثار کی توہین و تحقیر عمداً گوارا کرتے ہیں۔ پھر اس قرآن کی اسقدر توہین و تحقیر سے مخالفین تو بے دین و ملحد نہ ہوئے اور اگر اتفاقاً کسی عذر شرعی کیوجہ سے کسی بزرگ کے آثار شریف تعظیم قیام ترک ہو تو بس وہ قطعی مردود و دوزخی ہے یہی علامت قیامت ہے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْجَاہِلِیْنَ (۴) یہ کہ یہ ضرور نہیں کہ ایک ہی وقت یہ تعظیم ہو بلکہ جائز ہے کہ بار بار ہو۔ مثلاً پہلے ایک جماعت زیارت کھڑی ہو کر کرآئے پھر دوسرا گروہ پھر تیسرا گروہ آئے اور زیارت کر کے چلا جائے چنانچہ یہی صورت نیلگڑی میں ہوئی کہ پہلے عام لوگوں نے زیارت کی اور پھر پیر خیر شاہ صاحب نے کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھی اور زیارت کی (۵) مخالفین سے پوچھا گیا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ کوئی شخص جب قرآن شریف یا حدیث شریف کی کتاب یا کتب اولیاء لیکر آتا ہے تو تم خود اسکی تعظیم کے واسطے کھڑے نہیں ہوتے۔ کیا وہ اس

قیام تعظیمی کے قابل ہی نہیں۔ کیا تم لوگ اس قیام تعظیمی کے نہ کرنے سے مرتد و ملحد یا بے دین و زندیق نہیں بنتے۔ افسوس تمہارے اس جدید اسلام پر۔ سچ ہے عام جہلاء کا کیا قصور جبکہ خود ان کے جعلی پیر اور مکار صوفی ایسے ہوں۔ توبہ سوال۔ علماء پنجاب حضرت پیران پیر رضی اللہ عنہ کے اور انکے طریقہ کے دشمن ہیں الجواب۔ اسکا جواب حضرت شاہصاحب نے مسجد نعلبند واڑی سیٹی بنگلور اور لال مسجد اور بکر قصابان کی مسجد میں متواتر وعظوں میں دیدیا پہلے فرمایا سب لوگ پڑھو۔ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْن پھر فرمایا حضرت پیر غوث اعظم کے دشمن پر ایک ہزار لعنت جو غوث پاک کا دشمن ہے۔ وہ مردود و بے دین ہے خدا ہمکو حضرت پیر کی غلامی اور ان کے در کی گدائی نصیب فرمائے بلکہ ان کے کتوں کی غلامی بھی ہمارا فخر ہے پھر فرمایا دس ہزار لعنت اس شخص پر جو ہم پر بہتان باندھتا ہے۔ پھر فرمایا مجھے تو خود اس خاندان عالیشان کی غلامی حاصل ہے اور میں اس طریقہ عالیہ قادریہ کو جاری کرتا ہوں اب کو ملعون اکبر ہے جو ہم لوگوں کو دشمن غوث پاک سمجھتا ہے سوال۔ مولوی جماعت علیشاہ صاحب سید نہیں۔ بلکہ شیعہ ہیں۔ الجواب۔ اسکا جواب بھی جناب شاہصاحب نے یوں فرمایا کہ جو یہ ثابت کرے کہ میں سید نہیں یا سنی نہیں بلکہ شیعہ ہوں تو اسکو دس ہزار انعام ملے گا۔ اور میں اپنی سیادت کا خوب کھلا کھلا ثبوت دینے کو تیار ہوں مگر اس شرط پر کہ پہلے ہمارے مخاطب اگر سید ہیں تو ثبوت کامل دیویں۔ خاصکر سب سے پہلے حید سیاہ پوش اپنی سیادت کا ثبوت دیویں پھر ہم ایسا ثبوت دیوینگے کہ مخالفین حق بھی صاف مان جائینگے۔ اس جواب سے جعلی سیدوں کو تو بخار آگیا۔ نہ نہ کوئی مدعی سیادت ہوا نہ کوئی سید بنکر رو برو آیا۔ نہ کسی نے دوبارہ سیادت کی تفتیش کی۔ سب لوگ سخت متعجب ہوئے کہ یہ عجیب شیعہ ہے۔ ادہر شیعہ اور ادہر طریقہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بھی غلام۔ ایسے شیعہ تو ساری دنیا میں نہ ہونگے۔ اگر شیعہ ہوتے تو امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت صدیق اکبر پر فضیلت دیتے۔ حالانکہ یہ صدیق اکبر کو افضل جانتے ہیں۔ سوال۔ جو شخص جماعت علیشاہ کہ اسوقت ہند و پنجاب میں صاحب کشف و کرامات اور صاحب عزت و جلال مشہور و معروف ہے وہ بڑا مرد خدا ولی اللہ تھا۔ وہ تو عرصہ دراز سے فوت ہو چکا ہے یہ جماعت علیشاہ وہ نہیں بلکہ اسکا ہمنام بنکر آیا ہے الجواب۔ اسکا بھی جواب شاہصاحب نے مسجد نعلبند واڑی میں یوں دیا تھا کہ اگر کوئی صرف یہی ثابت کرے کہ صاحب اقبال

وجلال جماعت علی شاہ مرگیا ہے اور میں وہ جماعت علی نہیں ہوں بلکہ نقلی ہوں تو اسکو بھی پانچہزار انعام ملیگا اور مزید برآں جب انکہ ہندوستان کے اخبارات اور سنجشی جنتری اور پنجاب کے اشتہاروں سے ثابت ہوگیا کہ وہ جماعت علی شاہ یہی ہے ابھی تک زندہ ہے مرا نہیں تو پھر مخالفین کے گھروں میں ماتم پڑگیا اور تنے دتے روسیاہ ہوگئے اور یکلخت ٹھنڈے ہوگئے فَبُهِتَ الَّذِی کَفَرَ۔ سوال۔ جناب شاہصاحب نے خطبہ میں بوقت دعا برائے سلطان المعظم منبر کی سیڑھی نہیں بدلی اور ایک ہی سیڑھی پر خطبہ تمام کیا اور نہ خلفاء عظام کی تعریف وثنا پڑھی۔ الجواب۔ اسکا جواب دونوں طرح (عملی وقولی) سے دیا گیا۔ یعنی شاہصاحب نے عرصہ ۹ ماہ تک جسقدر وہاں جمعے پڑھے ہر اک خطبہ میں دونو کام کرکے اہل عقل پاک طینت روحوں پر واضح کردیا کہ حیدر شاہی پارٹی خاص درجہ کے جھوٹ تیار کرتی رہتی ہے اور اسکا ذکر پرچہ عرض و نیاز وفادار غلام مطبوعہ مطبع صفدری میسور پیر عزیزالدین شال مرچنٹ میں موجود ہے صرف ایک وقت بوجہ تنگی وقت کے حضرت قبلہ نے مختصراً خطبہ میں یوں پڑھ دیا تھا اَرْضِ عَنِ الصَّحَابَۃِ کُلِّہِمْ وَعَنْ اَہْلِبَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اسپر احمق لوگوں نے وہ ٹوٹکہ مذکور چھوڑ دیا سوال۔ شاہصاحب وحدۃ وجودی یا وحدت شہودی اور منکر وحدۃ وجود کا کیسا ہے الجواب اسکا جواب یہ دیا گیا کہ ہم اہلسنت حنفی المذہب ہیں اگر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وحدۃ وجود کے قائل تھے تو ہم بھی وحدۃ وجودی ہیں۔ اگر وہ شہودی تھے تو ہم بھی شہودی ہیں۔ بہرحال یہ مخالفین کے ذمہ ہے کہ وہ امام صاحب کو ایک طرف کھڑا کریں۔ ہم ہر دو فریق کہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اصول کو مانتے ہیں۔ سوال۔ درمیان دو خطبوں کے ہاتھ اٹھاکر بآواز بلند دعا مانگنا سنت ہے الجواب اسکا جواب یوں دیا کہ درمیان دو خطبوں کے برفع الیدین دعا بآواز بلند مانگنا سنت دنیا میں کوئی مسلمان نہیں کہتا اور نہ یہ سنت کسی کتاب میں مرقوم ہے اگر سنت ہوتا تو تمام مکہ و مدینہ و روم و شام و یمن کے علماء کیوں سنت ترک کرتے۔ اگر سنت ہوتا تو کل ملک افغانستان کیوں ترک کرتا۔ اگر سنت ہوتا تو کل علاقہ کشمیر وغیرہ کے علماء کیوں منکر ہوتے۔ اگر سنت ہوتا تو اکثر علماء ہندوستان کیوں خلاف کرتے بلکہ ہمارے ملک ہند و پنجاب وکشمیر وغیرہ میں اسکو وہابیت کا نشان قرار دیا گیا ہے یہ تو بعض جاہل موجودہ پیروں کی سنت معلوم ہوتی ہے ھَدَاہُمُ اللہُ۔ سوال۔ طریقہ قادریہ سے طریقہ نقشبندیہ افضل ہے یا نہیں الجواب اسکا کئی طور

مفصلہ ذیل سے جواب دیا گیا (۱) بعد از خیر القرون کسی طریقہ کو کسی طریقہ سے افضل کہنا یا یہ عقیدہ بنا لینا شرع شریف نے کسی کو اس پر مامور و مجبور نہیں کیا اور نہ کسی امام[1] طریقت نے کسی کو مجبور کیا ہے۔ نہ اس پر اجماع شرعی ہے نہ اس بات کی کوئی ضرورت لاحق ہے (۲) اگر کوئی صاحب اپنے امام طریقت کو دیگر آئمہ طریقت سے افضل کہے تو اسمیں بھی شرعاً کوئی قباحت نہیں بلکہ ہر ایک معتقد طریقت و تصوف کو اختیار ہے کہ اپنے اپنے امام طریقت کو ہی افضل جانے چنانچہ ملا علی قاریؒ نے رسالہ جواب قفال میں لکھا ہے قالو اینبغی ان یعتقد کل مقلد امام من الائمۃ ان امامہ مصیب وغیرہ مخطی الخ اور دیکھو اشباہ اور درمختار قول امام نسفی یعنے علماء نے کہا ہے کہ ہر اک مقلد اپنے ہی امام کو حق پر سمجھے اور دوسرے کو خطا پر مگر ہم کسی امام کو خاطی و عاصی نہیں کہتے (۳) اگر دوسرے کو افضل جانے تب بھی کچھ گناہ نہیں۔ کیونکہ یہ قیود و حدود اور یہ عقائد اہلسنت میں داخل نہیں پس جس نے غوث پاک کو افضل زمانہ یقین کیا تو حق پر ہے۔ اگر کسی نے اور کسی بزرگ و متقی کو افضل زمانہ کہدیا تو بھی کچھ حرج نہیں (۴) جبکہ کل اولیاء اللہ کا مقصد یعنے وصول الی اللہ اور معرفت حق ہے تو اس لحاظ سے سب طریقے برابر ہوتے اور جبکہ کل سلسلوں کے امام و منبع ذات اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو پھر کسی کو کسی سے افضل کہنا کیا معنے رکھتا ہے (۵) اگر بلحاظ امام اول کے کسی طریقہ کو افضلیت حاصل ہے تو بحث ہی ختم ہوگئی اور گفتگو بیفائدہ کیونکہ طریقہ انیقہ نقشبندیہ تو خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جاری ہے اور دیگر طرق عالیہ خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جاری ہیں پس خود ہی فیصلہ ہوگیا۔[2] سوال۔ حضرت سلمان فارسیؓ کی ملاقات و بیعت حضرت صدیق اکبر سے نہیں ہوئی۔ الجواب۔ یہ تو ہر اک اہل علم و تواریخ دان پر واضح ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ و سلمان فارسی رضی اللہ عنہما ہر روز باہم ملاقی و مصاحب ہوتے تھے اور ہر وقت آمد و رفت اور بات چیت ہوتی رہتی تھی۔ یہ کسی جاہل پیر نے بے پر کی اڑائی ہے ہاں محدثین کا اختلاف حضرت حسن بصری و علی رضی اللہ عنہما کے ملاقات میں ہے۔ اکثر محدثین تو حسن بصری کی ملاقات علی کرم اللہ وجہہ سے منکر ہیں سوال

---

[1] یوں تو جسطرح حضرات قادریہ طریقہ عالیہ قادریہ کو احسن و افضل کہتے ہیں۔ اسیطرح خواجہ نقشبند بھی طریقہ صدیقیہ نقشبندیہ کو ہی اکمل و افضل فرماتے ہیں پس ہمارے نزدیک دونو حضرات حق پر ہیں۔ چنانچہ صفحہ ۲۰ ملاحظہ فرماؤ۔

[2] امام ربانی نے فیض نبوۃ و فیض ولایت کی تقسیم فرمائی ہے اور طریقہ نقشبندیہ کی نسبت فیض نبوۃ کیطرف کی ہے۔

شاہصاحب عورتوں کو مرید کرتے ہیں **الجواب** جبکہ پیغمبر علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے کہ عورتوں سے بیعت
لیں. تو پھر کیا حرج ہے. چنانچہ اسکی تفصیل صفحہ ۱۰۴ میں گذر چکی ہے اور یہ نیا مسئلہ بھی نہیں ہر اک
سلسلہ کے مشائخ عورتوں کو مرید کرتے چلے آتے ہیں. پھر شاہصاحب کی کیا خصوصیت **سوال** شاہصاحب
ہندوؤں کی تر چیزیں کھانے سے روکتے ہیں **الجواب** مختصر یہ جواب دیا گیا تھا کہ حدیث صحیح میں آیا ہے
اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ فَمَنِ اتَّقَى مِنَ الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ
لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ فَوَقَعَ فِي الْحَرَامِ (مشکوۃ) یعنے حلال وحرام تو
ظاہر ہی سوائے انکے درمیان کئی چیزیں مشکوک مشتبہ ہیں پس جس نے ان مشکوک مشتبہ چیزوں سے پرہیز کیا اس نے اپنا دین بچالیا اور جس نے
مشکوک مشتبہ چیزوں کی عادت رکھی وہ حرام خوار بنگا اب ہندوؤں کی پاکیزگی عقلمندوں پر واضح ہے یہانتک کہ انکے ہاں گائے
بیل کا گوبر پیشاب پاک اور کتے وغیرہ کا پس خوردہ طیب ہے بایں ہمہ اگر مسلمان ہندوؤں کا پس خوردہ کھائیں اور ان سے سودا
خریدیں تو مسلمانوں کا خدا ہی حافظ ہے. ہاں مجبوری واضطراری کا مسئلہ جدا ہے مگر یہ مسائل تو اس کو
اچھے معلوم ہونگے جسکو تقویٰ وطہارت اور حلال طیب کی عادت ہے نہ اسکو جو رات دن افیون خوری،
نوشی وگانجہ وبھنگ کے شوق میں ہو اور پھر کسی اپنے جیسے سے القاب شیخ المشائخ جامع علوم بھی مفت میں
لکھوالے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ **سوال**. شاہصاحب تو خود ہندوؤں کے ہاتھ کے دودھ. دہی
ملائی. بریانی کھاتے رہے اور منشی چیزوں سے بسکٹ تیار شدہ کھاتے رہے اور لوگوں کو روکتے ہیں **الجواب**
اسکا جواب اہل میسو نے یوں دیا کہ جب سے حضرت شاہصاحب قبلہ اس علاقہ میں تشریف لائے ہیں تب
سے آپ نے کبھی بریانی وبسکٹ وغیرہ نہیں کھائے. اگر دودھ دہی منگاتے تو مسلمان کے گھر سے منگاتے
ورنہ چپاتی خشک. چاول خشکہ دال گوشت کا شوربا. چنانچہ اس پر اہل ایمان میسو نے چشم دید واقعات
قسمیہ تحریر کئے ہیں. دیکھو پرچہ ناصح مشفق کاشگر ۲۱ ستمبر ۱۹۰۷ء مشتہرہ محمد حمید خان حنفی میسوی **سوال**
شاہصاحب جادوگر اور مسمریزر ہیں اسواسطے ہزارہا لوگ انکے ارد گرد رہتے ہیں اور انکے حلقہ میں بیہوش
ہوجاتے ہیں **الجواب**. سنت انبیاء میں سے ایک یہ سنت بھی ادا ہوگئی. فرق صرف یہ رہا کہ کفار نے عربی میں کہا
تھا ھٰذا سحر یوثر. ساحر کذاب سحر مستمر اور ان لوگوں نے اردو اور انگریزی میں کہا جادو ہے مسمریزم

ہے۔ حالانکہ خدا نے لبطور احسان فرمایا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تو تمام روئے زمین کے خزانے تقسیم کرتا تو یہ عرب کے شدید القلب کالانعام کبھی آپکے گرد اگرد پروانہ وار نثار نہ ہوتے۔ مگر یہ خدا نے انکے دلوں میں تیری چاہت ڈالدی ہے۔ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ خدا کی شان دیکھئے کہ سیاہ دل مردہ روح لوگ اگر اس آفتاب سے روشنی حاصل کرتے تو انکی خوش نصیبی کی دلیل تھی مگر الٹا بدقسمت لوگ منکر و مرتد ہوکر بیہودہ اعتراضات کرتے ہیں۔ اصل میں لوگ کسیقدر معذور بھی ہیں کیونکہ آجتک انکو ذاکر، عابد، متقی، زاہد پیر دیکھنے کا موقع ہی نہیں ملا اور اگر ملا بھی تو ان کو پہچان نہ سکے کیونکہ انکو شراب کو دودھ بنانیوالے پیر شراب پی کر جمعہ پڑھانیوالا۔ افیون خور، بھنگ نوش پیر اکثر دیکھنے کا اتفاق رہا۔ جنکا ہر وقت یہی مقولہ ہے " اے صداقت بر تو لعنت از تو رنجے یافتم، اے بطالت بر تو رحمت از تو گنجے یافتم "۔ **سوال**۔ حضرت شاہصاحب نے قاضی بنگلور کو برسر عام کافر کہا یہ حدیث کے سخت خلاف ہے **الجواب** بیشک کہا اور آپکے دل اور گردہ پر ضرور ہی سخت چوٹ لگی مگر اسوقت آپکی روح کہاں تھی جب ابتداء میں حیدر شاہ سیاہ نے رسالہ " صمصام قادریہ علی طائفۃ الزندیقیہ " میں ایک آل رسولؐ۔ حافظ قرآن۔ حاجی حرمین۔ عالم اجل صوفی اکمل اور ان کے خلفاء کو الفاظ ملحد و زندیق و کافر و مرتد و بے ادب وغیرہ سے مخاطب کیا تھا۔ جسپر اسی قاضی بنگلور کے دستخط بڑے زور شور سے مرقوم ہیں۔ پھر اسکے بعد رسالہ " سل السیوف القادریہ " میں اور بھی شرح و بسط سے گالیاں دل کھولکر دیں۔ تب بھی قاضی مذکور نے حیدر سیاہ کو تنبیہہ نہ کی۔ پھر تیسرا رسالہ " چار مسئلوں کی تحقیق لکھا۔ جسمیں حیدر شاہ نے تمام اپنی باطنی نجاست خرچ کرکے ایک آل رسولؐ اور نائب انبیاء اور انکے خلفاء کے حق میں بد الفاظ استعمال کئے۔ دیکھو صفحہ ۱۳۵ اب اگر معترض یا سائل سچے مسلمان ہی ہے تو ذرا ایمان سے کہے کہ کیا وہ الفاظ کسی عام مسلمان کے حق میں کہنا جائز ہیں۔ پھر چہ جائیکہ ایک ولی اللہ محبوب خدا عالم حقانی سادات کے حق میں (معاذ اللہ) اور یہ بھی کہہ دے کہ پھر اگر شاہصاحب نے قاضی مذکور کو کافر کہا تو کیا کچھ حرج ہے یہ عجب انصاف ہے کہ جو شخص حیدر شاہ یا قاضی بنگلور کی غبوں کا معتقد نہ ہو وہ تو کافر اکفر مرتد وغیرہ اور حیدر شاہ یا قاضی اگر تمام جہاں کی بے دینی اپنے اندر جمع کرے تو وہ خوب پختہ مسلمان استغفر اللہ توبہ۔ اسوقت تو معترض کو کچھ ایمان کی بات نہ سوجھی اب بعد از وقت " مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید

بر کلمۂ خود بابد زد مثل مشہور ہے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ سوال۔ پیر خیر شاہ صاحب کو آثار شریف کی دعوت دیگئی باوجودیکہ حجرۂ آثار شریف روبرو تھا مگر نہ آئے۔ الجواب۔ اس اعتراض کا نتیجہ نہ نکلا کہ کیا ہے۔ اگر نہ آئے تو شراب خوار کے برابر ہوئے یا افیون خوار کے۔ یا اہلسنت کے دائرہ سے نکل گئے پھر وجہ عذر بھی ان سے پوچھنی تھی (۱) شاید اس خیال سے نہ آئے ہوں کہ وہاں کے مجاوروں کو پیسہ دھیلا دینا باعث ثواب ہے اور بلا نذرونیاز مجاوروں سے واپس آنا بے ادبی ہے اور پیسہ موجود نہ ہو یا اس خیال سے نہ آئے ہوں کہ مجاوروں کو پیسہ دھیلا دینا ان کی دلشکنی کا باعث ہے کیونکہ اکثر مجاور لوگ اسی غرض سے اسقدر شوروشر اہتمام کرتے ہیں ورنہ اگر خالصاً للہ ہو تو مسجدوں کے اندر آثار شریف رکھنا بہتر ہے وہاں پر بے ادبی کا احتمال نہیں اسلئے پیر خیر شاہ صاحب نہ گئے ہوں بعض وقت پیسہ موجود نہیں (۲) چونکہ رات کے دو بجے موسم بارش ہوا سردی پہاڑ کے راستے آنا جانا باعث تکلیف ہے، تو شاید اس خیال سے کہ دیگر اذکار و وظائف میں نقص آتا ہے نہ گئے ہوں اور رات کے دو بجے زیارت کرانے میں کیا کیا راز اور فوائد ہیں ادہر دعا کی قبولیت کا وقت ادہر انتظار تہجد اور اسپر نیند کا غلبہ پھر ایک ایک کے چار چار نظر آجائیں یا بالکل اصلی ہی معلوم ہوں مگر لطف یہ کہ جسقدر لوگ دو بجے زیارت کرتے ہیں انہیں بعضے تو دن کے ۹ بجے نیند سے ہوشیار ہوتے ہیں۔ نماز صبح چٹ اور یاد خدا سے غافل بعض بالکل مجہول جنکو نماز روزہ تو کجا انکے پاجامے بھی پاخانہ سے پُر ہوں (۳) اگر غیر حاضری آثار شریف کی کفر ہے تو بتاریخ ۲۹ ماہ محرم حیدرشاہ کو ختم قرآن شریف اور عرس شریف کی دعوت دیگئی تھی۔ بلکہ یہ بھی کہا گیا تھا۔ کہ آپ مہمان بھی وہاں کے ہی ہونگے نہ کسی غیر کے۔ اور یہ رقعہ مولانا پیر خیر شاہ صاحب نے حیدر شاہ صاحب کے نام پر لکھا تھا۔ پھر حیدر شاہ صاحب بلا عذر شرعی حاضر نہ ہوئے اور کچھ معذرت بھی نہ لکھی تو اب سوال یہ ہے کہ آیا حیدر شاہ صاحب اس فعل شنیع سے کافر ہوئے یا نہیں اگر آثار شریف کی غیر حاضری کفر ہے تو ختم قرآن اور عرس اولیاء اللہ کی غیر حاضری کفر سے بڑھکر ہونی چاہئے سوال۔ یہ جماعت علیشاہ جس دن سے علاقہ دکھن میں گئے۔ اس دن سے بعض موجودہ پیران طریقت کی رسم ورواج کو برباد کر دیا۔ دستور یہ تھا کہ جب مرید بنے تو ۱۱ روپیہ نقد اور ایک مجمع مٹھائی اور ایک شال پیر کو دیوے اور پھر سال بسال گیارہ یا ۲۵ یا ۵۵ روپیہ نقد نذرانہ دیوے

اب صفحہ ۷ پر دیکھئے